99

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،18۔نومبر 2008

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات اور سیاحت سے متعلق سوالات دریافت کئے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

(مسودات قانون جو پیش کئے جائیں گے)

1. **THE PROVINCIAL MOTOR VEHICLES (AMENDMENT) BILL 2008 (Bill No. 14 of 2008)**

Ch Shaukat Mahmood Basra, Advocate: Mr Javed Hassan Gujjar: Ms Azma Zahid Bokharki: Rai Muhammad Aslam Khan:	to move that leave be granted to introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2008.
Ch Shaukat Mahmood Basra, Advocate: Mr Javed Hassan Gujjar: Ms Azma Zahid Bokharki: Rai Muhammad Aslam Khan:	to introduce the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2008.

2. **THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB PRIVILEGES (AMENDMENT) BILL 2008 (Bill No. 15 of 2008)**

Ch Abdullah Yousaf: Ch Aamar Sultan Cheema: Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari: Dr Samia Amjad: Mrs Amna Ulfat: Mrs Khadija Umar:	To move that leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008.
Ch Abdullah Yousaf: Ch Aamar Sultan Cheema: Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari: Dr Samia Amjad: Mrs Amna Ulfat: Mrs Khadija Umar:	to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008.

100

3. **THE PUNJAB IRRIGATION & DRAINAGE AUTHORITY (AMENDMENT) BILL 2008 (Bill No. 16 of 2008)**

Ch. Zahir-ud-Din Khan: Dr Samia Amjad: Ch Abdullah Yousaf: Mrs Amna Ulfat: Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari: Ms Amna Jehangir: Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya: Mrs Samina Khawar Hayat: Mrs Ayesha Javed: Mrs Khadija Umar: Mr Khalid Javed Asghar Ghural: Syeda Majida Zaidi: Syeda Bushra Nawaz Gardezi: Mr Muhammad Yar Hiraj: Mian Shafi Muhammad: Mr Muhammad Ejaz Shafi:	to move that leave be granted to introduce the Punjab Irrigation & Drainage Authority (Amendment) Bill 2008.
Ch Zahir-ud-Din Khan: Dr Samia Amjad: Ch Abdullah Yousaf: Mrs Amna Ulfat: Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari: Ms Amna Jehangir: Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya: Mrs Samina Khawar Hayat: Mrs Ayesha Javed: Mrs Khadija Umar: Mr Khalid Javed Asghar Ghural: Syeda Majida Zaidi: Syeda Bushra Nawaz Gardezi: Mr Muhammad Yar Hiraj: Mian Shafi Muhammad: Mr Muhammad Ejaz Shafi:	to introduce the Punjab Irrigation & Drainage Authority (Amendment) Bill 2008.

4. **THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB PRIVILEGES (AMENDMENT) BILL 2008 (Bill No. 17 of 2008)**

Ch Zahir-ud-Din Khan:
Ch Aamar Sultan Cheema:
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Dr Samia Amjad:
Ch Abdullah Yousaf:
Mrs Amna Ulfat:
Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:
Ms Amna Jehangir:
Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya:

to move that leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008.

Ch Zahir-ud-Din Khan:
Ch Aamar Sultan Cheema:
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Dr Samia Amjad:
Ch Abdullah Yousaf:
Mrs Amna Ulfat:
Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:
Ms Amna Jehangir:
Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya:

to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008.

101

حصہ دوم

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

1. شیخ علاؤالدین:

یہ معزز ایوان، مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بنکوں میں عوام کی جمع رقومات پر بنکوں کو کم از کم منافع افراط زر کی سالانہ شرح سے 2 فیصد زائد سالانہ دینے کا پابند کیا جائے اور بنکوں کا عوام کش (Cartel) ختم کرایا جائے۔

2. چودھری ظہیر الدین خان:
چودھری عامر سلطان چیمہ:
جناب محمد محسن خان لغاری:
حاجی محمد قمر حیات کاٹھیا:
ڈاکٹر سامیہ امجد:
محترمہ آمنہ اُلفت:

یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں سرکاری رہائش گاہیں محکمہ S&GAD (Welfare wing) الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے سرکاری ملازمین کو الاٹ کرتا ہے۔ سرکاری رہائش گاہوں کی تعداد انتہائی قلیل ہونے کے باعث ہزاروں ملازمین اپنی آدھی سے زیادہ تنخواہ پر مہنگائی کے تناسب سے بڑھے ہوئے کرائے / مہنگے گھروں پر رہنے پر مجبور ہیں۔ جبکہ حکومت پنجاب کی طرف سے ملنے والا ہاؤس رینٹ ناکافی ہے۔ جس سے پرائیویٹ رہائش نہیں ملتی۔ سرکاری رہائش گاہوں کے حصول کے لئے الاٹمنٹ کروانے کے Load / پریشر کو کم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں پہلے مرحلہ پر سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے سرکاری ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دی

جائے۔ جیسا کہ پنجاب یونیورسٹی پہلے ہی اپنے ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دے رہی ہے۔ صوبائی دارالحکومت لاہور میں سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن ملنے سے محکمہ S&GAD ریلیف محسوس کرے گا۔ نیز محکمہ خزانہ کے اوپر کم سے کم مالی بوجھ پڑے گا۔

3. محترمہ فرح دیبا: یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فلم انڈسٹری سمیت TV، سٹیج اور دیگر فن کے شعبہ سے وابستہ افراد کے لئے "آرٹسٹ ہاؤسنگ کالونی" کے قیام کے لئے اہتمام کرے۔

4. حاجی ذوالفقار علی: یہ ایوان حکومت پنجاب کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ کی تمام جیلوں میں بند ایسے قیدی جن کی مقررہ قید ختم ہو چکی ہے مگر جرمانہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند ہیں، کو فوری رہا کرنے کا حکم صادر فرمائے۔

5. محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: اس ایوان کی رائے ہے کہ تھیلیسیمیا کے خاتمے کے لئے شادی سے قبل ٹیسٹ لازمی قرار دیا جائے۔

حصہ سوم

(متفرق تحریک)

MOTION UNDER RULE 244-A TO AMEND THE RULES OF PROCEDURE OF THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB 1997.

Mrs Samina Khawar Hayat:	to move that leave be granted to move the proposed amendment to the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997.
Mrs Samina Khawar Hayat:	to move that the proposed amendment be taken into consideration.
Mrs Samina Khawar Hayat:	to move that the proposed amendment be passed.

(Copy of the Amendment is at Annexure)

102

حصہ چہارم

(عام بحث)

1.	Dr Samia Amjad: Ch Abdullah Yousaf: Mrs Amna Ulfat: Mr Muhammad Mohsin Khan	To move that the Policy of the Government in the Health Department with particular reference to quacks responsible

Leghari
Ms Amna Jehangir:
Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya:
Mrs Samina Khawar Hayat:
Mrs Ayehsa Javed:
Mrs Khadija Umar:
Mr Khalid Javed Asghar Ghural:
Syeda Majida Zaidi:
Syeda Bushra Nawaz Gardezi:

for spreading contagious diseases e.g. Hepatitis, Aids, Dingy fever, Cancer etc with particular reference to performance of enforcement staff, be discussed.

2. سردار خالد سلیم بھٹی

یہ تحریک پیش کریں گے کہ آٹے کے بحران اور مہنگائی پر ایوان میں بحث کی جائے۔

3. Ch Zahir-ud-Din Khan:
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Mian Shafi Muhammad:
Mr Muhammad Ejaz Shafi:

to move that the Policy of the Government in the Local Government Department with particular reference to buildings declared dangerous for residential purposes in the city of Lahore and in the Province of the Punjab creating panic among the people, be discussed.

4. Mrs Nasim Lodhi:

to move that the Policy of the Government vis-à-vis Constitution of Zakat Committees in the Province of Punjab, be discussed.

5. شیخ علاؤالدین:

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ قادرپور گیس فیلڈ جو کہ قوم کا ایک بہت بڑا اثاثہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے، کی فروخت کے معاملے کو فوری طور پر اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے۔

103

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا دسواں اجلاس

منگل،18۔نومبر 2008

(یوم الثلاثہ،19۔ذیقعد 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 17 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

خَلَقَ ٱلۡإِنسَـٰنَ مِن صَلۡصَـٰلٍ كَٱلۡفَخَّارِo وَخَلَقَ ٱلۡجَآنَّ مِن مَّارِجٍ مِّن نَّارٍ
o فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo رَبُّ ٱلۡمَشۡرِقَيۡنِ وَرَبُّ ٱلۡمَغۡرِبَيۡنِo فَبِأَىِّ
ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo مَرَجَ ٱلۡبَحۡرَيۡنِ يَلۡتَقِيَانِo بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ لَّا يَبۡغِيَانِo
فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo يَخۡرُجُ مِنۡهُمَا ٱللُّؤۡلُؤُ وَٱلۡمَرۡجَانُo فَبِأَىِّ ءَالَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo وَلَهُ ٱلۡجَوَارِ ٱلۡمُنشَـَٔاتُ فِى ٱلۡبَحۡرِ كَٱلۡأَعۡلَـٰمِ o فَبِأَىِّ
ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍo وَيَبۡقَىٰ وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو ٱلۡجَلَـٰلِ
وَٱلۡإِكۡرَامِ o

سُوۡرَۃُ الرَّحمٰن آیات 14 تا 27

اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایاoاور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیاoتو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟oوہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے)oتو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟oاسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیںo دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتےoتو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟oدونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیںoتو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟oاور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح

اونچے کھڑے ہوتے ہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟o جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہےo اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکات) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گیo وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

الھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد
وعلیٰ آلہ و اصحابہ و بارک وسلم
جب حسن تھا ان کا جلوہ نما
انوار کا عالم کیا ہو گا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے
دیدار کا عالم کیا ہو گا
الھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد
ہے تیری عنایات کا ڈیرہ میرے گھر میں
سب تیرا ہے کچھ بھی نہیں میرا میرے گھر میں
جاگا تیری نسبت سے میرا سویا مقدر آیا
تیرے آنے سے سویرا میرے گھر میں
دروازے پہ لکھا ہے تیرا اسم گرامی
آتا نہیں بھولے سے اندھیرا میرے گھر میں
سب تیرا ہے کچھ بھی نہیں میرا میرے گھر میں
سیرت نے تیری جینے کا انداز سکھایا
مدحت نے تیری نور بکھیرا میرے گھر میں

جناب ڈپٹی سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

پوائنٹ آف آرڈر

اجلاس کی کارروائی بروقت شروع کرنے پر جناب ڈپٹی سپیکر کو خراج تحسین

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، موہل صاحب!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کو شاباش دیتا ہوں کہ آج آپ نے ماشاءاللہ وقت کی پابندی کو ملحوظ رکھا ہے اس پر میں آپ کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! ایک دوسری درخواست ہے اگر اس پر بھی عملدرآمد کروا دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کا بڑا احسن اقدام ہو گا۔ اجلاس کی اطلاع ہمیں یا تو electronic media کے ذریعے ہوتی ہے یا اخبارات سے معلوم ہوتا ہے۔اب تو کمشنری سسٹم بھی آگیا ہے اگر مہربانی کر کے ہمیں کمشنرز یا ڈی سی اوز کے ذریعے اطلاع ہو جائے تو یہ بھی ایک احسن اقدام ہو گا۔ شکریہ

چودھری عبداللہ یوسف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں آصف موہل صاحب کی بات کو دہرانا چاہتا ہوں اور آپ کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ آپ نے in time اجلاس شروع کیا۔

You have set a precedent and we hope you will keep it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! کل مجھے یہ خیال آیا کہ اجلاس سوا گھنٹہ تاخیر سے شروع ہوا تو میرے دل سے یہ دعا نکلی کہ اللہ کرے کہ آئندہ سپیکر صاحب وقت پر اجلاس شروع کریں تو آپ کی بہت مہربانی۔ عوام کو بھی معلوم ہونا چاہئے، ہم ممبران کو بھی معلوم ہونا چاہئے کہ اس ایوان کا وقت بہت قیمتی ہے۔اگر ہم اسی روایت کو جاری رکھیں گے تو بہت بہتری آئے گی۔اگرچہ آج تعداد پوری نہیں ہے لیکن آپ نے یہ ایک نئی روایت شروع کرنے کی طرف جو قدم اٹھایا ہے ہم اس کو support کرتے ہیں۔اگرچہ تعداد پوری نہیں ہے لیکن میں اپوزیشن کی طرف سے آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم آج کورم point out نہیں کریں گے تاکہ لوگ وقت پر آنے کی طرف راغب ہوں۔ مہربانی

سوالات (محکمہ جات جنگلات و جنگلی حیات اور سیاحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈا پر محکمہ جنگلات، جنگلی حیات اور سیاحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔توسب سے پہلا سوال میاں نصیر صاحب کا ہے۔میاں صاحب موجود نہیں ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 32۔اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چڑیا گھر میں جانوروں کی خرید کا طریقہ

*32: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چڑیا گھر لاہور میں جانوروں کی خرید کا طریقہ کیا ہے؟

(ب) 1999 سے 2007 تک کتنے جانور خریدے گئے ان کے نام، قیمت اور کہاں سے خریدے گئے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جانوروں کی خریداری کے ٹینڈر کا مختلف اخبارات میں بذریعہ محکمہ تعلقات عامہ اشتہار دیا جاتا ہے موصول شدہ ٹینڈر محکمانہ تشکیل شدہ ٹینڈر کھولنے والی کمیٹی فرم یا ان کے نمائندوں کے روبرو کھولتی ہے کمیٹی سب سے کم ریٹ اپنی سفارش کے ساتھ اتھارٹی کو جو کہ جناب چیئرمین چڑیا گھر انتظامیہ کمیٹی ہیں منظوری کے لئے بھجواتی ہے اور حتمی منظوری آنے کے بعد فرم کو سپلائی آرڈر جاری کیا جاتا ہے اس طرح چڑیا گھر کے جانوروں کی خریداری کی جاتی ہے۔

(ب) جانوروں کی تعداد، قیمت، تاریخ اور جہاں سے خریدے گئے تفصیل درج ذیل ہے

نمبر شمار	نام جانوران	علاقہ	تعداد	قیمت	تاریخ	نام فرم
1	وائیٹ اینڈ بلیک کولوبس بندر	مشرقی افریقہ	ایک جوڑا	294000روپے	14-10-03	میسرز ولی پیٹ فارم ڈی ایچ اے کراچی
2	کیپوچین بندر	جنوبی امریکہ	ایک جوڑا	410000روپے	06-06-06	میسرز محمد اکرم سفاری جے - 114ماڈل ٹاؤن لاہور

3	ایڈیکس	مشرق وسطیٰ	ایک نر	849500روپے	29-06-06	میسرز بارکس ایجنسی فلیٹ نمبر 12 سیکنڈ فلور اکرم پلازہ ماڈل ٹاؤن لاہور
4	لامہ لامہ	جنوبی افریقہ	ایک جوڑا	460000روپے	29-06-06	میسرز بارکس ایجنسی فلیٹ نمبر 12 سیکنڈ فلور اکرم پلازہ ماڈل ٹاؤن لاہور
5	دریائی گھوڑا	افریقہ	ایک مادہ	3947000روپے	11-07-06	میسرز بارکس ایجنسی فلیٹ نمبر 12 سیکنڈ فلور اکرم پلازہ ماڈل ٹاؤن لاہور
6	گینڈا	افریقہ	ایک نر	5791500روپے	25-07-06	میسرز ملٹی پل ڈسٹری بیوٹرز 159 انار کلی لاہور
7	وائیٹ اینڈ بلیک کولوبس بندر	مشرقی افریقہ	ایک نر	480000روپے	29-04-06	میسرز اے کے سفاری جے - 114 ماڈل ٹاؤن لاہور
8	زرافہ	جنوبی افریقہ	ایک نر دو مادہ	7400000روپے	03-11-07	میسرز ملٹی پل ڈسٹری بیوٹرز اینڈ مینو فیکچرز پرائیویٹ لمیٹڈ 159 انار کلی لاہور

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہیں گے؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! جانوروں کی خریداری کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی ہے اس کے ممبران کے نام اور status کیا ہیں، یہ کمیٹی کس طرح تشکیل دی جاتی ہے اور اس کی responsibilities کس طرح defined ہیں، دیکھیں! اس وقت ملک میں معاشی بحران ہے اور دوسری طرف اتنے مہنگے جانور خریدے جا رہے ہیں۔ اگر ہم آئندہ کے لئے جانوروں کی کوئی خریداری کرتے ہیں تو اس کمیٹی کو وزارت کی طرف سے initially کیا guidance دی گئی ہے، وہ کس حد تک خرچ کر سکتے ہیں اور کمیٹی کے ممبران کون لوگ ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ چڑیا گھر کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔ یہ ایک خود مختار ادارہ ہے۔ 1982 میں چڑیا گھر wild life میں منتقل ہوا۔ اس کے چیئرمین ڈائریکٹر جنرل وائلڈ لائف اور چڑیا گھر کے انچارج ڈائریکٹر ہوتے ہیں۔ اس کمیٹی میں نو ممبران ہیں جن میں سے چار ممبران سرکاری ہوتے ہیں اور پانچ غیر سرکاری ممبران پبلک سے لئے جاتے ہیں۔ جانوروں کے بارے میں آپ نے جو ابھی سوال کیا ہے اس بارے میں عرض ہے کہ اس ادارے کی سالانہ آمدنی 5 کروڑ جبکہ خرچ 4 کروڑ روپے ہے۔ ایک کروڑ روپے سالانہ اس کی بچت ہے۔ یہ کنٹین کا ٹھیکہ دیتے ہیں، سائیکل سٹینڈ کا ٹھیکہ دیتے ہیں اور ٹکٹ کے ذریعے انھیں جو آمدنی ہوتی ہے یہ ساری رقم اسی ادارے پر خرچ کی جاتی ہے یعنی اپنے ذرائع سے کماتے اور خرچ کرتے ہیں۔ حکومت یا کسی محکمہ سے کوئی رقم وصول نہیں کرتے۔

جناب محمد یار ہراج: کیا یہ ادارہ ہمیشہ سے منافع میں رہا ہے؟ آپ نے کہا ہے کہ یہ ایک خود مختار ادارہ ہے جو کہ اپنا خرچہ خود ہی برداشت کرتا ہے تو کیا حکومت کی طرف سے اس ادارے کو کوئی support دی جاتی ہے یا یہ self sustaining ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال کا جواب بڑا واضح دیا گیا ہے۔ یہ ضمنی سوال اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے۔ اس کے لئے آپ ایک fresh question دے دیں۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سوال نمبر 73۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں تفریحی مراکز کی تعداد و ترقیاتی منصوبہ جات کی تفصیل

*73: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

صوبہ میں کتنے ایسے تفریحی مراکز ہیں جو کہ محکمہ کے کنٹرول میں ہیں ان مراکز میں 2003 سے آج تک کتنے ترقیاتی منصوبے مکمل کئے گئے، ان کے نام، مالیت اور کن فرموں نے مکمل کئے ان کی تفصیل بیان کریں؟

وزیر جیل خانہ جات، سیاحت (چودھری عبدالغفور):

محکمہ سیاحت پنجاب کے کنٹرول میں تفریحی مقامات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا اس میں کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ دریائے چناب پر ایک ریسٹورنٹ ہے۔ وزیر صاحب بتا دیں کہ اس کا رقبہ کتنا ہے اور اس سے کتنی آمدن ہو رہی ہے اگر یہ خسارے میں ہے تو کیا حکومت اسے ٹھیکے پر دینے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات، سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو سوال پوچھا تھا اس کا تفصیلی جواب ہم نے ایوان کی میز پر رکھ دیا ہے۔ سوال یہ تھا کہ "اس صوبہ میں کتنے ایسے تفریحی مراکز ہیں جو کہ محکمہ کے کنٹرول میں ہیں۔ ان مراکز میں 2003 سے آج تک کتنے ترقیاتی منصوبے

مکمل کئے گئے ان کے نام، مالیت اور کن فرموں نے مکمل کئے ان کی تفصیل بیان کریں۔" اس کا تفصیلی جواب آیا ہے۔

جناب سپیکر! اس پر انھوں نے جو ضمنی سوال پوچھا ہے اس کے بارے میں عرض ہے کہ دریائے چناب پر تقریباً دو کنال پر ریسٹورنٹ under renovation ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس محکمہ کے اندر ابھی بہت زیادہ کام کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ ہم نے اپنے جواب میں تفصیلات دی ہیں۔ شاید پہلے tourism پر کسی نے توجہ نہیں دی لیکن میں اس موقع پر وزیر اعلیٰ پنجاب کو appreciate کرنا چاہوں گا کہ جنہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم terrorism کا مقابلہ tourism سے کریں گے۔ پنجاب حکومت tourism کے حوالے سے اپنی پالیسی بنا رہی ہے۔ انشاء اللہ اس ریسٹورنٹ کو ہم بہت جلد develop کر کے چلائیں گے۔ یہ ہماری بہت اہم جگہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی بڑی important places ہیں جن کی طرف پہلے شاید اتنا زیادہ دھیان نہیں کیا گیا لیکن اب اس پر کام کرنے کی گنجائش بھی ہے اور ضرورت بھی ہے۔ انشاء اللہ اب اس میں فرق نظر آئے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جیسا کہ چودھری صاحب خود فرما رہے ہیں کہ وہاں پر ضرورت بھی ہے اور ہم ارادہ بھی رکھتے ہیں۔ ہمارے رانا ثناء اللہ صاحب بھی تشریف فرما ہیں، فیصل آباد، جھنگ، سرگودھا، پنڈی بھٹیاں کے علاقے کے لئے تفریح کا تقریباً یہی ایک مقام ہے۔ weekend، 14۔ اگست یا عید کے دنوں میں وہاں پر اتنا زیادہ رش ہوتا ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اس کے علاوہ تفریح کا کوئی ایسا بندوبست نہیں ہے۔ چودھری صاحب بتادیں کہ کیا اس کے لئے کوئی PC-I وغیرہ تیار ہوا ہے یا مستقبل قریب میں کوئی کرنا چاہتے ہیں؟ اس حوالے سے وزیر صاحب یقین دہانی کروادیں۔

وزیر جیل خانہ جات، سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! دریائے چناب پر جس جگہ اور ریسٹورنٹ کی انھوں نے نشاندہی کی ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ within four months تکمیل کو پہنچے گا۔ وہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ اس کی تزئین و آرائش کے لئے کام شروع ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ after four months وہ مکمل ہو جائے گا۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ کا ضمنی سوال اس سوال کے حوالے سے ہے؟

حاجی ذوالفقار علی: جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! بہاولپور میں ایک ذخیرہ ہے جو کہ شہر کے بالکل ساتھ مل گیا ہے۔ وہاں آئے دن شہر میں ڈکیتیاں، چوریاں اور دوسری وارداتیں ہوتی ہیں اور ملزمان وہاں اس ذخیرہ میں چھپ جاتے ہیں۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ اگر اس ذخیرہ کو ایک تفریحی مقام بنا دیا جائے، اس کی boundary wall بنا دی جائے اور وہاں چوکیداروں کا انتظام کر دیا جائے تو ذخیرہ بھی موجود رہے گا، ہمارا ماحول بھی خراب نہیں ہو گا اور چوریاں اور ڈکیتیاں بھی رُک جائیں گی۔ وہاں روزانہ بسیں لوٹی جاتی ہیں۔ ہمارے وزیر صاحب بھی بیٹھے ہیں، ان سے بھی آپ پوچھ سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی یہ بڑی اچھی تجویز ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ متعلقہ وزیر صاحب کو مل لیں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر سارا معاملہ طے کر لیں۔ بہت شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں بھی ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! دس سال پہلے tourism سے جو رقم آتی تھی میرے خیال میں وہ بجٹ میں کافی موثر کردار ادا کرتی تھی۔ میں پوچھنا چاہوں گی کہ پچھلے دو یا تین سالوں میں کتنی رقم tourism سے آئی ہے اور اس سے ہمارے بجٹ پر کیا اثر پڑا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔ یہ بالکل ایک نیا سوال ہے۔ آپ اس کے لئے fresh question دے دیں تو پھر اس کا جواب آپ کو مل جائے گا۔ اگلا سوال جناب محمد محسن خان لغاری صاحب کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: ان کے ایماء پر سوال نمبر 55۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے جناب محسن خان لغاری کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 55 دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

حکومت پنجاب کو جنگلات کی کٹائی سے سالانہ آمدن کی تفصیل

*55: جناب محمد محسن خان لغاری: کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت کو جنگلات کی کٹائی سے سالانہ کل کتنی رقم وصول ہوتی ہے؟

(ب) جنگلات کے نئے بلاک کون سے اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ج) گزشتہ دس سالوں میں جنگلات کی کٹائی سے صوبہ کو کل کتنی آمدنی ہوئی ہے مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) State Land کی غیر کاشتکار زمینوں پر نئے جنگلات لگانے پر کون سے عوامل مانع ہیں؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) حکومت پنجاب کو جنگلات کی کٹائی سے اوسطاً 51 کروڑ روپے کی رقم وصول ہوتی ہے

(ب) مالی سال 07-2006 میں پنجاب بھر میں جنگلات کے نئے بلاک 11287 ایکڑ رقبہ پر ذخیرہ کی صورت میں اور 1065 ایونیو میل پر قطاروں کی شکل میں لگائے گئے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) گزشتہ دس سالوں میں جنگلات کی کٹائی سے صوبہ کو جو آمدن حاصل ہوئی اس کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) State Land کی غیر کاشتکاری زمینوں پر نئے جنگلات لگانے کے لئے درج ذیل عوامل مانع ہیں۔

(i) فنڈز کی کمی

(ii) پانی کی کمی

(iii) غیر کاشتکاری رقبہ ٹبوں کی صورت میں غیر ہموار ہے جس کو کاشتکاری کے قابل بنانے کے لئے اضافی فنڈز کی ضرورت ہے

(iv) خشک سالی

(v) زیر زمین پانی کا کاشتکاری کے لئے مناسب نہ ہونا

(Vi) افرادی قوت کی کمی

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں کوئی ضمنی سوال؟

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں کہا گیا ہے کہ "حکومت پنجاب کو جنگلات کی کٹائی سے اوسطاً 51 کروڑ روپے کی رقم وصول ہوتی ہے" تو کیا یہ 51 کروڑ روپے کی رقم annual ہے، یہ کتنی term کے لئے ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال میں بڑا clear ہے کہ "حکومت کو جنگلات کی کٹائی سے سالانہ کتنی رقم وصول ہوتی ہے؟" تو اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "جنگلات کی کٹائی سے اوسطاً 51 کروڑ روپے کی رقم وصول ہوتی ہے" تو It is understood کہ سالانہ رقم کے بارے میں سوال کیا گیا ہے اور یہ جواب بھی سالانہ رقم کی وصولی کے بارے میں ہے۔ جی، کیوں منسٹر صاحب؟

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب والا! میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ 07-2006 میں ہمیں 51 کروڑ روپے کی آمدنی ہوئی تھی۔ نہر کے کنارے پر جو درخت لگے ہوئے تھے ان کی ہم نے نمبر شماری کروائی تھی اور اس کو باقاعدہ کمپیوٹر میں feed کیا تھا کہ ہمارے پاس درخت کتنے ہیں۔ 08-2007 میں ہمیں 97 کروڑ روپے کی آمدنی ہوئی ہے اور اس پر خرچہ ہوا تھا 82 کروڑ روپے۔ اب جو ہمارا target ہے اور اس میں جو ہماری investment ہے وہ 90 کروڑ روپے ہے اور ایک ارب روپے کا ہمارا target ہے جس کو ہم نے achieve کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب والا! جواب کے جز(د) میں کہا گیا ہے کہ "فنڈز کی کمی" میرا اس سلسلے میں ضمنی سوال یہ ہے کہ "فنڈز کی کمی" سے نمٹنے کے لئے کچھ اقدامات کئے گئے ہیں یا یوں کہہ لیں کہ فنڈز کی کمی کو پورا کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں، کچھ اقدامات کرنے کا ارادہ ہے یا فنڈز کی کمی ہی رہے گی؟ اس کے علاوہ جز(د) کا نمبر ii بھی ایسے ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے آپ اپنا سوال مکمل کر لیں اس کے بعد وزیر موصوف جواب دے دیں گے۔

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): اس کا جواب تو بہت clear ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ پنجاب میں جنگلات کی improvement کو تین category میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک ہے mega project اس میں ہم ایک لاکھ ایکڑ رقبہ پر plantation کر رہے ہیں اور اس کا period چھ سال کا ہے۔ اس میں پانی کی کمی بھی پوری ہو جائے گی اور اسی طرح اس سلسلے میں 3۔ارب 668 کروڑ روپے کے funds allocate ہو

چکے ہیں۔ اس طرح سے farmers کے لئے enhancing trees covering in Punjab ہے۔اس میں ہم کم از کم 2ہزار ایکڑ پر plantation کر رہے ہیں اور اسی طرح socio forestry Punjab بھی ہم بنا رہے ہیں جس میں ہمارا محکمہ زمینداروں سے زمین حاصل کرے گا اور 25 ایکڑ پر پودے لگائے گا اور پھر زمیندار دس سال کے بعد کم از کم دس فیصد اس پر کٹائی کرے گا اور پھر وہ اس بات کا بھی پابند ہو گا کہ وہ دوبارہ اس پر وہ پودے لگائے مزید اس کو promote کرے۔ آپ دیکھیں گے کہ پنجاب میں جنگلات کا محکمہ کس طرح سے promote ہوتا ہے۔ یہ تین چار ہمارے project ہیں جس سے پنجاب میں جنگلات کا ادارہ promote ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ ۔۔۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب والا! جز (د) کے نمبر 1 ایک اور دو کا جواب تو آگیا ہے اس کے علاوہ نمبر تین ہے اور چھ ہے یہ تمام بھی تقریباً similar ہیں اور ان تمام میں انہوں نے کمی کا ہی بہانہ کیا ہے۔ نمبر چھ میں افرادی قوت کی کمی کا ذکر ہے۔ نمبر تین میں کاشتکاری کے قابل کرنے کے لئے اضافی فنڈز کی ضرورت ہے۔ یہ ضروریات ان کی کب تک پوری ہوں گی اور کیا اس کمی کو پورا کرنے کا ارادہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک تو انہوں نے یہ بتایا ہے کہ 3۔ارب روپے سے اوپر رقم انہوں نے اس مد میں رکھی ہے۔ ایک سوال جو افرادی قوت سے متعلق ہے اس کا انہوں نے جواب نہیں دیا وہ ان سے پوچھ لیتے ہیں کہ اس کو کب تک پورا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جناب چنڑ صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): اس میں forest guard کی اور forester کی بھرتی ہو گئی ہے اور جہاں کہیں کمی ہے وہ بہت جلد دور کر لی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب حجہ صاحب!

چودھری ممتاز احمد حجہ: جناب والا! میرے وزیر صاحب کو بھی علم ہے کہ بہاولپور ڈویژن میں 66 لاکھ ایکڑ پر محیط صحرائے چولستان ہے۔ ایک وقت تھا کہ 1960 میں محکمہ جنگلات نے کچھ plantation شروع کی تھی لیکن اس کے بعد یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ میں وزیر صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آیا future میں کوئی ایسی planning ہے کہ محکمہ جنگلات اس صحرا میں plantation دوبارہ شروع کرے کیونکہ بہت سارے ایسے درخت ہیں جو کہ کھارے پانی سے بھی

زندہ رہ سکتے ہیں۔کیااس قسم کی کوئی منصوبہ بندی پنجاب حکومت کر رہی ہے کیونکہ اس صحرا میں plantationکے بہت سارے مواقع موجود ہیں۔

وزیر خصوصی تعلیم،جنگلات وجنگلی حیات(ملک محمد اقبال چنڑ):اصل میں یہ سوال محکمہ جنگلات کے حوالے سے نہیں ہے بلکہ یہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے حوالے سے ہے۔اب چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اس میں کیا کرنا چاہتی ہے farming کرنا چاہتی ہے، لائیوسٹاک کی farmingکرنا چاہتی ہے یا درخت لگانا چاہتی ہے لیکن بہاولپور میں اس وقت جو ایک بہت بڑا پارک ہے جس کا نام نیشنل پارک لال سوہانرا ہے۔اس میں ایک لاکھ 62ہزار ایکڑ رقبہ موجود ہے۔ وہاں پرplantationبھی ہو رہی ہےاس میں چولستان کا رقبہ بھی آتا ہے ایک لاکھ 27ہزار ایکڑ رقبہ چولستان کا ہےاور باقی تقریباًتئیس ہزار ایکڑirrigatedرقبہ ہے وہاں پر بھیplantationکی جا رہی ہے۔اس کے علاوہ جو جھیل کا رقبہ ہے وہ2700ایکڑ ہے۔میرے فاضل دوست نے چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے حوالے سے سوال کیا ہے تو میں گزارش کروں گا کہ یہ اس کے لئے fresh questionکریں اور چولستان کے حوالے سے کریں تو میں ان کو معلومات حاصل کر کے دے سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اگلا سوال محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ ساجدہ میر:جناب والا! On his behalfسوال نمبر753۔(معزز رکن نے محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر753دریافت کیا)

محکمہ کی طرف سے پنجاب کے بڑے شہروں سے بس سروس شروع کرنے کا مسئلہ

*753: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:کیاوزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر سے ٹورازم کی بس سروس جو لاہور سے پنجاب کے مختلف شہروں کے لئے فراہم کی گئی تھی،کیا حکومت اب وہی سروس دوبارہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک،اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا محکمہ سیاحت پنجاب کے بڑے شہروں سے بس سروس شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ پنجاب کے شہریوں کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے سفر کے لئے لوگوں کو اچھی بس سروس مل سکے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر سیاحت (چودھری عبدالغفور):

الف) ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب نئے رجحانات متعارف کرانے والا ادارہ ہے۔ ٹی ڈی سی پی نے پاکستان میں پہلی بار بڑی اور لگژری بسوں کا فلیٹ متعارف کروایا جس کو دیکھتے ہوئے بہت سی نجی کمپنیاں میدان میں آگئیں اور معیاری بس سروس پاکستان میں عام ہو گئی چونکہ ٹی ڈی سی پی پرائیویٹ سیکٹر کی حوصلہ افزائی بھی کرتی ہے اس لئے پرائیویٹ سیکٹر کے آنے کے بعد ٹی ڈی سی پی کی سروس کو بند کر دیا گیا اصل مقصد لوگوں کو معیاری بس سروس فراہم کرنا تھا جو کہ پرائیویٹ کمپنیاں بخوبی بہم پہنچا رہی ہیں جس میں ڈائیوو کا نام سر فہرست ہے۔ ٹی ڈی سی پی نے اپنا تجربہ اور مہارت ڈائیوو کے عملہ کو عملاً منتقل کیا اور ڈائیوو بس سروس کا عملہ ٹی ڈی سی پی کے عملہ سے تقریباً چھ ماہ سے زائد تک تربیت حاصل کرتا رہا۔ اب ٹی ڈی سی پی کا بس سروس شروع کرنے کا ارادہ نہیں ہے کیونکہ یہ سہولت اب عام ہے۔

(ب) محکمہ سیاحت پنجاب اب بس سروس شروع کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا چونکہ بہت سی دوسری پرائیویٹ کمپنیاں بھی یہ سروس فراہم کر رہی ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! میرا ضمنی سوال اسی میں add کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! محکمہ نے جز (ب) میں جواب دیا ہے کہ بہت سی پرائیویٹ کمپنیاں بس سروس چلا رہی ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ٹورازم ڈیپارٹمنٹ سے پہلے کافی revenue اکٹھا ہوتا تھا۔ اگر ٹورازم ڈیپارٹمنٹ اپنی بس سروس شروع کرے۔ آپ کتنی پرائیویٹ کمپنیوں کو اس بات کی اجازت دیں گے کہ وہ صوبہ پنجاب کے تفریحی مقامات پر بس سروس شروع کرے، ان کی تو بہت سے شہروں میں بس سروس چلتی ہے جیسے کلر کہار ہے۔ یہاں پر اگر ٹورازم ڈیپارٹمنٹ بس

سروس شروع کرے یا فورٹ منرو ہے اس جگہ پر اگر بس سروس شروع کرے تو ایک بہترین راستہ ہوگا۔ ہماری ثقافت کی وجہ سے اور تفریحی مقامات کی وجہ سے آج سے دس سال پہلے ہمیں revenue ملتا تھا لیکن جو آج کے حالات ہیں اس میں بس سروس کو جو بند کیا گیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ اس سے ہمارے بجٹ پر کافی اثر پڑا ہے اور اس بس سروس کا آغاز ہونا چاہئے۔ میں تو محکمہ کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میرا ایک سوال تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ یہاں موجود نہیں تھیں اور اب انہوں نے اس پر ضمنی سوال کیا ہے وزیر صاحب جواب دے دیتے ہیں اس کے بعد آپ اپنا ضمنی سوال کر لیجئے گا۔

وزیر جیل خانہ جات و سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میری بہن نے بڑا timely اور بڑا صحیح point out کیا ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے کہ محکمہ کی طرف سے جو جواب آیا تھا اس سے میں نے بھی agree نہیں کیا تھا، اس کی reason یہ ہے کہ یہ سوال اگست میں put ہوا تھا اس کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر پنجاب ٹورازم کی پالیسی بنا رہے ہیں۔ ہمارا پڑوسی ملک انڈیا ٹورازم کی مد میں پانچ بلین ڈالر ایک سال میں کماتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان بھی دنیا کا ایک خوب صورت ملک ہے اور اگر دبئی کے desert کا ہمارے desert سے مقابلہ کیا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے ہماری ریت thousand times better ہے لیکن اس پر ابھی تک کام جو ہونا چاہئے تھا وہ ہوا نہیں۔ اس کے لئے چیف منسٹر پنجاب نے ایک پالیسی کمیٹی بنائی ہے اور ہم اس کے لئے پالیسی مرتب کر رہے ہیں، پنجاب گورنمنٹ اس پر initiative لے رہی ہے، آپ انشاء اللہ تعالیٰ دیکھیں گے کہ چیف منسٹر صاحب کی قیادت میں ٹورازم ڈیپارٹمنٹ ایک منفرد ڈیپارٹمنٹ کے طور پر کام کرے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا محکمہ ہے کہ اگر اس پر پورا دھیان اور توجہ دی جائے تو ہماری جو religious tourism ہے اسی سے اتنی income آ سکتی ہے کہ شاید ہمارے پورے پنجاب کا بجٹ اس سے چل سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں جو ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا تھا میں خود اس سے مطمئن نہیں ہوں کہ اس میں پرائیویٹ کمپنیاں آ گئیں، اس میں Daewoo آ گئی، فلاں آ گئی، اب Daewoo والوں کو خود ہم نے facilitate کیا ہے، ان کو training بھی دی ہے۔

آپ دیکھیں آج Daewoo کہاں سے کہاں چلی گئی ہے۔ یہ بالکل ایسے ہے جیسے پی آئی اے ایمرٹس ائرلائن کو شروع کروانے والی ہے۔پی آئی اے کی آج کیا حالت ہے اور ایمرٹس ائرلائن دنیا کی ایک نمبر کی ائرلائنز میں شامل ہے۔اس کے لئے میں ایوان کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم کوچز بھی لے رہے ہیں، ہماری جتنی بھی sites ہیں ان کو بھی مزید بہتر کر رہے ہیں اور پوری دنیا کے لوگ جو یہاں پر آتے ہیں ان کو facilitate بھی کرنا ہے، ہم نے اچھی کوچز بھی ان کو دینی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی پرائیویٹ کمپنی ہمارے ساتھ آنا چاہے تو بالکل آئے ہم اس کو facilitate کریں گے لیکن اس کا پورا انتظام اس ڈیپارٹمنٹ کے پاس رہے گا اور اس ڈیپارٹمنٹ کو اب اللہ کے فضل وکرم سے بہتر کریں گے۔ کوچز کے حوالے سے ہم نے اس پر کام شروع کر دیا ہے۔ کل سے ہم ٹورازم کی promotion شروع کر رہے ہیں۔انشاء اللہ کل میں خود ائرپورٹ پر جاؤں گا۔ ہمارے پورے ڈیپارٹمنٹ کا سٹاف وہاں پر جائے گا اور باہر سے ہماری جو ائرلائنز آتی ہیں،امریکہ، کینیڈا، انگلینڈ اور دوسرے countries سے جو ہماری airlines آتی ہیں ان میں foreigners اور ہمارے اپنے ملک کے لوگوں سے ہم ملیں گے، میں خود بھی جاؤں گا۔ انہیں tourism کی promotion کے لئے مواد فراہم کریں گے کہ آئیے دیکھئے کہ ہمارا پنجاب کتنا خوب صورت صوبہ ہے اور پاکستان ہمارا کتنا خوب صورت ملک ہے۔اس کی promotion کے لئے ہم نے باقاعدہ کام شروع کر دیا ہے اور ہمارے پاس یہ یہ points ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب اپنے ہی ڈیپارٹمنٹ کے جوابات سے satisfied نہیں ہیں تو ان کو ایوان میں پیش کر کے ایوان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ پہلے سوالات کے جوابات کو خود review کریں اور اگر وہ satisfactory نہیں ہیں تو ان کو ادھر پیش نہ کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے جواب دیا ہے کہ ہم یہ کر رہے ہیں، وہ کر رہے ہیں، سال ہونے کو آیا ہے اس صوبے کے عوام اور ممبران کو یہ بھی بتادیں کہ پچھلے سال میں بھی کیا کیا ہے تو وہ بھی ہمارے لئے شاید فائدہ مند ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر سیاحت!

وزیر جیل خانہ جات و سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں معزز ممبر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پچھلے پانچ سال یہ حکومت میں رہے ہیں، پہلے یہ بتادیں کہ انہوں نے اس عرصے میں کیا کیا ہے؟ میں نے ایوان کا وقت ضائع نہیں کیا۔ ہم اس ایوان کے اندر ایک نئی روایت پیدا کرنا چاہ رہے ہیں۔ میں نے یہ بھی بتایا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کا جواب کیا تھا، کن حالات میں تھا اور وہ جواب شاید آج سے چار پانچ مہینے پہلے کا ہے جو جواب ڈیپارٹمنٹ کو آچکا تھا۔ اس کے بعد چیف منسٹر صاحب نے جو initiative لیا ہے اس پر ہم باقاعدہ کام کر رہے ہیں اور یہ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس ڈیپارٹمنٹ کے اندر کام ہوتا نظر آئے گا۔ اس میں اب کوئی دو رائے نہیں ہیں، اب یہ کام ہو گا، ہر ڈیپارٹمنٹ میں ہو گا اور پچھلے دور میں اس صوبے کی جو بربادی ہوئی ہے، اس صوبے اور اس ملک کی روح پر جو گہرے زخم لگے ہیں اب وقت آگیا ہے کہ ان کے اوپر مرہم رکھا جائے۔ مجھے افسوس ہوتا ہے میرے معزز بھائی وہ بات کر رہے ہیں میرا خیال ہے کہ پچھلی اسمبلی میں یہ موجود نہیں تھے اگر یہ اسمبلی میں ہوتے تو انہیں پتا ہوتا کہ یہاں کیا ہوتا رہا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! ایک منٹ تشریف رکھئے گا۔ میں آپ کو بالکل ٹائم دوں گا۔ میری بات سنیں، آج ہم جو کوشش کر رہے ہیں کہ جس طرح آج ہم نے وقت پر اجلاس کو شروع کیا ہے اسی طرح معزز ممبران کے جو questions آئے ہوتے ہیں یہ ہر علاقے کے مسائل ہوتے ہیں جو یہاں پر on the floor of the House discuss ہونے ہوتے ہیں۔ نیشنل اسمبلی میں ہر سوال پر دو ضمنی سوالوں کا rule موجود ہے اور پنجاب اسمبلی کے اندر discretion of the Speaker ہے لیکن president بھی یہی ہے کہ دو سے زیادہ ضمنی سوالات کی اجازت نہ دی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ questions Assembly floor پر takeup کئے جائیں۔ آپ کی بات بھی بالکل ٹھیک ہے اور گورنمنٹ کی طرف سے جو بات آ رہی ہے وہ بھی ٹھیک ہے لیکن as a Speaker میں نے یہ دیکھنا ہے کہ ہم اس کے اوپر زیادہ سے زیادہ اور صحیح جوابات لے سکیں۔ میں محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ سے کہوں گا کہ اس پر اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو کریں تاکہ ہم آگے بڑھیں۔

محترمہ عظمٰی زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلے تو میں اس بات کے اوپر آپ کی توجہ چاہتی ہوں کہ rules and procedure کے مطابق supplementary questions کے نام پر کیا تقریریں ہو سکتی ہیں؟ یہاں سوال اور اس کے بعد جواب ہونا چاہئے۔ لمبی لمبی تقریریں question hour میں allowed نہیں ہوتیں اور question hour کے اندر point of order بھی نہیں ہونا چاہئے کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ rules of procedure اس چیز کی اجازت نہیں دیتے۔ جہاں تک میرا سوال ہے بات یہ ہے کہ جب میں آئی تب وہ اس کا جواب دے رہے تھے اور اس جواب کو پڑھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ چونکہ پرائیویٹ کمپنیاں یہ سہولت پہنچا رہی ہیں اس لئے ہم نے اپنی سرکاری سہولتیں بند کر دیں اس کا مطلب ہے کہ ہر چیز پرائیویٹ کمپنیوں کے حوالے کر دیں اور گورنمنٹ باہر آ جائے، یہ تو کوئی logic نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس پر بھی enquiry ہونی چاہئے کہ کس base پر ایک پرائیویٹ کمپنی کو فائدہ پہنچانے کے لئے گورنمنٹ آف پاکستان کا نقصان کیا گیا، گورنمنٹ آف پنجاب کے Tourism Department کو بند کر کے اس کا نقصان کیا گیا ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہاں منسٹر صاحب سے assurance چاہتی ہوں کہ اس معاملے کے اوپر انکوائری ہونی چاہئے کہ اس specific company کو اتنا facilitate کرنے کی وجہ کیا تھی یا اس میں کوئی کمیشن مافیا involve ہے؟ ہمارا tourism actually "tourism" بن چکا ہے۔ صرف ایک وزیر کا جھنڈا لگنے کے لئے tourism "tourism" تو بن گیا ہے لیکن tourism نہیں رہا اور وزیر صاحب نے بالکل صحیح فرمایا کہ پچھلے پانچ سال میں کوئی پالیسی نہیں ہے لیکن ہم چاہتے ہیں جو انہوں نے اگلے جواب میں کہا کہ ہم 2001 کی پالیسی پر کام کر رہے تھے تو گورنمنٹ آف پاکستان نے پنجاب گورنمنٹ کو منع تو نہیں کیا کہ وہ اپنی پالیسی نہیں بنا سکتے۔ میرے دو سوال ہیں، ایک تو categorical assurance دیں کہ یہ پالیسی کتنے عرصے تک تیار ہو جائے گی؟ دوسرا یہ کہ Daewoo Company کو اتنا facilitate کرنے کے لئے حکومت پنجاب کے خزانے کو نقصان پہنچانے کی اجازت کس نے دی تھی؟ اس کی انکوائری کروائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ عظمٰی بخاری صاحبہ! آپ بڑی seasoned parliamentarian ہیں، rules and procedure میں اتنا لمبا ضمنی سوال بھی نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں) اس کے اندر already جو جواب آیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کی یہ grace ہے کہ وہ محکمے کو

cover up نہیں کر رہے اور انہوں نے جو غلطی کی ہے آج ان کے اندر اتنی courage ہے کہ وہ کھل کر ہاؤس اور عوام کے سامنے رکھ رہے ہیں اور جس طرح انہوں نے کہا ہے کہ give some time اس کے بعد ہم اس کو دیکھتے ہیں۔ جی، چودھری صاحب!

وزیر جیل خانہ جات و سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! محترمہ عظمیٰ نے بس سروس کی بات کی ہے تو بس سروس ہمارے دور میں بند نہیں ہوئی، اس کو سابقہ دور میں بند کیا گیا تھا۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں، میں نے اس کا بڑا detail سے جواب دینے کی کوشش کی ہے اور اس پر brief کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب مٹھی بند نہیں رکھنی، اس معزز ایوان کے سامنے ہر چیز کو کھول کر سامنے رکھنا ہے۔ اس معزز ایوان کو پتا ہونا چاہئے کہ کہاں پر کس وقت ہم نے کیا کرنا ہے اور کیا ہمارا ارادہ ہے، اس پر نہ تو میں نے کوئی تقریر کی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ تقریر کرنے کے اور بہت سے مواقع آئیں گے اور ویسے بھی اپوزیشن میں رہ کر ہمیں بولنے کی عادت پڑی ہوئی تھی اس لئے عظمیٰ صاحبہ کو شاید کچھ عرصہ برداشت کرنا پڑے گا یہ عادت آہستہ آہستہ ہی جائے گی۔ باقی میں ایوان کو بڑی ذمہ داری سے یہ بتانا چاہتا ہوں اور پھر یہ کہہ رہا ہوں کہ جناب چیف منسٹر نے tourism کے حوالے سے جو initiative لیا ہے انشاء اللہ اس میں change آئے گی، اگر پرائیویٹ کمپنیاں ہمیں join کریں گی اور ہمیں facilitate کرنا چاہیں گی اور آکر گورنمنٹ کے ساتھ کام کرنا چاہیں گی تو اس پر ہم بات کریں گے، نئی کوچز بھی آئیں گی، یہ صرف نام کا ڈیپارٹمنٹ رہ گیا ہے، اس میں کام واقعتاً نہیں ہوا۔ اب اس میں فرق نظر آئے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ میاں محمد شہباز شریف کے vision کے مطابق tourism ترقی کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے پہلے بھی جو بات کی ہے تمام honourable members سے میری بڑی مودبانہ گزارش ہے کہ ہم اس کو آگے لے کر چلیں۔ دیکھیں، just of the matter یہ ہے کہ اچھائی آنی چاہئے۔ اگر آج کے سوال کے جواب میں اچھائی نہیں آتی تو یہ on the floor of the House discuss ہوگیا ہے۔ آپ کے پاس پورا right ہے کہ اگر آپ کو اس میں کچھ نظر نہیں آتا تو اس کو دوبارہ لے کر آجائیں۔ جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے categorically دو سوال پوچھے ہیں اور میں نے گزارش کی تھی کہ مجھے اس کے دو categorically جواب چاہئیں۔ مجھے پتا ہے کہ یہ پچھلی گورنمنٹ میں ہوا اسی لئے میں نے کہا کہ چونکہ یہ گورنمنٹ transparency پر یقین رکھتی

ہے اس لئے میں نے منسٹر صاحب سے assurance چاہی ہے کہ اس معاملے کے اوپر انکوائری ہونی چاہئے۔ نمبر1، گورنمنٹ کو اس پر انکوائری کر کے خود فائدہ ہوگا۔ نمبر2، میں نے پوچھا ہے کہ کیا منسٹر صاحب categorically مجھے کوئی time frame بتا سکتے ہیں جس کے اندر tourism کے بارے میں پالیسی تیار ہو جائے گی۔ میرے دو categorically سوال ہیں ان کے مجھے دو جواب چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات و سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ ایک تو یہ ہماری کوچز اور بسیں کس طرح بند ہوئیں اس پر ہم باقاعدہ طور پر انکوائری کریں گے کہ کن حالات میں اور کس طرح انہیں بند کیا گیا یا کسی کو فائدہ پہنچانے کے لئے ایسا کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو ہو گیا ہے، آپ پالیسی کے لئے کوئی time frame دیں گے؟

وزیر جیل خانہ جات و سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں نے جیسے عرض کیا ہے چیف منسٹر صاحب نے اس پر initiative لیا ہے۔ ہم فیڈرل گورنمنٹ سے مل کر اپنی policies مرتب کر رہے ہیں اور انشاء اللہ ہم next session آنے تک یا اس سے پہلے یہ پالیسی دیں گے اور اس میں بہت زیادہ ٹائم نہیں لگے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب next question ملک جہانزیب وارن صاحب کا ہے۔

چودھری ندیم خالد: .Sir, on his behalf سوال نمبر207۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب! .on his behalf سوال نمبر207۔

صوبہ پنجاب میں جنگلات سے لکڑی چوری کا سدباب

*207: ملک جہانزیب وارن: کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں ہزاروں ایکڑ اراضی پر جنگل لگا ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان جنگلات سے لکڑی چور محکمہ کے ملازمین سے ملی بھگت کر کے ہر سال لاکھوں / کروڑوں روپے کے درخت چوری کاٹ لیتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت لکڑی چوری کے سد باب کے لئے کوئی مناسب اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جی ہاں، درست ہے کہ صوبہ میں 16.39 لاکھ ایکڑ اراضی پر جنگل لگا ہوا ہے اس کے علاوہ 47307 کلومیٹر رقبہ پر قطاروں کی شکل میں جنگلات انہار، سڑکات اور ریلوے لائن کے کنارے موجود ہیں۔

(ب) درست نہ ہے کہ لکڑی چور محکمہ کے ملازمین سے ملی بھگت کر کے درختوں کو کاٹ لیتے ہیں بلکہ جہاں بھی درخت چوری ہوتے ہیں فوراً فارسٹ ایکٹ 1927 یا PPC کے تحت لکڑی چوروں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے اگر کوئی بھی سرکاری اہلکار اس میں ملوث پایا جائے تو اس کے خلاف قوانین کے مطابق تادیبی کارروائی بھی کی جاتی ہے۔

(ج) جی ہاں، حکومت پنجاب لکڑی چوری کے سد باب اور حفاظت کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کر رہے ہیں۔

(i) لکڑی چوری اور جرائم کرنیوالوں کے خلاف جرمانوں میں اضافہ کیا گیا ہے تاکہ لکڑی چوری میں کمی ہو۔

(ii) لکڑی چوری کی روک تھام کے لئے مروجہ فارسٹ ایکٹ 1927 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے چونکہ یہ ایکٹ بہت پرانا ہے اس میں سزاؤں اور جرمانوں میں مزید ترمیم کر کے مسودہ وزارت قانون کے پاس منظوری کے لئے گیا ہوا ہے جو بعد میں پنجاب اسمبلی سے منظور ہو گا ۔

(iii) تمام قطاروں میں لگائے گئے ذخیرہ جات میں درختوں کی نمبر شماری کے بعد ریکارڈ کمپیوٹرائز کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے چوری میں کمی ہوئی ہے۔

(iv) فارسٹ گارڈز اور فارسٹرز جو کہ جنگل کی حفاظت پر تعینات ہوتے ہیں ان کی خالی اسامیوں پر بھرتی کی گئی ہے تاکہ جنگلات کی نگرانی میں بہتری آئے اور لکڑی چوری میں کمی ہو۔

چودھری ندیم خالد: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جنگل کی جو لکڑی چوری ہوتی ہے اس کے بارے میں جو جواب دیا ہے کیا منسٹر صاحب بتا سکتے ہیں کہ اس سال کتنے کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور وہ کن لوگوں کے خلاف ہوئے ہیں؟ کیا وہ مقامی ہیں یا باہر کے ہیں کیونکہ ہمارے ہاں یہ ہوتا ہے کہ winter season میں جہلم کے جنگل میں آزاد کشمیر سے بکھروال آتے ہیں تو جنگلات والے مقامی لوگوں کو تو کچھ نہیں کہتے، جو ادھر سے آتے ہیں انہیں تنگ کرتے ہیں۔ وہ وہاں صرف دو تین ماہ کے لئے بکریاں چرانے آتے ہیں۔ ان کے خلاف وہ کیس بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ لکڑی چوری میں involve نہیں ہوتے۔ میرا وزیر صاحب سے ایک اور سوال ہے کہ اس سال بھیڑ بکریوں والوں کے لئے پرمٹ جاری کئے جائیں گے کہ نہیں؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! جز (ج) کے جواب میں دیا گیا ہے کہ:

"لکڑی چوری کی روک تھام کے لئے مروجہ فارسٹ ایکٹ 1927 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔"

جناب سپیکر! میرا حلقہ پی پی۔2 کہوٹہ اور کلسر پر مشتمل ہے جہاں پر چیل کے درخت ہیں۔ میں آپ کو ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ وہاں پر لکڑی کی اتنی چوری اور سمگلنگ ہو رہی ہے کہ دن دہاڑے ٹریکٹر ٹرالی بھر کر جاتی ہیں، وہاں ایک مافیا ہے جنہوں نے لکڑی کی چوری کے کام سے پٹرول پمپ لگائے ہیں، لندن میں فلیٹ خریدے ہیں اور ہوٹل بنائے ہیں۔ I don't know کہ یہ مروجہ ایکٹ 1927 کے تحت action لے رہے ہیں۔ کہوٹہ میں پولیس اور محکمہ جنگلات والے سب ملے ہوئے ہیں اور دن دہاڑے لکڑی ٹریکٹر ٹرالیوں پر لے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے اس سلسلہ میں تحریک التوائے کار جمع کروائی ہوئی ہے شاید اس کی باری آ جائے۔ میں نے اس پر تھوڑی سی investigation کی تو میرے علم میں آیا ہے کہ Law Department میں یہ amendment کئی سالوں سے پڑی ہوئی ہے اور آگے نہیں آ رہی ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس amendment کو ایوان میں لائیں۔

جناب سپیکر! میں تیسری گزارش یہ کروں گا جو کہ اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے کہ:

We should stop throwing blame on five years, six years or ten years. Let's go ahead.

ہمیں آٹھ مہینے ہو گئے ہیں۔ ہم نے کیا کیا ہے؟ جو تقریریں جلسوں اور ریلیوں میں ہوتی ہیں، ایسی تقریریں ایوان میں نہیں ہونی چاہئیں۔ ہمیں to the point رہنا چاہئے تاکہ ایوان کا وقت بچے۔ بہت بہت شکریہ

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! میرا سوال ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں وزیر صاحب کو پہلے جواب دے لینے دیں۔ ضمنی سوال پر تقریر نہیں ہوتی۔ آپ نے ایک بات کی ہے اور point out کیا ہے۔ انھوں نے بھی point out کیا ہے۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میں بھی اسی سوال پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب!

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ میرا حلقہ اٹک ہے اور وہاں پر کالا چٹا بہت بڑی پہاڑ کی range ہے۔ میں وزیر صاحب کے گوش گزار یہ کرنا چاہوں گا کہ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ فارسٹ ایکٹ 1927 یا PPC کے تحت لکڑی چوری کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ میری ایک چھوٹی سی تجویز ہے کہ وہاں پر فارسٹ گارڈ کو لکڑی چوری ہونے کی صورت میں apparently ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے۔ ہمیشہ پچھلے ادوار میں تمام سیاسی ناظمین اور جو اس وقت کے ارباب اختیار تھے انھوں نے تمام لکڑی کٹوا کر چوری کر لی اور ذمہ داری بالآخر اس غریب مزدور آدمی پر آتی ہے جس کو فارسٹ گارڈ کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ایک اہم بات ہے کہ جب فارسٹ گارڈ کا ایک جگہ سے دوسری جگہ تبادلہ کیا جاتا ہے تو وہ تبادلے سے اس لئے گریز کرتا ہے کہ جب بھی کسی نئی جگہ کا چارج لیا جاتا ہے تو وہاں جا کر دستخط کرنے پڑتے ہیں اور لکھ کر دینا پڑتا ہے کہ میں نے کس حالت میں جگہ کو take over کیا ہے اور وہاں جب تمام لکڑی چوری ہو جاتی ہے تو وہ لوگ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ جب وہ اپنے پیٹی بھائیوں کے خلاف لکھ کر دیں گے تو ان کی ذاتی

دشمنی قتل و غارت تک پہنچ جاتی ہے اس لئے مؤدبانہ چھوٹی سی گزارش ہے کہ اس پر بھی توجہ فرمائیں کہ تمام ذمہ داری اس بے بس فارسٹ گارڈ کی نہیں ہوتی، اس سے اوپر بیٹھے ہوئے افسران کی بھی ہوتی ہے ایک معمولی سے فارسٹ کی کیا مجال کہ افسران بالا کی مرضی کے بغیر لاکھوں کروڑوں روپے کی لکڑی کاٹ کر غائب کی جاسکے اس پر بھی توجہ فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! سب سے پہلے میں جواب دینا چاہتا ہوں کہ کتنے اور کن کن کے خلاف مقدمے درج ہوئے۔ محکمہ جنگلات 07-2006 میں کمپاؤنڈ کیسز 10165، پراسیکیوٹڈ کیسز کی 2096 ایف آئی آر درج ہوئی ہیں اور 478 ملازمین کے خلاف ایکشن لیا گیا ہے۔ اس طرح کل 13847 بنتے ہیں۔ اس میں جرمانہ 500/- روپے ہے اور 6 ماہ قید کی سزا ہے۔ اس کے لئے محکمہ نے Law Department کو جرمانہ اور سزا بڑھانے کے لئے amendment بھجوائی ہوئی ہے۔ یہ amendment جونہی اسمبلی میں آئے گی تو منظور ہو جائے گی اور اس پر عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! دوسرا سوال یہ تھا کہ جو لوگ بکریاں لے کر آتے ہیں ان کو کوئی پرمٹ جاری کئے جاتے ہیں یا انھیں پرمٹ جاری کئے جائیں گے تو اس میں جواب یہ ہے کہ پرمٹ جاری نہیں کئے جائیں گے کیونکہ اس سے شجرکاری کے موسم میں چھوٹے پودے جن کی عمر کم ہوتی ہے ان کو نقصان ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ محکمے کا عملہ چوری میں شامل نہ ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ چھانگا مانگا کے جنگل میں جتنی چوریاں ہوئی ہیں ان میں آج تک کتنے محکمے کے لوگ ملوث پائے گئے ہیں؟ وزیر صاحب کو شاید علم ہے یا نہیں کہ وہاں 1884 کی ریلوے لائن بھی چوری ہو چکی ہے، جنگل کے اندر کی ریلوے لائن عملے کی مدد کے بغیر کسی طرح بھی چوری نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ اس وقت تک کتنے آرے جنگل کے ساتھ ساتھ بلکہ جنگل کی حدود میں لگے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے جنگل عملی طور پر ختم ہو چکا ہے۔ میں اس معزز ایوان کے سامنے یہ دعوے سے بات کرتا ہوں کہ بغیر عملے کے ملے ہوئے لکڑی کسی صورت چوری ہو ہی نہیں سکتی۔ انھوں نے اس کے اندر کمپاؤنڈ کیسز کا ذکر کیا ہے۔ آپ خود قانون کو جانتے ہیں کہ

کمپاؤنڈ میں ہر چیز کمپاؤنڈ کر دی جاتی ہے، یہ اتنا بڑا مسئلہ ہے کہ پانچ لاکھ روپے کو پانچ سو روپے میں کمپاؤنڈ کر دیا جائے تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر جنگلات!

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! انھوں نے جتنے ضمنی سوال کئے ہیں، یہ نئے سوال جمع کروادیں تو محکمہ ان کا جواب دینے کا پابند ہوگا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال اس سوال سے متعلقہ ہے۔ یہ محکمے کے بارے میں ہے اور ان کے عملے کے بارے میں ہے۔ میں نے اس سوال کے اندر جو دلچسپ بات دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ بار بار جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ ٹمبر مافیا کے ساتھ محکمے کا عملہ نہیں ملا ہوا۔

جناب سپیکر! آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں کہ عملے کی مرضی کے بغیر چوری تو کیا وہاں جنگل میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ وہاں اگر ایک جوڑا گاڑی سے اتر کر آپس میں بات کرتا ہے تو ٹمبر مافیا بمع سب کچھ وہاں ان کو دیکھنے کے لئے پہنچ جاتا ہے۔ ان سے موبائل فون چھین لیتے ہیں۔ میرے پاس ہر چیز موجود ہے۔ جو لوگ 50/40 سال پرانے شیشم کے درختوں کو کاٹتے ہیں، عملے کے بغیر کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کے علاوہ 1883 میں جو انگریزوں نے ریلوے لائن بچھائی تھی وہ بھی غائب ہے جس کا پرچہ بھی درج ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں بات یہ ہے کہ سزائیں اتنی سخت ہونی چاہئیں کیونکہ جنگلات کسی بھی ملک کی economy کے لئے life line ہوتے ہیں۔ اس پر ہمیں زیادہ اقدامات کرنے چاہئیں۔ جی، راؤ صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے مبہم سا جواب دیا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اتنی FIRs درج ہوئی ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سزائیں کتنے لوگوں کو اور کتنے سرکاری اہلکاروں کو ملی ہیں، اس کی تفصیل بتادیں؟

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ان کا جو سوال تھا میرے خیال میں اس کا جواب آ گیا ہے۔ انہوں نے یہ نہیں پوچھا کہ کتنے ملزمان چالان ہوئے ہیں، کتنا جرمانہ ہوا ہے اور کتنی سزا ہوئی ہے؟ اگر یہ تفصیل پوچھتے ہیں تو یہ میرے چیمبر میں آ جائیں میں ان کو تفصیل فراہم کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ سوال ضمنی سوال میں cover نہیں ہوتا۔ آپ اس حوالے سے نیا سوال کر لیں۔ اب اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: جناب سپیکر! مجھے تھوڑا سا ٹائم دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شہزاد سعید چیمہ: جناب سپیکر! میں چیچہ وطنی سے ہوں اور ہماری تحصیل میں artificial forest پورے پنجاب کا جو سب سے بڑا ہے وہ forest range چیچہ وطنی ہے۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ وہاں پر سرکاری ملازمین کا عمل دخل نہیں ہے۔ بچپن سے لے کر آج تک جو بھی سرکاری افسر یا سرکاری ملازم چیچہ وطنی کے جنگل میں آیا ہے وہ وہاں سے پورا set ہو کر گیا ہے اور وہ وہاں سے اپنی کوٹھیاں بنا کر گئے ہیں۔ ایک اور چیز کے متعلق توجہ دلانے کے لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ کون ایسی پالیسی بناتا ہے کہ شیشم چھوڑ دو اور یک لخت سارے ختم کر دو اور Eucalyptus پر آ جاؤ۔ without thinking into the common interest of the area or of the public or of the exchequer یک لخت ایک بندے کی discretion پر آ کر پوری کی پوری پالیسی revert کر دی جاتی ہے۔ مہربانی کر کے اس پر ضرور کوئی دھیان دیا جائے۔ چیچہ وطنی کے جنگل میں پچھلے دو سال سے ڈکیت، گینگ ریپ کے ملزمان، قاتل اور جتنے بھی اشتہاری ہیں انہوں نے وہاں پر باقاعدہ طور پر قبضہ کیا ہوا ہے اور یہ ریکارڈ پر ہے۔ میں اس حوالے سے آپ کے توسط سے وزیر صاحب سے درخواست کروں گا کہ kindly وہ کچھ بتائیں کہ اس کے لئے کوئی effort کی گئی ہے یا نہیں؟ شکریہ

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ معاملہ پولیس کا ہے۔ اگر کوئی اشتہاری جنگل میں پناہ لیتا ہے یا کوئی ڈکیت رہتا ہے تو یہ DPO یا RPO کو inform کریں تو اشتہاری وہاں سے پکڑے جائیں گے۔ باقی جہاں تک انہوں نے کہا ہے کہ جو آفیسر وہاں appoint تھا اور وہ وہاں سے کچھ بن کر نکلا ہے تو یہ ہمیں point out کریں کہ کون کون سے افسران کرپٹ ہیں۔ یہ سابقہ دور کی بات ہے، ہماری حکومت کی بات کریں کیونکہ ہمیں ابھی چھ ماہ ہوئے ہیں۔ اگر یہ ہمارے چھ ماہ کے حوالے سے بتا دیں کہ کون سا بندہ کرپٹ ہے تو ان کے خلاف action ہو گا اور ان کو سزا مل کر رہے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اب یہ بحث دوسری طرف چل پڑی ہے۔ یہ بڑا specific سوال ہے اس کے اندر آپ نے جو point raise کیا ہے یہ بڑا اہم ہے۔ اس پر یا تو آپ نیا سوال کر لیں یا منسٹر صاحب سے مل لیں۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: جناب سپیکر! میں سوال کر لیتا ہوں۔ میری درخواست صرف یہ ہے کہ ہم تو پولیس ڈیپارٹمنٹ کو بارہا دفعہ point out کر دیتے ہیں۔ آیا ڈیپارٹمنٹ نے کتنی دفعہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو written اس چیز پر emphasis کیا ہے کہ آئیں! ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں، اس کو look after کرتے ہیں اور ان اشتہاریوں کو نکالتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سوال کے ambit میں نہیں آتا۔ آپ منسٹر صاحب سے مل لیجئے گا۔

جناب احمد خان بلوچ: ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! انہوں نے simple پڑھ کر ٹال دیا ہے کہ کافی عرصے سے قانون میں ترمیم کرنے کے لئے مسودہ بھیجا گیا ہے، جب وہ آئے گا تو اس کے بعد پارلیمنٹ میں یہ پیش کیا جائے گا۔ ہمارے معزز ممبر نے جو بات کہی ہے کہ جب تک ان سزاؤں کو سخت نہیں کیا جائے گا اس وقت تک یہ چوری نہیں رُک سکتی لیکن جس بات پر زور دینا چاہئے تھا منسٹر صاحب نے اس پر کوئی وضاحت نہیں کی۔ 15۔ جولائی کو یہ جواب آیا ہے اس میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ وزارت قانون کو مسودہ بھیجا گیا ہے، جب آئے گا تو پھر اسمبلی میں لایا جائے گا۔ ہمارے فاضل ممبر نے کہا ہے کہ تین سال سے یہ مسودہ بھیجا گیا ہے۔ اس محکمے کے لئے سب سے ضروری ہے کہ 1927 کے ایکٹ کے تحت جو سزا ہے وہ بالکل معمولی ہے، اس سے جنگلات کی چوری نہیں رک سکتی۔ کیا منسٹر صاحب اس کا ٹائم دے سکتے ہیں کہ یہ مسودہ وزارت قانون سے کب منظور ہو کر آئے گا اور کب یہ اسمبلی میں پیش کریں گے کیونکہ اس سے محکمہ جنگلات کا، پنجاب کا اور پاکستان کا بہت بڑا نقصان ہو رہا ہے کہ نہ صرف چور ڈاکو یہ لکڑی فروخت کرتے ہیں بلکہ اس میں بہت بڑے بڑے جاگیردار بھی شامل ہیں جس میں بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ مہربانی کر کے اس ایکٹ کو اتنا سخت کریں تاکہ حکومت کی یہ چوری بند ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے میں بھی ایک جگہ پر پڑھ رہا تھا کہ پاکستان کے اندر جنگلات کی تعداد already بہت کم ہے جس سے بڑی تیزی سے کمی ہو رہی ہے۔ وجہ یہی ہے کہ چوری بہت زیادہ ہے

اور ہمارا قانون اتنا سخت نہیں ہے کہ کوئی سزا مل سکے۔ لاء منسٹر صاحب! آپ کو اس میں کوئی time frame دینا چاہئے کیونکہ یہ بڑا important matter ہے اور جنگلات کے اوپر ہمیں پورا care کرنا چاہئے۔ یہ مسودہ قانون جو آگے گیا ہوا ہے اس کو میرے خیال میں فوری طور پر اسمبلی میں لانا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کے اوپر محکمے نے final draft تیار کر لیا ہے اس کی لاء ڈیپارٹمنٹ نے vetting بھی کر دی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ اسی اجلاس میں ہم اس کو ہاؤس میں پیش کر دیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہاں پر محکمہ جنگلات اور لکڑی چوری کے حوالے سے جو بات چیت ہو رہی تھی اور جیسا کہ ایک چیز بھی علم میں آئی ہے کہ جنگلات کی بہت کم تعداد ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ آج کے دور میں اگر ہم دیکھیں تو بطور profession اختیار کرنے کے لئے جنگل لگانا، کوئی farming کرنا یا زراعت میں دلچسپی لینا ہمارے اندر یا نئی نسل کے اندر کوئی جذبہ نہیں ہے۔ اگر آپ دیہات میں چلے جائیں تو وہاں سے بھی لوگ پڑھ لکھ کر شہروں میں آنا چاہتے ہیں اور جدید profession اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ میری وزیر موصوف سے اس سلسلے میں درخواست ہے کہ کیا لوگوں میں attraction پیدا کرنے کے لئے کوئی ایسا پروگرام شروع کرنا ان کی پالیسی میں شامل ہے یا اس کے لئے ان کے پاس کوئی تجاویز ہیں کیونکہ جب تک لوگوں میں جذبہ اور اس کو بطور profession اختیار کرنے کے benefits نہیں بتائے جائیں گے اور اس طرف راغب نہیں کیا جائے گا اس وقت تک میں سمجھتی ہوں کہ بتدریج اس میں کمی ہوتی چلی جائے گی اور ہم جنگلات کی کمی کا شکار ہوں گے اور چوری کے ساتھ ساتھ ہم ایک دن بالکل تہی دامن کھڑے ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! یہ اس سوال کے ambit میں تو نہیں آتا لیکن آپ کا point بہت اچھا ہے۔ اس حوالے سے آپ منسٹر صاحب سے مل لیجئے گا کیونکہ یہ policy matter ہے لیکن آپ منسٹر صاحب کے ساتھ اس پر ضرور discuss کیجئے گا۔ بہت شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر پکاریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: سوال نمبر 754۔ پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

2003 سے 2007 تک بھرتی کئے گئے
لوگوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*754۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ ٹورازم نے 2003 سے 2007 تک جن لوگوں کو بھرتی کیا ان کے نام اور گریڈ سال وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) محکمہ میں مذکورہ بالا عرصہ میں جو بھرتیاں ہوئیں اگر ان کا اخبار میں اشتہار دیا گیا تو لف کریں؟

(ج) کیا مذکورہ تمام بھرتیاں میرٹ پر کی گئیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(د) محکمہ میں مذکورہ بالا عرصہ کے دوران جن جن اسامیوں پر بھرتیاں ہوئیں ان میں پنجاب کے کس ضلع سے زیادہ لوگوں کو بھرتی کیا گیا یا پنجاب کے تمام اضلاع کو برابری کی بنیاد پر نمائندگی دی گئی؟

وزیر سیاحت (چودھری عبدالغفور):

(الف) محکمہ ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب نے 2003 سے 2007 کے دوران کوئی بھرتی نہیں کی ہے۔

(ب) کوئی بھرتی نہیں کی گئی ہے اس لئے اخبار میں اشتہار نہیں دیا۔

(ج) کوئی بھرتی نہیں کی ہے۔

(د) کوئی بھرتی نہیں کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا منسٹر صاحب مجھے on the floor of the House یہ بتا سکیں گے؟ مان لیا کہ اشتہار دے کر بھرتیاں نہیں کی گئیں لیکن محکمہ ٹورازم میں 2003 سے 2007 کے دوران کنٹریکٹ پر بھی ملازمتیں نہیں دی گئیں اس پر وزیر صاحب ذرا categorically بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات وسیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اس کا detail جواب آ چکا ہے کہ محکمہ ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب نے 2003 سے 2007 تک کے دوران کوئی بھرتی نہیں کی ہے۔ اگر بھرتی نہیں ہوئی تو نہ اشتہار دینے کا کوئی جواز تھا اور نہ ہی کچھ اور تھا۔ اس پر اگر محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ چاہتی ہیں کہ کنٹریکٹ پر یا عارضی ملازمتیں دی گئی ہیں تو اس پر میں تفصیل پوچھ کر بتا دوں گا لیکن باقاعدہ طور پر مستقلاً محکمہ میں کوئی بھرتی نہیں کی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری information کے مطابق محکمہ ٹورازم کے اندر کنٹریکٹ کی بنیاد پر کچھ لوگوں کو بھرتی کیا گیا تھا لیکن اس کے لئے اشتہار نہیں دیا گیا تھا۔ میں نے اسی لئے سوال پوچھا تھا کہ ان کا اشتہار دیا گیا ہے تو بتائیں۔ ان کو اگر بغیر کسی میرٹ کے بھرتی کیا گیا ہے تو اس پر میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ محکمہ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟

وزیر جیل خانہ جات وسیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! اس کو باقاعدہ چیک کیا جائے گا اور انکوائری کی جائے گی کہ ایسا کیوں ہوا ہے، اگر ایسا ہوا ہے تو متعلقہ لوگوں کے خلاف action ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ جہاں پر بھرتی کی بات آتی ہے تو وہاں پر یہ نہیں ہوتا کیونکہ جو کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی ہوتی ہے وہ بھی بھرتی ہی ہوتی ہے۔ اگر کنٹریکٹ پر بھرتی ہوئی ہے اور اسمبلی کے اندر سوال کے جواب کو cover کرنے کی کوشش کی گئی ہے تو یہ آپ کی بطور منسٹر ذمہ داری بنتی ہے کہ اس کو دیکھیں اور ہاؤس کے اندر اصل صورتحال کو سامنے لے کر آئیں۔ اگر اس میں کچھ cover up ہے تو پھر بھی اس پر کارروائی کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔

وزیر جیل خانہ جات وسیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں ensure کروا رہا ہوں کہ میں اس کو چیک کروں گا اور آپ کو detail پیش کروں گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ اور میں سمجھتی ہوں کہ آپ نے as a custodian of the House میری reservation جو محکمہ کے جواب کے بارے میں تھی اس پر بڑی خوبصورتی کے ساتھ منسٹر صاحب کو ہدایت کر دی ہے۔ آپ اندازہ لگا لیجئے کہ پچھلے پانچ سال میں محکمہ کے اندر کوئی ریٹائرمنٹ ہوئی ہو گی، نہ محکمہ میں کوئی ریکروٹمنٹ ہوئی ہے تو اس محکمے کی کارکردگی کا آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ٹورازم صرف وزیر صاحب

کے لئے محکمہ ضرور تھا لیکن اس محکمہ میں کوئی ایک آنے کا کام بھی نہیں ہوا اور اس میں مفت کی تنخواہیں لیتے رہے ہیں اور exchequer کے اوپر بوجھ بنتے رہے ہیں۔ وزراء کی تنخواہوں کو تو ہمیشہ بہت criticise کیا جاتا ہے اور سیاستدانوں کو بھی بہت criticise کیا جاتا ہے لیکن وہ بیوروکریٹ جو بغیر کسی کام کے پیسے لیتے ہیں ان کے بارے میں محکمہ کی کیا پالیسی ہے؟ جو لوگ بغیر کسی کام کے تنخواہیں لے رہے ہیں تو کیا ان کو ہٹا کر نئی ریکروٹمنٹ کرنے کا کوئی پروگرام ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اس سے اگلی بات آجاتی ہے، جو بات ابھی floor of the House ہوئی ہے پہلے اس کا جواب آجائے پھر اس کے بعد اگلی چیز دیکھیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب اس بارے میں direction on the floor of the House منسٹر صاحب کو ہو گئی ہے کہ وہ اس بارے میں مکمل کنٹریکٹ والا ریکارڈ بھی لے آکر آئیں تو آپ منسٹر صاحب سے ان کے چیمبر میں مل لیں اور اگر پھر بھی جواب سے آپ کی تسلی نہیں ہوتی اور آپ سمجھیں کہ جواب صحیح نہیں دیا گیا تو آپ کسی بھی وقت اس کو دوبارہ House کے اندر raise کر سکتی ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! قانون کے مطابق آپ کے پاس یہ حق ہے کہ آپ اگر کسی سوال کے بارے میں اور آپ کی اپنی observation بھی اس سوال کے بارے میں ایسی ہی تھی تو میرا خیال ہے کہ اس کو pending کرنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہوگا لہذا اس کو pending فرمایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بجا فرما رہی ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر ہے کہ اس بارے میں منسٹر صاحب سے update معلومات لے لی جائیں اور آپ ان سے مل لیں اور اگر اس میں کوئی ایسی بات نکلتی ہے جو جواب کے اندر نہیں ہے تو آپ فوری طور پر اگلے سیشن میں اسے raise کر سکتی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! محکمہ ٹورازم میرے خیال میں کسی بھی ملک کی معیشت کے حوالے سے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہمارے ہاں ٹورازم کے محکمہ کو کبھی اس نظریے سے دیکھا ہی نہیں گیا ہے کہ اس کی projection کے لئے بھی کچھ کیا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر

پوری دنیا میں ٹورازم کو فروغ دینے کے لئے ایک کمیٹی قائم کر دی جائے جو اس بارے میں بہترین تجاویز لا سکے اور اس کے خراب معاملات کو ٹھیک کر سکے اور ٹورازم کو بطور ٹورازم اس طریقے سے اپنایا جائے کہ اس سے ہم فنڈز بھی generate کر سکیں اور باہر سے آنے والوں کے لئے بھی attraction پیدا ہو اور جب تک اس کے اوپر کمیٹی بیٹھ کر کوئی کام نہیں کرے گی تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ اسی طرح سے سلسلہ چلتا رہے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کی بات بہت اچھی ہے اور آپ اسمبلی کی کارروائی میں بہت دلچسپی لیتی ہیں اور میں نے شاید آپ کے آنے سے پہلے ایک بات کی تھی کہ ہم نے اس وقت اس سوال کی حد تک محدود رہنا ہے۔ اگر کوئی بات باقی ہے تو منسٹر موجود ہیں تو وہ ان سے طے کر لیں۔ آپ نے جو بات کی ہے وہ ہے تو بہت اچھی لیکن اس سوال کے ambit میں نہیں آتی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس سے آگے بڑے اہم سوالات ہیں اور انہیں بھی آج ہی کے دن میں take up کر لیا جائے۔

چودھری عبداللہ یوسف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عبداللہ یوسف: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری بہن کی bureaucratic role کے بارے میں بات بڑی اہم ہے اور میں ان کی تائید کرتا ہوں کہ ان کا سوال pending کیا جائے اور اس کا جواب ہمارے لاء منسٹر صاحب سے لیں۔ پہلے ایک ڈپٹی سیکرٹری اور سیکرٹری ہوتا تھا اور اب ایک ایڈیشنل سیکرٹری اور سپیشل سیکرٹری بھی ہے۔ جتنی چاہیں وہ سیٹیں بنا لیتے ہیں اور بیٹھ جاتے ہیں۔ اگر منسٹر زیادہ آ جائیں تو شور و غوغا بلند ہو جاتا ہے۔ اب بیوروکریٹس کو ایڈجسٹ کرنے کے لئے کمشنریاں بھی بنالی ہیں اور انہوں نے یہ کام بھی کر لیا ہے تو عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا That is a very valid point تو بیوروکریٹوں کو لگام دینی چاہئے۔

جناب شہزاد سعید چیمہ: جناب سپیکر ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شہزاد سعید چیمہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ آیا ہر ضلع کی سطح پر ٹورازم کے دفاتر ہیں اور اگر ہیں تو ان کے role کیا ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ایک بات کروں گا کہ یہ بھی اس کے ambit میں نہیں آتا کیونکہ یہ specific بھرتی کے حوالے سے ہے اور آپ اس بابت نیا سوال کر سکتے ہیں۔ اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: میرے سوال کا نمبر 217 ہے۔

صوبہ پنجاب میں جنگلات کی تعداد و دیگر صورتحال

*217: میاں نصیر احمد: کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبے میں کل کتنے جنگل موجود ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا ان جنگلات سے ٹمبر مافیا محکمے کے عملے کی مدد سے لکڑی چوری کرواتا ہے؟

(ج) حکومت کی جانب سے جنگلات کی لکڑی کی چوری کو روکنے کے لئے ٹمبر مافیا اور بدعنوان عملے کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی جاتی ہے؟

(د) 2000 سے 2007 تک جنگلات کی لکڑی چوری کرنے والوں کے خلاف جو کارروائی کی گئی ہے، اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) صوبہ پنجاب میں 16.39 لاکھ ایکڑ اراضی پر جنگل لگا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ 47307 کلو میٹر رقبہ پر قطاروں کی شکل میں جنگلات، انہار، سڑکات اور ریلوے لائن کے کنارے موجود ہیں۔ صوبہ بھر میں جنگلات کا محل وقوع درج ذیل ہے:-

صوبہ پنجاب میں جنگلات کا محل وقوع

نمبر شمار	سرکل	جنگلات کا محل وقوع
	(الف) سنٹرل زون	
-1	لاہور سرکل	لاہور، شیخوپورہ، قصور، اوکاڑہ، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، گجرات
-2	فیصل آباد سرکل	فیصل آباد، جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ

(ب) شمالی زون

-1	راولپنڈی سرکل	راولپنڈی، گوجر خان، ٹیکسلا، کوٹلی، لسترالڑ، کروڑ، کہوٹہ، سحر بگلہ، لوئر ٹوپہ، تریٹ، گھوڑا گلی، اٹک، فتح جنگ، جنڈ، پنڈی گھیپ، جہلم، چکوال، سوہاوہ، چواسیدن شاہ، تلہ گنگ، نورپور
-2	سرگودھا سرکل	خوشاب، میانوالی، بھکر، سرگودھا

(ج) جنوبی زون

-1	بہاولپور سرکل	بہاولپور، بہاولنگر، رحیم یار خان
-2	ملتان سرکل	ملتان، خانیوال، لودھراں، چیچہ وطنی، ساہیوال
-3	ڈی جی خان سرکل	ڈیرہ غازی خان، راجن پور، مظفر گڑھ، لیہ

(ب) یہ تاثر غلط ہے کہ ٹمبر مافیا ان جنگلات سے محکمہ کے عملہ کی مدد سے لکڑی چوری کرواتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ چوری کی وارداتیں گھروں اور بنکوں میں بھی ہو جاتی ہیں۔جہاں افراد خانہ رہائش پذیر اور سکیورٹی عملہ ڈیوٹی پر مسلح موجود ہوتا ہے جبکہ جنگلات وسیع وعریض رقبہ پر پھیلے ہوئے ہیں، عملہ کے پاس سرکاری اسلحہ نہ ہے۔تاہم عملہ کے کسی فرد کی نااہلی یا ملی بھگت ثابت ہونے پر مروجہ قواعد کے تحت قرار واقعی سزا دی جاتی ہے۔

(ج) جرائم جنگل سرزد ہونے پر حسب قانون کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔یہ کارروائی بالعموم زیر فارسٹ ایکٹ 1927 کی جاتی ہے۔سنگین صورتحال میں پرچہ پولیس بھی درج کروائے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ اگر کسی ملازم میں ملی بھگت کا عنصر پایا جائے تو انہیں مروجہ انضباطی قواعد کے تحت قرار واقعی سزا دی جاتی ہے جو نوکری سے برخواستگی کے علاوہ مالیت جرم جنگل کی ریکوری بھی شامل ہوتی ہے۔

(د) 2000 سے 2007 تک جنگلات سے لکڑی چوری کرنے والوں کے خلاف فارسٹ ایکٹ 1927 کے تحت کارروائی عمل میں لائی گئی جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	کمپاؤنڈڈ کیسز	پراسیکیوٹڈ کیسز	ایف آئی آر	ملازمین کے خلاف ایکشن	ٹوٹل
2000-01	8697	5859	539	254	15349
2001-02	11601	7119	595	256	19571
2002-03	9093	6006	496	263	15858
2003-04	9815	4744	347	334	15240
2004-05	11923	6217	775	633	19548
2005-06	12144	3953	686	381	17164
2006-07	10165	2096	1108	478	13847
ٹوٹل	73438	35994	4546	2599	116577

میاں نصیر احمد: محکمہ جنگلات کے اس سے پہلے بھی کافی سوالات آ چکے ہیں اور اس میں میرے سوال کے جواب میں مجھے تو بظاہر یہی نظر آتا ہے کہ افسر شاہی نے اپنے گناہوں کو چھپانے کے لئے ایک formality پوری کی ہے اور بڑے عجیب و غریب جواب دیئے ہیں۔ میرا سوال تھا کہ "کیا ان جنگلات سے ٹمبر مافیا محکمے کے عملے کی مدد سے لکڑی چوری کرواتا ہے"؟ تو جواب دیا گیا ہے کہ یہ تاثر غلط ہے کہ "ٹمبر مافیا ان جنگلات سے محکمہ کے عملہ کی مدد سے لکڑی چوری کرواتا ہے۔" یہ حقیقت ہے کہ چوری کی وارداتیں گھروں اور بنکوں میں بھی ہو جاتی ہیں۔ جہاں افراد خانہ رہائش پذیر اور سکیورٹی عملہ موجود ہے تو یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اس کو ان چیزوں سے comparison کیا گیا ہے کہ جنگل کی لکڑی جسے کاٹنا اور لوڈ کرنا کوئی چار چھ گھنٹے کا عمل ہے اور یہ کوئی ایسی commodity بھی نہیں ہے کہ جس کو اٹھا کر جیب میں ڈالا جائے تو میں منسٹر صاحب سے یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس جواب میں بتایا گیا ہے کہ "2001 سے 2007 تک 2600 ملازمین کے خلاف ایکشن لیا گیا ہے تو ایکشن میں کیا کیا گیا ہے" ان کو جرمانہ ڈالا گیا ہے یا معطل کیا گیا ہے؟ اس بارے میں بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! ایسے ملازمین کی تعداد تقریباً 2500 ہے۔ ان کو برخاست بھی کیا گیا ہے، انہیں جرمانہ بھی کیا گیا ہے اور انہیں وارننگ بھی دی گئی ہے اور اگر میرے بھائی میرے جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں وہاں پر میں انہیں تفصیل سے بتا دوں گا کہ کتنے ملازمین برطرف ہوئے ہیں، کن کے خلاف محکمانہ کارروائی ہوئی ہے اور کتنے ملازمین کو جرمانے کئے گئے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا تھا اور میں ان منسٹرز صاحبان سے یہی گزارش کروں گا کہ افسر شاہی کی کالی کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کی بجائے یہ بات سامنے کیوں نہیں لاتے کہ 2001 سے 2006 تک 73 ہزار cases رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور اس میں سے صرف 26 سو ملازمین کے خلاف ایکشن لیا گیا ہے اور اس کا اگر یہ on floor بھی یہ نہیں بتا سکتے کہ ایکشن کیا ہوا ہے تو یہ بڑی عجیب بات ہے۔ یہ بہت بڑا issue ہے اور اس کو اس طرح نہیں لینا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اتنی بڑی تعداد کے خلاف action in a one go بتانا مشکل ہے۔

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے کہ کتنے ملازمین برطرف ہوئے ہیں، کتنے برخاست ہوئے ہیں اور کتنے کو جرمانے ہوئے ہیں؟ یہ fresh question کر دیں تو میں انہیں جواب سے مطمئن کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال کے اندر بدعنوان عملے کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے تو یہ اس کے اندر cover تو ہوتا ہے جو بات وہ کر رہے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو بات آج ہو رہی ہے، جب ہم life line کی بات کرتے ہیں تو یہ ہمارے اوپر negligence on the part of all criminal of us کہ ہم یہاں پر اس چیز کا خیال نہیں کر رہے تو اس جواب کے اندر ابھی موجود نہیں ہے تو آپ ان سے مل کر مکمل تفصیل لے لیجئے۔

چودھری اللہ رکھا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری اللہ رکھا: شکریہ۔ جناب سپیکر! جنگلات کے حوالے سے میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ اگر ہم ضلع وار اپنے ارکان صوبائی اسمبلی کی سرپرستی اور سربراہی میں جس جس ضلع میں جنگل موجود ہے، منسٹر صاحب کی موجودگی اور ان کی سربراہی میں اور ساتھ ہی وہاں کے متعلقہ ایم پی ایز صاحب کو شامل کر کے ان کی دیکھ بھال، نگرانی اور وہاں کے معاملات کو چلانے کے لئے ایک کمیٹی بنا دیں تو میرے خیال میں یہ ایک بہت اچھا قدم ہوگا۔ جنگلات کی حفاظت، ان کی نشوونما۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ یہ اس سوال کے ambit میں نہیں آتا۔ آپ کا point بہت اچھا ہے تو اس بارے میں آپ منسٹر صاحب سے مل لیں۔۔۔

چودھری اللہ رکھا: منسٹر صاحب بیٹھے ہیں تو وہ اسے کم از کم نوٹ تو کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے نوٹ کر لیا ہے لیکن آپ بھی انہیں مل لیجئے گا۔

چودھری اللہ رکھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا حق نہیں بلکہ اب یہ ان پر فرض ہے کہ ان کے پاس سارے اعداد و شمار موجود ہیں۔ یہ دیکھیں کہ کس کس ضلع میں جنگل موجود ہیں، وہاں کے متعلقہ ایم پی ایز حضرات کو خود بلائیں اور اس کے بعد میٹنگ کریں اور اس کے بعد انہیں ڈیوٹی دیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز(ج) سے متعلق ہے جو سزا کے بارے میں ہے ۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو سزا ہے اس کو determine کرنے کا طریق کار کیا ہے؟ for example ایک شخص ایک درخت کی لکڑی کاٹ کرلے جاتا ہے تو اس کی سزا کتنی ہوتی ہے، اگر کوئی بیس درخت کاٹ کرلے جاتا ہے تو اس کی سزا کتنی ہے، نیز کم سے کم سزا کیا ہے اور زیادہ سے زیادہ سزا کیا ہے؟ اس پر ذرا وضاحت کر دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): میرا خیال ہے کہ میں نے پہلے بھی وضاحت کی ہے کہ 1927 کے ایکٹ کے مطابق جرمانہ پانچ سو روپے اور سزا چھ ماہ ہے۔ اس کی amendment کے لئے Law Department کے پاس سمری گئی ہوئی ہے جیسا کہ ابھی لاء منسٹر نے بھی بتایا ہے کہ زیادہ سے زیادہ سزا اور زیادہ سے زیادہ جرمانہ کے لئے انہوں نے سمری move کی ہوئی ہے۔ یہ اسمبلی میں بل پیش ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ Let the amendment come جو یہ law کہہ رہے ہیں اس کو House کے floor پر آلینے دیں پھر اس میں اگر کوئی کمی رہ جائے گی تو دیکھ لیں گے۔۔۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت سزا کیا ہے؟ کل کو جو ہوگا وہ دیکھا جائے گا۔

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! جرمانہ پانچ سو روپے اور سزا چھ ماہ۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ نے جو observation دی ہے کہ اس سوال کا جواب مکمل نہیں ہے۔ میں نہیں expect کرتا کہ آپ جیسے سپیکر کی طرف سے اتنی کمزور observation آئے کہ question کا complete department جواب نہ دے۔

یہ اس House کا prerogative ہے کہ سوال کا comprehensive جواب آنا چاہئے اس میں لیت ولعل کرنے کی ضرورت نہیں ہونی چاہئے۔ جو آپ نے observation دی کہ اس سوال میں یہ cover ہوتی ہے،اس طرح کی observation ہم آپ سے expect نہیں کر سکتے۔یہاں سے تو direction جانی چاہئے کہ جو جواب کا ذمہ دار ہے وہ قابل سزا ہے اور آئندہ اس طرح کا ہوا تو اس کے ساتھ کیا ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! آج آپ کے آنے سے پہلے ایک سوال میں کچھ direction دی ہے تو میں سمجھ رہا تھا کہ ایک دن کے لئے ایک ہی کافی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ایک دن میں اگر ایک ہی طرح کے تین مقدمے آئیں اور جج ایک کو تو سخت سزا دے تو اسی طرح کے مقدمے میں وہ دوسرے کو بری نہیں کر سکتا، وہ سزا برابر ہی رکھے گا۔اس میں یہ نہیں ہوتا کہ وہ یہ کہے کہ آج میں نے دو مقدموں میں سزا سنا دی ہے اور باقی پانچ کو میں بری کر دوں۔ وہ سزا تو اس کے act پر ہوتی ہے جو وہ کام کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: You are absolutely right اس کے اندر جو بات تھی وہ میں نے point out کر دی ہے Let him go through that۔ جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ جز (ب) میں جو جواب آیا ہے وہ آپ نے پڑھا ہو گا۔ جواب آیا ہے کہ "گھروں کی چوریاں ہو جاتی ہیں، بنک لوٹے جاتے ہیں اور اگر لکڑی کٹ گئی تو یہ کونسی بڑی بات ہے۔" کیا ایسا جواب دینا چاہئے؟ ایک آدمی کو کہا جائے کہ تم یہ برائی کرتے ہو وہ کہے کہ تم کون سے اچھے ہو؟ ان سے کہا گیا ہے کہ لکڑی کی حفاظت کریں لکڑی چوری ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ بنک لوٹے جاتے ہیں تو اگر یہ لکڑی چوری ہو گئی تو یہ کون سی ایسی بات ہے۔ جناب! یہ جواب ایسے نہیں ہونا چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے اس لکڑی کی چوری کرنے کے لئے اپنا ایک مطالبہ بھی پیش کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے اس لئے لکڑی چوری ہو رہی ہے۔ وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ اگر ان کو اسلحہ دے دیا جائے، یہ ہاؤس منظور کر دے تو کیا یہ surety دیتے ہیں کہ انشاء اللہ یہ لکڑی کی چوری نہیں ہونے دیں گے، کیا لکڑی کی حفاظت پوری طرح ہو سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میں نے یہ جواب نہیں دیا کہ ڈکیتی ہوتی ہے اور بنک لوٹے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس طرح ہو سکتا ہے۔ جنگل کو بچانے کے لئے ہمارا محکمہ حتی الامکان کوشش کر رہا ہے کہ وہ چوری نہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنڑ صاحب! جو سرکاری اسلحہ کی بات ہے وہ کیا آپ ان کو دینا چاہتے ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں اسی طرف آ رہا ہوں۔ اگر یہ House منظوری دے دے کیونکہ ہر شخص کو اپنی جان عزیز ہوتی ہے جو criminal لوگ ہیں اور جو واردات کرنے کے لئے آتے ہیں وہ تیاری سے آتے ہیں ان کے پاس اسلحہ موجود ہوتا ہے اور forest guard کے پاس تو میرا خیال ہے کہ کلہاڑی بھی نہیں ہوتی۔ اس کے لئے میں بھی احمد خان صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ اگر اسلحہ کی منظوری دے دی جائے اور forest guard کو اسلحہ لائسنس دیا جائے تو اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔ اس میں ایک گھنٹے کا وقت تھا۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں نے بہت important بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر کافی بات ہو چکی ہے اور سارے دوستوں کی بڑی important بات ہے۔ جی، فرمائیں!

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جو جز (ب) میں جواب دیا ہے اس پر مجھے صرف اعتراض نہیں ہے بلکہ سخت اعتراض ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی ministry کو چیلنج کر رہا ہوں کہ میری constituency میں تمام جنگلات forest officer کی ملی بھگت سے کاٹ لئے گئے ہیں اور میرے خیال میں ان کا جو class four کا ملازم ہے ان کے پاس بھی ان کے خلاف writ ہے اور latest FIR ہے اور جیل میں پڑا ہوا ہے۔ ان کے پاس zero meter 2D گاڑی ہے۔ میرے پاس zero meter 2D گاڑی نہیں ہے اور ہمارے کسی بھائی کے پاس بھی zero meter 2D گاڑی نہیں ہے لیکن ان کے پاس zero meter 2D گاڑی ہے۔ میں نے Chief Minister معائنہ کمیشن کو درخواست دی ہے کہ آپ kindly جو PP-47 کلور کورٹ کے اندر جنگلات ہیں وہ تقریباً 99.9 فیصد کاٹ کر لے گئے ہیں اور یہ سو سال پرانے جنگلات کی لکڑی ہوتی ہے جو بڑی مہنگی ہوتی ہے لیکن محکمے کے

جرمانے بڑے nominal ہیں۔ ان سے مل کر لکڑی فروخت کروا دیتے ہیں پھر ان سے ملی بھگت کر کے تھوڑا سا جرمانہ کر دیتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں on the floor of the House یہ یقین سے کہتا ہوں کہ اگر Forest Department کے ملازمین کی لوگوں کے ساتھ ملی بھگت نہ ہو تو کبھی بھی جنگلات کی لکڑی کاٹی نہیں جا سکتی۔ جس جگہ کی بات MPA صاحب فرما رہے ہیں میں نے خود اس کے لئے Chief Minister کو درخواست دی وہاں Chief Minister کی inspection team گئی، جب ٹیم گئی تو وہ جاتے ہوئے جتنی جوشیلی گئی اتنی ہی واپسی پر نرم آئی۔ مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ وہاں کروڑ ہا رقم کے درخت کاٹے گئے ہیں اور یہ سب کچھ department کی ملی بھگت سے ہوا ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اس پر strong direction دیں اور وہاں انکوائری کروائیں۔ جو بات اس ہاؤس میں ہوئی ہے ہم دونوں MPAs، پچھلی دفعہ میں اس علاقہ سے تھا اب یہ وہاں سے ہیں۔ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ وہاں سے کروڑ ہا روپے کی لکڑی کاٹی جا رہی ہے اور آپ کے محکمے کے لوگ یا officers کھڑے ہو کر وہاں لکڑی کٹواتے ہیں اور ایک لکڑی نہیں کٹتی بلکہ تین تین، چار چار ٹرک رات کو load ہوتے ہیں۔ انہوں نے چھوٹے انجن کے ساتھ cutter لگائے ہوئے ہوتے ہیں وہ وہیں کاٹتے ہیں اور ٹرکوں کے ٹرک load کر کے لے جاتے ہیں۔ یہ اتنا بڑا سرکاری نقصان ہو رہا ہے اور department کی مرضی سے ہو رہا ہے لہذا ہم آپ سے یہ request کرتے ہیں کہ یہ ایک بہت بڑا جرم ہو رہا ہے، اگر آج آپ کی direction کی وجہ سے ہمارے علاقے میں یہ کام رک جائے گا تو ہم سمجھیں گے کہ ہم نے بھی اس ہاؤس میں بیٹھ کر کوئی contribute کیا ہے اور اس ملک اور صوبے کے ساتھ بھلائی کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ corrupt افسران کو برداشت نہیں کیا جائے گا، ان کا محاسبہ ہو گا، ان کے خلاف

قانونی کارروائی کی جائے گی لیکن میرے بھائی مجھے بتادیں کہ DFO کا نام کیا ہے، اس SDO کا نام کیا ہے اور اس forest guard کا نام کیا ہے؟ ان کے خلاف ایکشن ہوگا اور ان کو سزا مل کر رہے گی۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مستی خیل صاحب! ذرا میری بات سن لیں۔ یہ جتنے matters یہاں آ رہے ہیں، یہ بہت بڑا issue ہے۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ کوئی جنگل بچا ہی نہیں ہے۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے، اس میں مافیا engage ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کمیٹی بنا کر وہاں بھجوا دیں وہاں کوئی جنگل بچا ہی نہیں ہے۔ کروڑوں روپے کی لکڑی کاٹ کر لے گئے ہیں وہاں ہم نے identification کی ہے، وہاں میڈیا نے تصویریں کھینچی ہیں اور وہاں ان کے خلاف FIR درج ہوئی ہیں لیکن وہ بندے بچ گئے ہیں۔ وہ کروڑوں روپے کی جائیداد بیچ کر لے گئے ہیں، یہ قومی املاک ہے اور national exchequer کا نقصان ہو رہا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ان کو آپ چیمبر میں بلائیں اور یہ جو اتنی بڑی ڈکیتی ہو رہی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کی سربراہی میں کوئی میٹنگ ہو اور اس میں آپ کچھ direction دیں تاکہ یہ اتنا بڑا جرم جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے اس کو ختم کرنے کی ہم نے پوری کوشش کر لی ہے، یہ ہمارے سے نہیں رک سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! پلیز، میری بات سنیں۔ اگر میری بات سن لیتے تو ساری بات ختم ہو جاتی۔ یہ بڑا concern grave matter ہے اس میں وزیر صاحب اور محکمہ جنگلات سے یہاں پر جو ٹیم آئی ہے اور اگر سیکرٹری جنگلات یہاں پر موجود ہیں تو وہ بھی اور اس کے ساتھ نوانی صاحب، مستی صاحب اور اس کے علاوہ تین چار مزید دوستوں کے نام میں ابھی بتا دوں گا جب ہاؤس ختم ہوتا ہے تو اس وقت بیٹھ کر ہم آج ہی اس پر میٹنگ کر کے کوئی اس پر decision لیتے ہیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1406 ہے جو بہت ہی اہمت کا حامل ہے۔ براہ مہربانی اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، سوال نمبر 1406 پینڈنگ کیا جاتا ہے۔اب وقفہ سوالات ختم کیا جاتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات و سیاحت (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر خصوصی تعلیم، جنگلات و جنگلی حیات (ملک محمد اقبال چنڑ): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سیاحت پر پالیسی وضع کرنے کا مسئلہ

*787: چودھری ندیم عباس ربیرا کھرل: کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کیا سابقہ حکومت نے ٹورازم پر کوئی پالیسی وضع کی تھی اگر جواب نہ میں ہے تو کیا موجودہ حکومت ٹورازم پر کوئی پالیسی ترتیب دینے پر کام کر رہی ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر سیاحت (چودھری عبدالغفور):

2004 میں محکمہ ٹورازم کے قیام کے بعد حکومت پنجاب مرکزی حکومت کی پالیسی مجریہ 1990 (نظر ثانی شدہ 2007) کو adopt کر رہی ہے۔

مرکزی پالیسی کے بعض نکات پر حکومت پنجاب نے اپنا موقف مرکزی حکومت پر واضح کر دیا ہے اس سلسلے میں جلد ہی مشاورت کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔

حکومت پنجاب اس سلسلے میں ایک جامع پروگرام مرتب کر رہی ہے۔

ضلع خانیوال میں محکمہ جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیل

*237: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع خانیوال میں کس کس مقام پر کتنے رقبہ پر جنگل ہے نیز محکمہ ہذا کا اس ضلع میں کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) محکمہ جنگلات خانیوال میں اہلکاران کی تعداد، عہدہ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) محکمہ جنگلات نے مالی سال 08-2007 میں اب تک کتنی مالیت کی ضلع خانیوال میں لکڑی نیلام کی ہے، اس نیلام کمیٹی کے ممبران کون تھے؟

(د) اس لکڑی کی نیلامی کے لئے کس کس اخبار میں ٹینڈرز مشتہر ہوئے؟

(ہ) کن کن پارٹیوں، کمپنیوں اور افراد نے لکڑی کی نیلامی میں حصہ لیا؟

(و) جن پارٹیوں کمپنیوں اور افراد کو لکڑی نیلامی کے ٹینڈرز الاٹ کئے گئے، ان کے نام اور ان سے کتنی رقم حاصل کی گئی؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع خانیوال میں پیرووال کے مقام پر سرکاری جنگل ہے نیز ضلع خانیوال میں محکمہ جنگلات کا رقبہ 8588.21 ایکڑ ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ جنگلات ملتان فاریسٹ ڈویژن میں مالی سال 08-2007 کے دوران ضلع خانیوال میں کسی قسم کی لکڑی / ٹمبر کا نیلام عام نہ ہوا ہے۔

(د) اس لکڑی کی نیلامی /پیداوار جنگلات کے نیلام عام کا اشتہار روزنامہ "ایکسپریس" اور "خبریں" میں مشتہر ہوئے۔

(ہ) چونکہ رواں مالی سال 08-2007 کے دوران ضلع خانیوال کی لکڑی / ٹمبر کا نیلام عام نہ ہوا ہے اس لئے کسی پارٹی / کمپنی نے حصہ نہ لیا ہے۔

(و) چونکہ رواں مالی سال 08-2007 میں کوئی لکڑی / ٹمبر کا نیلام عام نہ ہوا ہے اس لئے نہ ہی کسی فرد کو ٹینڈر الاٹ کئے گئے اور نہ ہی ان سے کوئی رقم وصول کی گئی۔

حکومت پنجاب کی سیاحت پالیسی و دیگر تفصیلات

*875: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت پنجاب کی سیاحت کی پالیسی کیا ہے، کب بنائی گئی اور کس نے بنائی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں سیاحت کی بہت سی جگہوں کو ڈویلپ کیا جا سکتا ہے، جس سے سیاحت کو فروغ دیا جا سکتا ہے، اس میں ہڑپہ ضلع ساہیوال اور پاک پتن میں حضرت بابا فرید گنج شکر کے مزار کو شامل کیا جا سکتا ہے، اگر نہیں تو وجوہات تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سیاحت کی ڈویلپمنٹ کارپوریشن صرف مری کو پراجیکٹ کرتی ہے جبکہ وہاں بھی سیاحوں کے لئے حکومت پنجاب کی طرف سے سہولتیں میسر نہ ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ سیاحت سے متعلقہ لٹریچر سیاحوں کو بھیجا جاتا ہے؟

(ہ) محکمہ سیاحت کا بجٹ کتنا ہے، اس بجٹ کو فروغ دینے کے لئے کتنا خرچ ہوتا ہے اور انتظامی امور پر کتنا خرچ ہو رہا ہے، اس کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(و) سیاحت کے فروغ کے لئے لٹریچر وغیرہ کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا ہے اور یہ لٹریچر کہاں کہاں مہیا کیا جاتا ہے؟

(ز) صوبہ پنجاب کے لوگوں کو سیاحت کی طرف راغب کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں اور آئندہ کے کیا منصوبہ جات ہیں، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سیاحت (چودھری عبدالغفور):

(الف) محکمہ ٹورازم کے قیام کے بعد حکومت پنجاب مرکزی حکومت کی پالیسی مجریہ 1990 (نظرثانی شدہ 2007) کو adopt کر رہی ہے مرکزی پالیسی کے بعض نکات پر حکومت پنجاب نے اپنا مؤقف مرکزی حکومت پر واضح کر دیا ہے۔اس سلسلے میں جلد ہی مشاورت کا اہتمام کیا جا رہا ہے حکومت پنجاب اس سلسلے میں ایک جامع پالیسی مرتب کر رہی ہے

(ب) یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں سیاحت کی بہت سی جگہوں کو ڈویلپ کیا جا سکتا ہے جس سے سیاحت کو فروغ دیا جا سکتا ہے اس سلسلے میں محکمہ سیاحت نے صوبہ پنجاب کے اندر بہت سے منصوبہ جات بنائے ہیں اور مزید صوبہ پنجاب کی مختلف جگہوں پر بنانے کے لئے منصوبہ بندی کی جاری ہے۔(منصوبہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

ہڑپہ ضلع ساہیوال میں سیاحت کے فروغ کے لئے منصوبہ بندی کی جا سکتی ہے لیکن یہ محکمہ آثار قدیمہ کے زیر کنٹرول ہے اس مقصد کے لئے ہمارا ایک ٹورسٹ انفارمیشن سنٹر

ساہیوال میں موجود ہے اس کے علاوہ ٹی ڈی سی پی پچھلے تین سال سے ہڑپہ میں ایک سیمینار منعقد کروا رہی ہے جس میں تاریخ اور آرکیالوجی سے منسلک لوگ اپنے ریسرچ پیپرز پڑھتے ہیں جس سے ہڑپہ کے بارے میں لوگوں کو اس کی آرکیالوجی کی اہمیت کا پتا چلتا ہے ضلع پاکپتن میں حضرت بابا فرید گنج شکر کے مزار سے سیاحت کارپوریشن پنجاب نے 1988 میں زائرین کی سہولت کے لئے ضلعی دفاتر کے قریب سرکاری زمین تجویز کر کے منصوبہ بندی کی تھی مگر مذکورہ زمین مہیا نہ ہو سکی جس کی وجہ سے منصوبہ پر عمل نہ ہو سکا۔

(ج) یہ درست ہے کہ محکمہ سیاحت صرف مری کو پراجیکٹ کرتی ہے محکمہ سیاحت نے پورے پنجاب میں سیاحت کے فروغ کے لئے عمومی اقدامات کئے ہیں اس سلسلے میں لاہور کے علاوہ دوسرے شہروں میں بھی ٹورسٹ انفارمیشن قائم کئے ہیں۔(ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) محکمہ سیاحت کا پٹریاٹہ گلہڑہ گلی کے مقام پر چیئر لفٹ کیبل کار پراجیکٹ سیاحوں کو تفریح فراہم کر رہا ہے محکمہ سیاحت نے سیاحوں کے لئے مال روڈ اور پٹریاٹہ کے مقام پر بھی ٹورسٹ انفارمیشن سنٹر قائم کر رکھے ہیں۔

(د) ٹی ڈی سی پی سیاحت کے فروغ کے لئے مختلف قسم کے بروشرز پوسٹرز سی ڈیز اور مختلف انواع کے کتابچے شائع کرتی ہے جو سیاحوں کو مفت بانٹے جاتے ہیں اور بہت سے غیر ملکی سفارت خانوں قونصلیٹ جو پاکستان میں ہیں اس کو بھجوایا جاتا ہے ان کے علاوہ بیرون ممالک میں موجود پاکستانی سفارتخانوں کمرشل اتاشیوں اور قونصل خانوں کو یہ لٹریچر کثیر تعداد میں بھیجا جاتا ہے اس کے علاوہ یہ لٹریچر مختلف غیر ملکی وفود میلوں کالجوں، سکولوں، لائبریریوں، سرکاری نیم سرکاری کارپوریشنوں کو مفت مہیا کیا جاتا ہے اور جو کوئی بھی لٹریچر کے لئے درخواست کرتے ہیں اسی وقت تمام لٹریچر وغیرہ مفت دیا جاتا ہے

(ہ) ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب کو پبلیسیٹی کی مد میں حکومت پنجاب کی جانب سے بجٹ میں پچاس لاکھ روپے سالانہ دیئے جاتے ہیں اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً مختلف منصوبوں کے عوض فنڈز دیئے جاتے ہیں جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) حکومت پنجاب ٹی ڈی سی پی کو سالانہ پچاس لاکھ روپے پبلسٹی کی مد میں مہیا کرتی ہے جس میں تقریباً بارہ لاکھ روپے مختلف قسم کے بروشرز پوسٹرز سی ڈیز اور مختلف انواع کے کتابچے

پر خرچ ہوتے ہیں اور بقایا رقم اخبارات میں اشتہارات بیز ز ہورڈنگ وغیرہ پر خرچ ہوتی ہے اور یہ تمام بروشرز پوسٹرز سی ڈیز اور مختلف انواع کے کتابچے سیاحوں کو مفت مہیا کئے جاتے ہیں اور بہت سے غیر ملکی سفارت خانوں قونصلیٹ جو پاکستان میں ہیں ان کو بھجوائے جاتے ہیں ان کے علاوہ بیرون ممالک میں موجود پاکستانی سفارتخانوں کمرشل اتاشیوں اور قونصل خانوں کو یہ لٹریچر کثیر تعداد بھیجا جاتا ہے اس کے علاوہ یہ لٹریچر مختلف غیر ملکی وفود میلوں کالجوں، سکولوں، لائبریریوں، سرکاری، نیم سرکاری کارپوریشنوں کو مفت مہیا کیا جاتا ہے اور جو کوئی بھی لٹریچر کے لئے درخواست کرتے ہیں اسی وقت تمام لٹریچر وغیرہ مفت دیا جاتا ہے۔

(ز) محکمہ سیاحت نے لوگوں کو سیاحت کی طرف راغب کرنے کے لئے صوبہ پنجاب میں مختلف مقامات پر ہوٹل ریسٹورنٹ اور ریزارٹ قائم کر رکھے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ وائلڈ لائف کا سال 2006-07 اور 2007-08 کا ترقیاتی بجٹ و تفصیل

*244: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ وائلڈ لائف کا سال 2006-07 اور 2007-08 کا ترقیاتی بجٹ بیان کریں؟

(ب) پیرووال (ضلع خانیوال) میں وائلڈ لائف پارک کب بنایا گیا تھا، اس میں اس وقت کتنے اور کون کون سے جانور ہیں؟

(ج) اس پارک کی سال 2006-07 اور 2007-08 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بیان کریں؟

(د) حکومت اس پارک کی امپرومنٹ کے لئے مزید کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) محکمہ پنجاب وائلڈ لائف اینڈ پارکس کا مالی سال 07-2006 کا ترمیم شدہ ترقیاتی بجٹ مبلغ 209.599 ملین روپے تھا جبکہ رواں مالی سال یعنی 08-2007 کا ترمیم شدہ ترقیاتی بجٹ 146.235 ملین روپے ہے مذکورہ بالا ترقیاتی بجٹ رواں مالی سال میں سات جاری منصوبہ جات اور دو نئے منصوبوں کے لئے مختص کیا گیا ہے۔

(ب) پیرووال (ضلع خانیوال) میں مالی سال 90-1987 کے دوران وائلڈ لائف پارک قائم کیا گیا پارک ہذا میں رکھے ہوئے جانوروں، پرندوں کی تفصیل مع تعداد اس طرح ہے:

نمبر شمار	نام جانوران	تعداد
1	نیل گائے	36
2	چنکارہ ہرن	04
3	پاڑہ ہرن	17
4	چیتل ہرن	08
5	کالے ہرن	16
6	مفلن شیپ	05
7	بندر	08
	کل تعداد	94

نام پرندگان

نمبر شمار	نام پرندگان	تعداد
1	عام مور	41
2	سفید مور	27
3	(بلیک شولڈرڈ) کالے کندھوں والے مور	41
4	ایمرالڈ مور	05
5	سلور فیزنٹ	12
6	ریڈ گولڈن فیزنٹ	06
7	یلیو گولڈن فیزنٹ	06
8	ریوز فیزنٹ	06
9	لیڈی ایمرسٹ فیزنٹ	03
10	رنگ نیکڈ فیزنٹ	08
11	گینی فول	06
	کل تعداد	161

(ج) مذکورہ مالی سال میں پارک کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل اس طرح ہے۔

سال	آمدن	اخراجات
2006-2007	2400	2884894روپے
2007-2008	(3108)23930	3698529روپے

(د) اس پارک کی امپرومنٹ / بحالی کے کام پر 44.651ملین کے منصوبے پر عملدرآمد کیا گیا امپرومنٹ / بحالی کا یہ منصوبہ مالی سال 2004/06 کے دوران مکمل کیا گیا اس منصوبے کے تحت موجودہ سہولتوں کی بحالی کے ساتھ ساتھ نئی سہولتوں کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

کلر کہار جھیل چکوال کی مرمت و خوبصورتی پر کئے گئے اخراجات کی تفصیل

*1476: جناب وسیم قادر: کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کلر کہار جھیل چکوال کی مرمت و خوبصورتی پر 2006 سے 2008 تک کتنی رقم خرچ کی گئی ہے؟

(ب) جو گرانٹ جھیل کی تعمیر و مرمت کے لئے رکھی گئی، اس سے کون کون سے ترقیاتی کام سرانجام دیئے گئے؟

(ج) اس جھیل پر کون کون سے پرندے وغیرہ محکمہ کی طرف سے رکھے گئے ہیں؟

(د) اس جھیل کی دیکھ بھال کے لئے جو ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ و گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سیاحت (چودھری عبدالغفور):

(الف) خوبصورتی کے لئے ترقیاتی منصوبہ (ترمیم شدہ) مورخہ 06-05-17 کو کل مالیت 45.431ملین روپے سے منظور ہوا مذکورہ ترقیاتی منصوبہ کے تحت کئے گئے کاموں کے عوض مالی سال 08-2007 کے اختتام تک 38.328ملین روپے خرچ کئے گئے ہیں موقع پر ابھی کام جاری ہے۔

(ب) جھیل کی تعمیر و مرمت کے لئے مختص شدہ فنڈز سے مندرجہ ذیل ترقیاتی کام سرانجام دیئے گئے۔

A۔ سول ورکس (تعمیراتی کام)

جھیل سے فالتو پانی کے اخراج کی منصوبہ بندی کا کام

(i) سوونیئر شاپس

(ii) ویلکم انٹرنس

(iii) پرانی جیٹی کی بحالی کا کام

(iv) پبلک ٹائلٹس کی تعمیر (4یونٹ مردوں اور خواتین کے لئے الگ الگ)

(v) کار پارکنگ

(vi) حفاظتی باڑ کی تعمیر کا کام

مندرجہ بالا تعمیراتی کاموں پر 14.717 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں جبکہ ابھی کچھ کام مکمل کرنا باقی ہیں۔

B پبلک ہیلتھ

سیوریج / نکاسی آب

سیوریج پائپ لائن بچھائی گئی	سائز
(i) 2287.00 فٹ	آر سی سی "9
(ii) 924.00 فٹ	آر سی سی "18
(iii) 1200.00 فٹ	آر سی سی "36
(iv) 800.00 فٹ	آر سی سی "42

واٹر سپلائی

بچھایا گیا پائپ	سائز
450.0 فٹ	جی آئی پائپ، "2/1/2-2"-1"
(i) واٹر سیوریج ٹینک	10,000 گیلن

(ii) قدرتی پانی کا ذخیرہ

(iii) روم (پانی کو جراثیم سے پاک کرنے کے لئے کمرہ کی تعمیر)

(iv) گیس کلونیٹر

(v) ہائی ڈیپارٹمنٹ کو پے منٹ بھی کی گئی

مندرجہ بالا دی گئی کاموں کی تفصیل پر 17.918 ملین روپے خرچ کئے گئے۔
کلر کہار میں 9 کنال 18 مرلے زمین 5.700 ملین روپے میں بذریعہ (Rev) D.O چکوال اور بورڈ آف ریونیو پنجاب خریدی گئی۔

(ج) یہ جھیل مختلف نایاب آبی پرندوں کی آماجگاہ / گزر گاہ ہے۔یہاں بہت سے آبی پرندے مختصر / مستقل قیام کرتے ہیں۔ محکمہ کی طرف سے یہاں پر کوئی پرندے نہیں رکھے گئے ہیں۔

(د) کلر کہار جھیل کی دیکھ بھال کے لئے خصوصی طور پر کسی ملازم کو تعینات / مامور نہیں کیا گیا۔البتہ کلر کہار ریزارٹ پر تعینات عملہ اور افسران جھیل کی دیکھ بھال کے لئے اپنی خدمات انجام دیتے رہتے ہیں۔

چڑیا گھر لاہور میں جانوروں کی خوراک وسپلائی کی تفصیلات

*271: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور چڑیا گھر کو جانوروں کی خوراک ٹھیکیدار سپلائی کرتا ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو تمام جانوروں کی علیٰحدہ علیٰحدہ سالانہ ٹھیکے کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھیکیدار جانوروں کے لئے ناقص خوراک سپلائی کرتا ہے اور پوری مقدار بھی سپلائی نہیں کرتا؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو ٹھیکیدار کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے، اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) جی ہاں، لاہور چڑیا گھر کو جانوروں کی خوراک ٹھیکیدار سپلائی کرتے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :

نمبر شمار	نام ٹھیکہ جات برائے فراہمی خوارک	نام ٹھیکیدار
1	ٹھیکہ برائے فراہمی موسمی پھل وخشک اشیاء	میسرز نعیم رشید ولد رشید احمد مکان نمبر 8 عرفان سٹریٹ ساندہ کلاں لاہور
2	ٹھیکہ برائے فراہمی گوشت	میسرز شوکت علی ولد محمد عمر، مکان نمبر 47 بلال گنج لاہور
3	ٹھیکہ برائے فراہمی سبز چارہ	میسرز چوہدری اللہ دتہ ولد بشیر احمد بابادانی منزل بیگم کوٹ شاہدرہ لاہور
4	ٹھیکہ برائے فراہمی تازہ روٹی	میسرز مقبول خان ولد رحمت خان مکان نمبر 11 سٹریٹ نمبر 45 محلہ مغلپورہ لاہور

(ب) یہ درست نہ ہے۔ٹھیکیدار سے ہمیشہ معیاری خوراک وصول کی جاتی ہے جس کی چیکنگ کے لئے کمیٹی بنائی ہوئی ہے جس میں ڈپٹی ڈائریکٹر چڑیا گھر، وٹرنری آفیسر چڑیا گھر سپروائزر چڑیا گھر اور سٹور گھر شامل ہیں کمیٹی تمام راشن کی اشیأ کے معیار اور مقدار کو چیک کرتی ہے اس کے بعد وصول کر کے مقررہ مقدار میں جانوروں کو خوراک دی جاتی ہے مزید برآں اس کمیٹی کے کام کی نگرانی کے لئے Z.M.C کے Vice Chairman بھی اپنی خدمات پیش کرتے ہیں ان سب کاموں کی نگرانی کے لئے Z.M.C کے تمام ممبران اپنے قیمتی وقت کو وقف کر رہے ہیں

(ج) یہ جواب جز(ب) میں دیا جا چکا ہے

ضلع راولپنڈی میں شجر کاری مہم کی صورتحال

*433: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

پچھلے پانچ سالوں میں ضلع راولپنڈی میں شجر کاری مہم کے تحت اور جنگلات کے رقبہ میں اضافہ کے تحت کل کتنے نئے پودے کہاں کہاں اور کل کتنی لاگت سے لگائے گئے؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

پچھلے پانچ سالوں میں ضلع راولپنڈی میں کی گئی شجر کاری کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں جنگلات کے رقبہ میں اضافے کا مسئلہ

*434: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) موجودہ حکومت صوبہ بھر میں جنگلات کے اضافہ کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) اس وقت ضلع وار کل کتنے رقبہ پر جنگلات ہیں؟

(ج) پچھلے پانچ سالوں میں ضلع وار جنگلات کے رقبہ میں کل کتنا اضافہ کیا گیا؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) صوبہ پنجاب میں جنگلات کے اضافہ کے لئے "Enhancing Tree cover in Punjab" کے نام سے ایک سکیم چلائی جارہی ہے تاکہ صوبہ میں جنگلات میں اضافہ کیا جاسکے اس سکیم کے تحت لگائے گئے جنگلات کی تفصیل درج ذیل ہے:

خوشاب	میانوالی	بھکر	اٹک	چکوال	جہلم	میزان
75ایکڑ	375ایکڑ	25ایکڑ	117ایکڑ	190ایکڑ	137ایکڑ	919ایکڑ

اس کے علاوہ جنگلات میں اضافہ کے لئے مختلف ترقیاتی سکیمیں تیار کی جاچکی ہیں اور یہ منظوری کے مراحل سے گزر رہی ہیں تفصیل ضمیہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) شمالی زون راولپنڈی میں لگائے گئے جنگلات کی ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے۔

ضلع	جنگلات رقبہ ایکڑوں میں	جنگلات رقبہ میل
سرگودھا	86	1463
خوشاب	25488	427
میانوالی	20080	740
بھکر	5889	1115
راولپنڈی	148237	544
جہلم	95654	200
چکوال	155766	375

(ج) پچھلے پانچ سالوں میں جنگلات کے رقبہ میں کئے گئے اضافہ کی ضلع وار تفصیل ضمیہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

حکومت پنجاب کی جنگلات کے بارے میں پالیسی و دیگر تفصیلات

*872: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت پنجاب کی جنگلات کے بارے میں کیا پالیسی ہے اور کب بنائی گئی ہے۔اس پالیسی کو بنانے اور عملدرآمد کرانے کی ذمہ داری کس کی ہے، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) جنگلات کے محکمہ میں کرپشن ختم کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں اور اہداف کیا ہیں؟

(ج) جنگلات کے محکمہ نے ضلع پاک پتن کی نہروں سے کتنے خشک درخت یکم جولائی 2002 سے یکم جولائی2008 تک بیچے ہیں اور کتنے درختوں کی کٹائی کی گئی ہے اور کتنے خشک درخت ابھی کھڑے ہیں؟

(د) محکمہ جنگلات نے پاکپتن ضلع کی نہروں پاک پتن کینال اور کھادر کینال پر کتنے درخت لگائے ہیں، پاک پتن راجباہ، بہرام پور راجباہ، فیروز پور چشتیاں راجباہ، ملک پور راجباہ، جگا بلوچ راجباہ اور ملیانہ راجباہ پر کتنے درخت خشک کھڑے ہیں، کتنے خشک درختوں کی کٹائی کرتے ہوئے فروخت کیا گیا ہے، ان راجباہوں پر کتنے نئے درخت یکم جولائی2002 سے 30۔جون2008 تک لگائے ہیں اور ان میں سے کتنے کامیاب ہوئے ہیں، سالانہ تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر جنگلات(ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) فاریسٹ ایکٹ 1927 قائم شدہ ہے اس کے مطابق (فاریسٹ گارڈ،بلاک آفیسر،رینج فاریسٹ آفیسر مہتمم جنگلات) عمل کرتے ہیں پالیسی حکومت کی جانب سے بنائی جاتی ہے اور اس پر عملدرآمد کیا جاتا ہے

(ب) جنگلات کے محکمہ سے کرپشن کے خاتمے کے لئے ملازمین کو چیک کرنے کے لئے ٹیمیں تشکیل شدہ ہیں جو ہر شکایت پر پڑتال کرکے رپورٹ کرتے ہیں اور اگر ملازم قصور وار پایا جاتا ہے تو اس کے خلاف محکمانہ قوانین PEEDA 2006 کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔

(ج) محکمہ جنگلات نے ضلع پاکپتن کی انہار سے یکم جولائی2002 تا یکم جولائی2008 تک تعدادی 6459 درخت نیلام کے گئے اور ان سے ضلع پاکپتن سے آمدنی مبلغ 17497169 روپے گورنمنٹ کو دی گئی۔ ضلع پاکپتن کی انہار پر تعدادی 10000 درخت خشک کھڑے ہیں جن کی لسٹیں تیار کروائی جارہی ہیں اور گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق نیلام کی جائیں گی۔

(د) دوران سال 2002 تا 2008 جن انہار / سڑکات کے کناروں پر شجرکاری کی گئی ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	نام نہر	رقبہ (Av. Mile)	شرح کامیابی
2002-03	پاکپتن کینال	28	75
2003-04		Nil	
2004-05	پاکپتن کینال	67	95
2005-06		Nil	
2006-07	سہاک ڈسٹری	65	95
2007-08		Nil	

ضلع پاکپتن کی انہار پر 10000 درخت خشک کھڑے ہیں جن کی لسٹیں تیار کروائی جا رہی ہیں اور گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق نیلام کی جائیں گی۔

بہاولپور میں لال سوہانرہ کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*960: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بہاولپور میں واقع لال سوہانرہ کا رقبہ کتنا ہے، سال 2005 سے اب تک کتنے رقبے پر ہر سال شجرکاری کی جاتی رہی ہے، نیز درختوں اور پودوں کی اقسام بھی بتائی جائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہاں پر واقع جھیل کو 44- RD کینال سے پانی فراہم کیا جاتا تھا اور سال 1997 سے محکمہ آبپاشی نے اس کو پانی کی فراہمی بند کر دی ہے جس کے نتیجے میں آبی حیات کے علاوہ Siberia سے ہر سال آنے والی Migratory پرندوں کی تعداد تقریباً ختم ہو چکی ہے؟

(ج) لال سوہانرہ پارک میں تعینات عملے کی تعداد، نام، ولدیت، عرصہ تعیناتی، تنخواہیں اور مراعات کی تفصیلات بیان کی جائیں، نیز سرکاری عملے میں شامل افراد کا تعلق کن اضلاع سے ہے؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) لال سوہانرہ پارک کا کل رقبہ 162568 ایکڑ ہے۔ سال 2005 سے اب تک 160 ایکڑ رقبہ پر شجرکاری کی گئی ہے۔ اب تک شیشم، سمبل، سفیدہ، کیکر وغیرہ کے درخت لگائے گئے ہیں۔

(ب) جھیل کو آر ڈی 29 / ڈی بی سے پانی فراہم کیا جاتا ہے۔یہ درست ہے کہ سال 1997 سے سال 2008 تک جھیل کو پانی فراہم نہ کیا گیا پانی کی وجہ سے آبی پرندے آتے تھے جن کا آنا بند ہو گیا ہے۔اب نومبر 2008 سے پانی کی فراہمی شروع ہوئی ہے جواب تھوڑی مقدار میں پانی فراہم کیا جا رہا ہے، اگر اسی طرح پانی فراہم کیا جاتا رہا تو یہ تقریباً عرصہ چھ ماہ میں پورا ہو گا۔

(ج) لال سوہانرہ نیشنل پارک میں جو ملازمین کام کر رہے ہیں ان کی تعداد 98 ہے۔ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بہاول پور لال سوہانرہ پارک میں سیاحوں کو سہولیات فراہم کرنے کا مسئلہ

*961: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لال سوہانرہ پارک میں سیاحوں کے آرام اور رہائش / ٹھہرانے کے لئے حکومت نے اب تک کوئی مناسب انتظامات نہیں کئے اور نہ ہی کوئی سہولیات فراہم کی گئی ہیں؟

(ب) کیا حکومت لوگوں میں جنگلی حیات کے تحفظ اور اہمیت کے بارے میں شعور اجاگر کرنے کے لئے کسی ایسی تجویز یا منصوبے پر غور کر رہی ہے جس کے تحت لوگ رضاکارانہ طور پر لال سوہانرہ میں شجرکاری کی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور ماحول کے تحفظ میں حکومت کی مدد کریں اور اپنے نام یا اپنے کنبے کے کسی فرد کے نام پر درخت لگائیں؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) یہ درست ہے کہ لال سوہانرہ نیشنل پارک میں سیاحوں کے آرام اور رہائش / ٹھہرانے کے لئے حکومت نے اب تک کوئی مناسب انتظام نہیں کیا۔حکومت نے لال سوہانرہ نیشنل پارک میں برجی نمبر 50-آر ڈی پر چار کمروں کا ریسٹ ہاؤس بنایا ہوا ہے۔دو کمرے پرانے اور دو نئے کمرے سال دسمبر 1989 میں تعمیر کئے گئے ہیں جو کہ کافی ہیں۔

(ب) حکومت نے لوگوں میں جنگلی حیات کے تحفظ اور اہمیت کے بارے میں شعور اجاگر کرنے کے لئے الگ محکمہ وائلڈ لائف بنایا ہوا ہے۔جس نے لوگوں میں جنگلی حیات کے تحفظ کے لئے کئی اقدامات کئے مثلاً سارے محکمہ میں عملہ اور گاڑیاں فراہم کرنا اور قانون شکنی کرنے

والے افراد کے خلاف کارروائی کرنا شامل ہیں-اس طرح محکمہ جنگلات میں پبلسٹی ونگ قائم کرنا جس کا کام ہی صرف یہ ہے کہ لوگوں میں درختوں کی حفاظت اور اہمیت کے بارے میں شعور اجاگر کیا جائے-

ریشم کے کیڑے پالنے کی صنعت کی حوصلہ افزائی کے اقدامات

*1115: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چھانگا مانگا کے جنگلات میں ریشم کے کیڑے پالنے کی صنعت کی حوصلہ افزائی کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

(ب) اس وقت ریشم کے کیڑوں کے انڈوں اور کیڑوں کے حصول کا کیا انتظام ہے، کیڑوں کی سالانہ پیداوار کیا ہے، ان کی تقسیم کیڑے پالنے والوں کو کن قواعد وضوابط کے مطابق ہوتی ہے، شہتوت کے پتوں کے پرمٹ کن شرائط پر دیئے جاتے ہیں اور اندازاً کتنا سالانہ ریشم حاصل ہوتا ہے؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) چھانگا مانگا کے جنگلات میں دیسی توت کے زیر کاشت رقبہ 1500 ایکڑ ہے- موسم بہار کے شروع ہونے پر 300 پیکٹ سلک سیڈ محکمہ جنگلات ارزاں نرخ پر اور نجی سیکٹر سے تقریباً 1000 پیکٹ سلک سیڈ اس صنعت سے وابستہ لوگوں کو مہیا کئے جاتے ہیں-اس سے تقریباً 32 میٹرک ٹن سلک کوکون پیدا ہوتا ہے-مزید برآں چھانگا مانگا جنگلات میں ریشم کی صنعت کو ترقی دینے کے لئے ایک منصوبہ کے تحت 100 ایکڑ رقبہ پر اور نجی زمینوں کے 200 ایکڑ رقبہ پر توت کی شجرکاری کرنے کا پروگرام ہے-توت کی شجرکاری کے فروغ کے لئے زمینداروں کو ہر سال محکمہ جنگلات پودہ جات توت مہیا کرتا ہے-ان اقدامات سے سلک کوکون کی پیداوار میں مزید 20 میٹرک ٹن اضافہ ہوگا-

(ب) اس وقت گورنمنٹ سیکٹر میں 300 پیکٹ سلک سیڈ پیدا کیا جاتا ہے اور اس صنعت سے وابستہ لوگوں کو فی پیکٹ 165 روپے میں مہیا کیا جاتا ہے-ایک پیکٹ میں 20 ہزار انڈے ہوتے ہیں جس سے 25-20 کلو گرام سلک کوکون حاصل ہوتا ہے- کیڑوں کے انڈوں کی سالانہ پیداوار آئندہ سال 2009 کے لئے تین ہزار پیکٹ کا ہدف مقرر ہے-توت کے پتوں

کے پرمٹ کیڑے پالنے والے لوگوں کو-/150 روپے فی پرمٹ کے حساب سے مہیا کئے جاتے ہیں-توت کے پتوں کے پرمٹ کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں-

شرائط برائے پرمٹ پتاتوت

1۔ جنگل میں مجاز اتھارٹی کے جاری کردہ پرمٹ کے بغیر داخلہ منع ہے-

2۔ توت کے رقبہ میں کلہاڑی، آری یا لکڑی کو نقصان دینے والا آلہ لے کر جانا منع ہے نیز توت کے پتے ہاتھوں سے توڑے جائیں گے-

3۔ جنگل میں آگ لے جانا، آگ جلانا اور دیا سلائی رکھنا منع ہے-

4۔ جنگل میں کسی قسم کی پیداوار، خاردار تار یا دیگر املاک کو نقصان پہنچانا جرم ہے-

5۔ یہ پرمٹ محکمہ جنگلات کے اہلکاران /آفسران کو دوران معائنہ جنگل ملاحظہ کے لئے پیش کرنا ہوگا-

6۔ غروب آفتاب سے طلوع آفتاب تک جنگل میں جانا اور اس دوران پتے توڑنا منع ہے-

7۔ یہ پرمٹ ناقابل انتقال ہے اور کوئی دوسرا شخص اس کو استعمال نہیں کر سکتا-

8۔ مندرجہ بالا شرائط کی خلاف ورزی کی صورت میں محکمہ کے قواعد کے مطابق قانونی کارروائی کی جائے گی-

ریشم پیداوار

سابقہ سال 08-2007 میں سرکاری سطح پر 300 پیکٹ سلک سیڈ کی پرورش ہوئی اور 7500 کلو گرام ریشم پیدا ہوا-آئندہ سال 10-2009 میں 3000 پیکٹ سلک سیڈ کی پرورش کا ہدف مقرر ہے اور اندازاً 75000 کلو گرام ریشم پیدا ہوگا-

ریشم کے کیڑوں کی پرورش کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*1117: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا ریشم کے کیڑوں کی پرورش کے لئے ترقیاتی پروگرام کے تحت 100-ایکڑ اور غیر ترقیاتی پروگرام کے تحت 200 ایکڑ رقبہ پر شہتوت کی کاشت کاری کا منصوبہ منظور ہو چکا ہے، اگر

ہاں تو اس کی تفصیل اگر نہیں تو کس مرحلہ پر ہے اور منظوری میں کیا امر مانع ہے اگر منظوری ہو چکی ہے تو کیا ضروری فنڈز مہیا کر دیئے گئے ہیں؟

(ب) جز(الف) میں بیان کردہ منصوبہ کی تکمیل کے نتیجہ میں مزید کتنے افراد کیڑوں کی پرورش کے ذریعے روزگار حاصل کر سکیں گے؟

(ج) اوسطاً سالانہ ریشم کی پیداوار کتنی ہے اور جدید تحقیق کی روشنی میں اس کو بڑھانے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ریشم کے کیڑوں کی پرورش کے لئے ترقیاتی پروگرام کے تحت 300 ایکڑ سرکاری رقبہ جات پر اور 1000 ایکڑ پرائیویٹ رقبہ جات پر توت کی کاشت کاری کا منصوبہ منظور ہو چکا ہے اور اس منصوبہ کے لئے فنڈز بھی مہیا کئے جا چکے ہیں۔

(ب) 1300 ایکڑ رقبہ پر توت کی شجر کاری کے بعد تقریباً 3000 افراد ریشمی کیڑوں کی پرورش کے ذریعے روزگار حاصل کر سکیں گے۔

(ج) گزشتہ سال 08-2007 میں 300 پیکٹ سلک سیڈ کی پرورش ہوئی ہے جس سے 7500 کلوگرام ریشم پیدا ہوا اب محکمہ کے شعبہ تحقیقات برائے ریشم سازی کے ماہرین نے ریشم کے کیڑوں کی مختلف اقسام پر کام کیا ہے ریشمی کیڑوں پر تحقیقات کے لئے مری اور جوہر آباد میں جدید طرز کی تجربہ گاہیں جو کہ مطلوبہ سائنسی سامان سے آراستہ ہیں تعمیر کر لی گئی ہیں اور اس سال تحقیقاتی کام کا آغاز کر دیا گیا ہے یہ شعبہ جدید تحقیق کے اقدامات کو مدنظر رکھتے ہوئے آئندہ سال 3000 پیکٹ سلک سیڈ تیار کرے گا جس سے ریشم کی سالانہ پیداوار 75000 کلوگرام ہو جائے گی۔

بہاولپور، بہاولنگر اور رحیم یار خان میں کتنے ایکڑ جنگلات لگایا گیا و دیگر تفصیلات

*1118: چودھری عبداللہ یوسف: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 2001 سے آج تک بہاولپور، بہاولنگر اور رحیم یار خان میں کتنے ایکڑ پر جنگل کہاں کہاں لگایا گیا ہے؟

(ب) ان جنگلوں میں اس عرصہ کے دوران کون کون سے درخت لگائے گئے اور ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

(ج) ان اضلاع میں ان جنگلوں کی نگرانی کے لئے تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، ولدیت اور موجودہ عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان ملازمین پر 2001 سے آج تک حکومت نے کتنی رقم کس کس مد پر خرچ کی؟

(ہ) اس عرصہ کے دوران حکومت نے ان جنگلات سے کتنی آمدنی حاصل کی ہے اور کس کس مد سے حاصل کی ہے؟

(و) اس عرصہ کے دوران جنگلات سے کتنی لکڑی کس کس قسم کی اور کس کس جگہ سے چوری ہوئی اور کتنے چور پکڑے گئے اور ان سے کتنا جرمانہ وصول ہوا؟

(ز) اس عرصہ میں کتنے سرکاری ملازمین لکڑی چوری کرتے ہوئے پکڑے گئے، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، موجودہ تعیناتی اور ان کے خلاف جو کارروائی کی گئی، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ڈویژن وائز تفصیل درج ذیل ہے:-

بہاولپور فارسٹ ڈویژن میں سال 2001 سے آج تک 252 ایکڑ رقبہ پر جنگل لگایا گیا ہے-

بہاولنگر فارسٹ ڈویژن میں کوئی پلانٹیشن نہ ہے-

لال سوہانرہ نیشنل پارک میں سال 2001 سے آج تک 660 ایکڑ رقبہ پر جنگل لگایا گیا ہے-

یہ جنگل لاڈم سر-1 اور لاڈم سر-11 کے علاقہ میں لگایا گیا ہے-

رحیم یار خان فارسٹ ڈویژن میں سال 2001 سے آج تک 1423.45 ایکڑ رقبہ پر جنگل لگایا گیا ہے- یہ جنگل عباسیہ ذخیرہ، قاسم والا ذخیرہ، ولہار ذخیرہ اور عباسیہ ون ویل ذخیرہ کے علاقہ میں لگایا گیا-

(ب) بہاولپور فارسٹ ڈویژن میں سال 2001 سے اب تک شیشم، کیکر اور سفیدہ وغیرہ کے درخت لگائے گئے ہیں- ان جنگلوں میں مبلغ-/5221717 روپے خرچ ہوئے ہیں-

بہاول نگر فارسٹ ڈویژن میں کوئی پلانٹیشن نہ ہے-

لال سوہانرہ نیشنل پارک میں سال 2001 سے اب تک شیشم، سمبل، سفیدہ اور کیکر وغیرہ کے درخت لگائے گئے ہیں-اس جنگل کے لگانے پر اب تک مبلغ-/3792000 روپے خرچ ہوئے ہیں-

رحیم یار خان فارسٹ ڈویژن میں سال 2001 سے اب تک شیشم، فراش، کیکر اور سفیدہ وغیرہ کے درخت لگائے گئے ہیں-ان جنگلوں میں مبلغ -/6791725روپے خرچ ہوئے ہیں-

(ج) بہاولپور فارسٹ ڈویژن میں جن اہلکاروں کی تعیناتی کی گئی ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(د) حکومت نے بہاولپور کے متعلقہ ملازمین پر تنخواہوں کی مد میں-/44053922روپے خرچ کئے ہیں- حکومت نے بہاولنگر کے متعلقہ ملازمین پر تنخواہوں کی مد میں -/1513726 روپے خرچ کئے ہیں-حکومت نے لال سوہانرہ نیشنل پارک کے متعلقہ ملازمین پر تنخواہوں کی مد میں-/10305557روپے خرچ کئے ہیں-

حکومت نے رحیم یار خان کے متعلقہ ملازمین پر تنخواہوں کی مد میں-/17220364 روپے خرچ کئے ہیں-

(ہ) سال 2001 سے آج تک کی ڈویژن وائز حاصل شدہ آمدنی کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام ڈویژن	ٹمبر	بالن	متفرق	میزان
بہاولپور	9271642روپے	12963758روپے	825686روپے	106509506روپے
لال سوہانرہ نیشنل پارک	83343579روپے	13593799روپے	21044037روپے	117981415روپے
رحیم یار خان	17880813روپے	34715252روپے	5566201روپے	58162266روپے

بہاولنگر فارسٹ ڈویژن نے عوضانہ / جرمانہ لکڑی چوری کی مد سے مبلغ-/750300 روپے ملزمان سے وصول کئے ہیں نیز بہاولنگر فارسٹ ڈویژن کے پاس صرف قدرتی (خودرو) ذخیرہ ہے-اس میں محکمانہ کٹائی نہ ہو سکتی ہے اور نہ ہی لکڑی فروخت ہو سکتی ہے-

ضلع راولپنڈی میں جنگلات کے رقبہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1394: جناب یاسر رضا ملک: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ جنگلات کا کل رقبہ کتنا اور کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنے رقبہ پر جنگل ہے اور کتنا غیر آباد ہے؟

(ج) کتنا رقبہ ناجائز قابضین کے پاس ہے ان کے نام و پتاجات اور رقبہ کی تفصیل بتائیں؟

(د) یکم جنوری 2006 سے آج تک راولپنڈی ضلع میں لکڑی چوری کے کتنے مقدمات درج ہوئے، جن کے خلاف درج ہوئے ان کے نام و پتاجات بتائیں؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع راولپنڈی میں زیر انتظام جنگلات کا کل رقبہ 148237 ایکڑ ہے جو کہ تحصیل مری، کوٹلی ستیاں کہوٹہ، گوجر خان، ٹیکسلا اور راولپنڈی کے علاقے میں ہے

(ب) 130646 ایکڑ رقبے پر جنگلات موجود ہیں جبکہ تقریباً 17591 ایکڑ خالی ہے

(ج) تفصیل رقبہ ضلع راولپنڈی ناجائز قابضین درج ذیل ہے

مری فاریسٹ ڈویژن کی حدود میں تقریباً 6436 کنال رقبہ پر تقریباً 1070 اشخاص ناجائز طور پر قابض ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

مری فاریسٹ ڈویژن

1	میونسپل فاریسٹ رینج	494 اشخاص	1560.0 کنال
2	لوئر ٹوپہ ڈویژن	233 اشخاص	971.0 کنال
3	گھوڑا گلی سب ڈویژن	197 اشخاص	1838-08 کنال
4	سہر بگلہ سب ڈویژن	91 اشخاص	253-04 کنال
5	تریٹ سب ڈویژن	55 اشخاص	1813-08 کنال
6	کل میزان	1070 اشخاص	6436-0 کنال

راولپنڈی حلقہ جنوبی فاریسٹ ڈویژن

ایک عدد پلاٹ رقبہ تقریباً 16 مرلے ہے اور ایک عدد سرکاری کوارٹر واقع بہارہ کہو شہر پر ناجائز قبضہ کیا گیا ہے یہ قبضہ عرصہ دراز پہلے کا ہے ملزمان کے خلاف ایف آئی آر نمبر 124 مورخہ 2008-5-9 کو تھانہ بہارہ کہو میں درج کرادی گئی ہے اور متعلقہ عدالت میں

کیس زیر سماعت ہے اور محکمہ ہذا اس جگہ کو خالی کرانے کے لئے بھرپور قانونی کوشش کر رہا ہے۔

(د) یکم جنوری 2006 سے لے کر 29-6-2008 تک لکڑی چوری کے 33 مقدمات محکمہ پولیس میں درج کروائے گئے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈی ایف او بہاولپور کے دفتر کے قریب سے گزرنے والی سڑک کھولنے کا مسئلہ

*1406: حاجی ذوالفقار علی: کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی ایف او بہاولپور کے دفتر کے قریب سے عرصہ دراز سے سڑک گزر رہی تھی، جس سے بہاولپور کے سینکڑوں لوگ مستفید ہو رہے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ راستہ بند کر دیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ راستہ کس بنا پر اور کس کے کہنے پر کس نے بند کیا ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ راستہ عوام کی سہولت کے لئے کھولنے اور راستہ بند کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) اس ضمن میں تحریر ہے کہ محکمہ جنگلات نے مذکورہ زمین 59-1958 میں پنجاب فاریسٹ سکول بہاولپور کے لئے خرید کی تھی جس کا رقبہ 148 کنال 7 مرلہ ہے۔ جس پر محکمہ جنگلات قابض و مالک ہے۔ فیض آباد کالونی اور دوسری پرائیویٹ کالونیاں 91-1990 میں وجود میں آئیں اور اس وقت سے اس میں رہائشی لوگ ناجائز اور غیر قانونی راستہ نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ 1993 میں ان لوگوں نے ناجائز طور پر راستہ نکالنے کی کوشش کی۔ جس پر ان کے خلاف ایک ایف آئی آر محکمہ جنگلات کی طرف سے تھانہ بغداد الجدید میں درج کروائی گئی تھی۔ یہی لوگ اس مسئلہ کو ریونیو کورٹ، سول اور سیشن کورٹ میں بھی لے گئے تھے۔ جہاں سے فیصلے ان کے خلاف ہو چکے ہیں اور

محکمہ کا مؤقف درست تسلیم کیا جاچکا ہے- موقع پر چار دیواری تعمیر شدہ ہے اور کسی راستہ کا وجود نہ ہے-

(ب) عدالتی فیصلے محکمہ جنگلات کے حق میں ہونے کے بعد سے یہ راستہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا تھا-

(ج) (الف) اور (ب) جز میں اس کا جواب درج ہے-

(د) درج بالا حقائق کی روشنی میں حکومتی مؤقف (محکمہ جنگلات پنجاب) واضح ہے لہذا کسی مزید کارروائی کی ضرورت نہ ہے-

جنگلات ایکٹ کے تحت جرمانوں کی تفصیلات

***1625: ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر جنگلات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پاکستان کے قیام پر جنگلات ایکٹ پاس کیا گیا اور لکڑی چوری کے جرمانے مقرر کئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 61 سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد لکڑی کی قیمت میں کئی گنا اضافہ ہوگیا ہے مگر ان جرمانوں میں کوئی ردوبدل نہیں کیا گیا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس قانون کو موجودہ حالات کے مطابق بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) درست ہے-

(ب) درست ہے کیونکہ محکمہ جنگلات حالات کے مطابق ان جرمانوں میں اضافہ کرتا رہا ہے-

(ج) حکومت پنجاب نے مذکورہ قانون میں جرمانے اور چوری روکنے کے حوالے سے ترمیمی ایکٹ مجریہ 2008 پنجاب اسمبلی کو پیش کر دیا ہے- جس کا مسودہ حتمی منظوری کے لئے محکمہ قانون کے پاس بھیج دیا گیا ہے اور امید واثق ہے کہ اگلے اجلاس تک یہ مسودہ مقننہ کی منظوری کے لئے پیش کر دیا جائے گا-

ملتان کے جنگلات کی تفصیلات

*1630: محترمہ نرگس پروین اعوان: کیا وزیر جنگلات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ جنگلات کا کتنا رقبہ کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنے رقبہ پر جنگل ہے اور کتنا رقبہ غیر آباد بنجر پڑا ہے؟

(ج) مالی سال 07-2006 اور 08-2007 کے دوران اس ضلع میں کتنی مالیت سے شجرکاری کی گئی اور کون کون سے درخت کس کس جگہ لگائے گئے؟

(د) مذکورہ عرصہ میں اس ضلع سے محکمہ ہذا کو کتنی آمدن کس کس مد سے ہوئی؟

(ہ) اس ضلع میں محکمہ ہذا کے کتنے دفاتر کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

وزیر جنگلات (ملک محمد اقبال چنڑ):

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ جنگلات کا کوئی رقبہ نہ ہے۔

(ب) چونکہ ضلع ملتان میں محکمہ جنگلات کا کوئی رقبہ ہی نہ ہے اس لئے کوئی رقبہ غیر آباد بنجر بھی نہ ہے۔

(ج) مالی سال 07-2006 کے دوران ضلع ملتان میں کوئی شجرکاری نہ ہوئی ہے جبکہ 08-2007 کے دوران مسٹر انور علی کے رقبہ چک نمبر 21/ایم آر، دنیاپور روڈ ملتان میں 25 ایکڑ رقبہ پر 18150 کیکر کے پودے لگائے گئے جن پر -/345000 روپے خرچ ہوئے۔

(د) مالی سال 07-2006 میں ضلع ملتان میں کوئی آمدن نہ ہوئی جبکہ مالی سال 08-2007 کے دوران مختلف اقسام کے پودہ جات کی نرسری کی فروخت سے مبلغ -/8000 روپے کی آمدن ہوئی۔

(ہ) ضلع ملتان میں ناظم اعلیٰ جنگلات جنوبی زون ملتان، ناظم جنگلات رابطہ سرکل ملتان، مہتمم جنگلات ملتان، نائب مہتمم جنگلات ملتان اور امین جنگلات شجاع آباد کے دفاتر فارسٹ کمپلیکس میں موجود ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر
صوبہ میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کی جانب سے ناقص اور مضر صحت اشیاء کی فروخت

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ عارفہ خالد!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرے پاس یہ Mountain Dew کی بوتل ہے جو مجھے کسی نے دی ہے، اس کے اندر ایک wrapper packed ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ اس وقت بہت سی franchise ہمارے ملک میں جال پھیلا کر کام کر رہی ہیں۔ ہمارے بچے اور ہمارے لوگ زیادہ تر franchise کی products اس لئے use کرتے ہیں کہ یہ reliable سمجھی جاتی ہیں۔ اگر ان کی یہ reliability ہے even کہ اگر یہ جعلی بوتل ہے تو اس کے اندر جو wrapper packed ہے میرے خیال میں یہ ہمارے لئے بے انتہا concern کا معاملہ ہے۔ کیا اس کو wash کئے بغیر pack کیا گیا ہے؟ اس کی کیا reason ہے کہ اتنا بڑا wrapper اس کے اندر کیسے رہ سکتا ہے؟ میری دوسری بات یہ تھی کہ اس کے بارے میں آپ ضروری ایکشن لیں بلکہ آپ کوئی ایسی کمیٹی بنائیں جو ان تمام franchise کا چونکہ ان کی کوئی transparency نہیں ہے ان کے بارے میں معائنہ کرے اور دیکھے کہ یہ لوگ اس طرح کا کام ہمارے ملک میں کیوں کرتے ہیں؟

جناب والا! developed countries میں یہ چیز نہیں ہو سکتی، یہ صرف under developed countries میں wrappers نکلتے ہیں۔ میں نے آج تک نہیں سنا کہ کسی دوسری جگہ پر اس طرح کے wrappers ان کے اندر سے نکلے ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس بوتل پر کوئی چیز نہیں لکھی گئی، نہ اس کی کوئی information دکانوں میں دی جاتی ہے کہ اس میں کیا Caffeine level ہے؟ کیونکہ Mountain Dew میں باقی cold drink کی نسبت بہت زیادہ Caffeine ہوتی ہے۔ ہمارے بچے اور ہمارے لوگ اس کو بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ آپ اس بوتل کو دیکھیں آپ کو دور ہی سے نظر آئے گا کہ: There is a toffee wrapper packed in it۔ یہ بڑے concern کی بات ہے کہ یہ franchise اس طرح کے کام ہمارے

ملک میں کر رہی ہیں۔ آپ جسے کہتے ہیں میں یہ بوتل اس کو دے دیتی ہوں اس پر آپ ضروری ایکشن لے لیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ کی بات follow نہیں کی۔ اس کے اندر کیا ہے؟

محترمہ عارفہ خالد: یہ wrapper concealed ہے لیکن there is something۔ یہ سپیکر صاحب کو دکھائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ اسی بات پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: نہیں، یہ بات نہیں ہے۔ میں نے اپنی الگ بات کرنی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: انہوں نے جو بوتل دکھائی ہے میری بھی پسندیدہ ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ جو چھوٹی چھوٹی فیکٹریاں گھروں میں لگی ہوئی ہیں may be possible کسی نے گھر میں یہ جعلی پیکنگ کی ہو اور اس کو بنا کر مارکیٹ میں لے آیا ہو۔ اتنی بڑی کمپنی ایسے نہیں کر سکتی اور میرا خیال ہے کہ میں بھی یہ بوتل پیتی ہوں، آئندہ سے میں بھی پرہیز کروں گی لیکن اس پر غور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: یہ Dew والوں نے کوئی انعامی سکیم شروع کی ہو گی، شاید یہ کوپن ہو؟ اسے پہلے چیک کر لیں اگر یہ کوپن ہو تو دیکھیں! کہیں عمرے کا ٹکٹ نہ نکل آئے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: اگر یہ جعلی بوتل بھی ہے تو جب اتنی بڑی franchise یہاں پر آتی ہیں تو وہ اس کی care کے لئے کیا کرتی ہیں؟ NGOs کا word بھی ہم یہاں پر use کرتے ہیں اور franchise کا بھی کرتے ہیں تو ان کی transparency کیا ہے؟ بوتل میں ریپر آنا یہ چھوٹی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ نے یہاں پر بڑا important point raise کیا ہے اور میرے خیال میں فوڈ منسٹر یہاں پر موجود ہیں اور جو Punjab Pure Food Ordinance ہے---

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!---

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جی۔ اس سلسلے میں آپ ان سے مل لیجئے گا اور بیٹھ کر اس پر بات کریں اور اگر اس پر کوئی چیز یا کمیٹی بنانی پڑے تو آپ inform کریں۔ پھر اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بڑا معزز ایوان ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے میں جتنے بھی اور institutions ہیں اُن سب میں سے یہ ایوان معزز ہے۔ اس کے کچھ rules ہیں اور کچھ روایات ہیں تو یہ محترمہ جو ہاؤس میں یہ بوتل لے کر آئی ہیں اور یہ انہوں نے آپ کو پیش کی ہے تو کیا یہ rules کے مطابق ہے؟ کیا اس طرح کے معاملات چیئر پر اس طرح سے نوٹس میں لائے جا سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! اس میں already precedents موجود ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ جو عوامی نمائندے ہیں ان کا حق ہے کہ اگر وہ کوئی چیز دیکھتے ہیں اور اگر وہ دیکھتے ہیں کہ اس کے اندر cover نہیں ہو رہا تو اس ہاؤس پر بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس کو watch کرے اور watch کر کے اگر کہیں پر کوئی چیز نکلتی ہے تو House as a custodian of the میں بالکل یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے پنجاب کے عوام کی صحت کا خیال رکھنا ہے اور اگر اس طرح کی کوئی چیز سامنے آتی ہے تو we have to look into it.

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ابھی آپ نے میرے ذمہ یہ کام لگایا ہے، گو یہ فوڈ سے related نہیں ہے یہ industrial department سے related ہے لیکن چونکہ آپ نے ہاؤس میں میری ڈیوٹی لگائی ہے تو انشاء اللہ میں اس پر پوری انکوائری کر کے آپ کو رپورٹ پیش کروں گا۔ Thank you sir

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے اس کی رپورٹ اس ہاؤس کے اندر پیش کرنی ہے۔ شکریہ

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! ہمارے چھوٹے بڑے شہروں میں یہ beverage فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں اور وہ چھوٹی مشینیں لگا کر اپنی دو نمبر بلکہ چار نمبر بوتلیں تیار کر رہے ہیں تو اس کے ساتھ اس کو بھی شامل کر لیا جائے کہ ان پر بھی پابندی لگائی جائے اور جو کمپنیاں

pure food تیار کرتی ہیں، beverage تیار کرتی ہیں صرف ان کو permission ہو۔ جو دو نمبر مال تیار کر رہی ہیں اس پر فوری طور پر پابندی لگائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ میں نے already refer کر دیا ہے اور آپ فوڈ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس پر بات کر لیں۔ جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! یہ جو آپ نے briefing دی ہے کہ اس معزز ایوان میں بوتل پیش کرنا مناسب ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ہم اس طرح کے events کو ایک out of turn call attention notice کی طرح treat کریں یا suo moto action کی طرح لیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑا important matter ہے جس کی یہاں پر نشاندہی ہوئی ہے۔ آج کل جو بیماریاں ہیں اگر آپ surveys پڑھیں تو جو adulteration ہے، this is the major cause. جو عوام کی صحت اور عوام کی بیماریوں کی وجہ بن رہی ہے and frankly speaking کہ اس طرح کی جو ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں جو بہت زیادہ profit لے رہی ہیں اور اگر وہ کوالٹی maintain نہیں کریں گی تو پھر کون کرے گا؟ اس پر آپ دیکھیں گے، میں تو سمجھتا ہوں کہ جو چیز ہاؤس کے سامنے point out کی گئی ہے don't make it a habit but the thing is کہ ایک چیز سامنے آئی ہے اس پر ہم نے ایکشن لینا ہے۔ that's it. جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! مجھے نہایت ہی حیرانگی ہو رہی ہے کہ جو محترمہ نے پوائنٹ آف آرڈر لیا ہے اور اس پر انہوں نے نشاندہی کی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ہاؤس کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے کہ جو یہاں ملاوٹ ہے، ادویات میں ہو، کھانے پینے کی چیزوں میں ہو، اگر کسی بھی دوست کے نوٹس میں کوئی بات آتی ہے اگر وہ اس فورم پر point out نہیں کر سکتا یا نہیں کرتا تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ سب سے بڑی بد دیانتی کرتا ہے اور آپ نے جو حکم صادر فرمایا ہے، آپ نے بھی اس کا صحیح نوٹس لیا ہے اور آپ نے جو as a custodian of the House اس کا نوٹس لیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے پورے ٹیسٹ کرا کے، اس کی پوری چھان بین کرا کے اس کی رپورٹ ہاؤس کے سامنے پیش کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے بڑی ذمہ داری ہے اور اگر اس کو کوئی rules and procedure میں لے کر جاتا ہے یا کسی اور جگہ پر لے کر جانا

چاہیے تو پھر بھی زیادتی ہے تو میری یہ تمام دوستوں سے اپیل ہے کہ ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ اس صوبے کی عوام کو، اس میں جو بھی کھانے پینے کی چیزیں ہیں، ادویات ہیں اس میں ملاوٹ ہمیں روکنی چاہیئے اور ان کو نہیں کرنے دینا چاہیئے اور ان کو پینے کا پانی اور کھانے پینے کی چیزیں صاف ملنی چاہیئں۔ یہ گورنمنٹ کی بھی ذمہ داری ہے اور اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران جو جس طرف بھی بیٹھے ہیں ان کی ذمہ داری ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے منسٹر صاحب بات کر لیں۔ پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں بڑی مختصر سی بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر!۔۔۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ہمارے علاقے میں پینے کا صاف پانی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ جو آپ کے اپنے matters ہیں اس کے لئے ایک کمیٹی ہے۔ آپ سپیکر چیمبر میں آکر بات کر لیں۔ پلیز بیٹھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں اور جو معزز دوستوں نے بات کی ہے ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس بات پر تو کوئی اعتراض نہیں کر سکتا اور اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہو سکتی کہ یہاں پر کسی بھی معاملے کی نشاندہی کرنا معزز ممبران کا حق ہے بلکہ حق سے زیادہ میں کہوں گا کہ ان کی ذمہ داری ہے لیکن اس کے لئے ایک طریق کار ہوتا ہے، اس کے لئے ہماری روایات ہیں، اس کے لئے rules کے علاوہ بھی کچھ روایات ہیں۔ اب یہاں پر کوئی چیز لانا، اس کو پیش کرنا، اب کل کو کوئی اپوزیشن ممبر آٹے کی بوری اُٹھا کر لے آئے گا کہ اس میں کیڑے چل رہے ہیں یا کوئی پانی کا ٹینک اٹھا کر لے آئے گا تو پھر ان کو کس طرح سے روکا جائے گا؟ وہ کہیں گے کہ اگر بوتل اندر آ سکتی ہے تو یہ آٹے کی بوری بھی آ سکتی ہے تو میرے کہنے کا مقصد صرف یہی ہے کہ واقعی یہ جو کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ ہے یہ اس وقت ہمارے صوبے کا سب سے بڑا مسئلہ ہے، اس کے اوپر میں سمجھتا ہوں کہ بے شک ایک دن مختص کیا جائے اور اس کے اوپر یہ معزز ممبر discussion کریں، معزز ہاؤس بات کرے، اس کے بعد consensus

کے ساتھ اس کا جو بھی طریق کار سامنے آئے اس چیز کو روکنا چاہئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کے اندر جو طریق کار ہے اس کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل صحیح بات ہے۔ جی، نوانی صاحب! آپ بات کریں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ اس ہاؤس کی پچھلے بیس، تیس سال کی کارروائی دیکھ لیں اور اس میں اس ہاؤس کی tradition دیکھ لیں، اس کی روایات دیکھ لیں۔ جب بھی کوئی ایمرجنسی یا urgent کام ہوتا ہے اس کو پوائنٹ آف آرڈر پر raise کر کے اس پر چیئر decision بھی دیتی رہی ہے اور اس پر decision بھی ہوتے رہے ہیں۔ اس میں اگر اس بوتل کو rules and procedure میں لے کر جایا جائے تو اتنی دیر میں تو یہ بوتل ویسے ہی ٹوٹ جائے گی تو محترمہ نے جو طریق کار اپنایا اس کا یہی طریق کار ہے کہ ایک بوتل ہے، جس میں خدشہ ہے کہ اس کے اندر کوئی چیز ہے تو اس کو protect کرنے کے لئے محترمہ کو دو دن لگ جائیں گے۔ وہ کہاں اس کو protect کریں؟ تحریک التوائے کار میں لے کر آئیں، کس چیز میں لے کر آئیں؟ اس کا ذریعہ ہی یہ ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر اسی لئے رکھا گیا ہے کہ جو important issues ہوں وہ before the Chair رکھے جائیں اور اس پر decision ہوں اور یہی طریق کار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مہربانی۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتی ہوں کہ معزز ممبران اتنے responsible ہیں اور اتنی عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں کہ میرا انہیں خیال کہ وہ کوئی اگر بوتل لے آتے ہیں یا کوئی آٹا کا توڑا اٹھا لاتے ہیں تو وہ عوام کی فلاح و بہبود، ان کی نمائندگی اور ان اشیاء کی خرابی کی نشاندہی کے لئے لے کر آتے ہیں، اس لئے میں نہیں سمجھتی کہ اس میں کوئی مضحکہ ہے اور وہ کوئی غیر ذمہ داری والی ایسی حرکت کریں گے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ جب ہم اسمبلی میں آتے ہیں تو اجلاس کا ایجنڈا کم از کم 24 گھنٹے پہلے ہمیں deliver کر دیا جائے، ہمیں کچھ پتا نہیں ہوتا کہ کل کیا آنا ہے اور اس کے حوالے سے ہماری کوئی تیاری بھی نہیں ہو پاتی۔ یہ آپ سے بہت important مطالبہ ہے کہ اسے 24 گھنٹے سے پہلے تک کے time frame میں ہمیں پہنچایا جائے۔

جناب سپیکر! ایک اور اہم بات جو میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں، duerespect وہ یہ ہے کہ وقفہ سوالات صرف ایک گھنٹہ کا ہے اور جو سوالات ہیں وہ بے تحاشا ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ سوالات اتنے ہی شامل کئے جائیں اور کم از کم اس کا ٹائم دو گھنٹے کا کیا جائے، اس طرح نہ صرف ان کے جوابات ہی ناکافی ہوتے ہیں بلکہ جب سوال جواب ہو رہے ہوتے ہیں تو مختلف تجاویز آ رہی ہوتی ہیں، اس وجہ سے بہت سی چیزیں سب کے knowledge میں آ جاتی ہیں تو بہت important business day ہے اور اگر وقت ہے تو اس کے ٹائم فریم کے لئے براہ مہربانی اس میں قانون سازی کر کے amendment کی جائے اور اگر اس کا ٹائم بڑھا دیا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت بہتر ہوگا۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! معزز ممبران اس پر مزید بات کر رہے ہیں، یہ ان کا حق ہے، یہ بات کریں لیکن ایک بات طے ہو چکی ہے۔ میرا خیال ہے اس issue کو اب چھوڑیں، انشاءاللہ اسی session میں اس کی رپورٹ پیش کی جائے گی کہ اس میں کوئی problem نہیں ہوگا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میں یہی بات کرنا چاہتا ہوں۔ شیخ صاحب please میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جس طرح آمنہ الفت صاحبہ نے کہا ہے کہ بوتل یا آٹے کا تھیلہ لے آنا ان کا حق ہے لیکن آپ کو معلوم ہے کہ ملک کے حالات کیسے ہیں، آٹے کے تھیلے میں بم بھی آ سکتا ہے، پہلے جگہ کم ہے ہمیں اس نے مروانا ہے۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس کے اندر یہ ایک بڑا important point raise کیا گیا تھا اور دوسری بات یہ ہے کہ ساجدہ میر صاحبہ مجھے اپنے ممبران پر پورا اعتماد ہے کہ پوری ذمہ داری سے جو کچھ بھی اس ہاؤس میں لائیں گے ان کو سب کو سمجھ ہے کہ وہ کیا لے کر آئیں گے۔

محترمہ یاسمین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں! آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ یاسمین خان: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ یہ محترمہ عارفہ بی بی نے جو ابھی پیش کیا ہے نہ صرف یہ کہ ہماری cold drinking میں ملاوٹ ہو رہی ہے بلکہ ہر چیز میں ہی ملاوٹ ہو رہی ہے، میری speech مختصر ہے میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گی اور لاء منسٹر صاحب کے ساتھ میں اتفاق کرتی ہوں کہ ہر چیز میں ہی ملاوٹ ہے اور اس کو سختی سے چیک کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب میرا خیال ہے یہ matter resolve ہو چکا ہوا ہے۔ منسٹر صاحب کمیٹی کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کریں گے۔ جی، شیخ علاء الدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان اور آپ کے علم میں ایک معاملہ لے کر آؤں کہ پچھلے session میں، میں نے حج کوٹا کی بات کی تھی، میں شکر گزار ہوں اپنے ان بھائیوں کا کہ جنہوں نے اس بڑے صحیح issue پر میرا ساتھ دیا تھا اور finally یہ ہوا کہ ایک کمیٹی مقرر کی گئی کہ فیڈرل گورنمنٹ سے بات کی جائے۔ میں یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں، میرا اس میں کوئی ذاتی مسئلہ نہیں تھا، یہ ہر MPA کی شناخت کا مسئلہ تھا اور ہے اور یہاں پر سب لوگوں کو اور آپ کو سن کر حیرانگی ہوگی کہ اس کمیٹی کا کوئی اجلاس نہیں بلایا گیا اور مزید حیرانگی یہ ہوگی کہ private Haj operators کو بے شمار extensions دی گئیں کیونکہ انہیں چار لاکھ اور ساڑھے تین لاکھ میں حاجی نہیں مل رہے تھے۔ جب انہیں حاجی نہیں ملے تو انہوں نے اخبارات میں add دینے شروع کئے اور ان کا ریٹ گر کر ایک لاکھ 40 ہزار روپے پر آگیا جس سے میرے اس مؤقف کی تائید ہو گئی کہ پہلی بات کہ دو دولاکھ روپے میں حاجی کو لوٹا جا رہا ہے۔

دوسری بات کہ جس وقت 80 ہزار حاجیوں کو سرکاری طور پر اور 80 ہزار کو حج آپریٹر کے ذریعے بھیجا جا رہا ہے تو آج بھی یہ انتہائی شرم کا مقام ہے کہ 25 ہزار روپے میں منسٹری آف حج کے نزدیک ایک food street ہے وہاں پر فارم available ہیں تو جب ان کو فارم available ہیں اور آج بھی لوگ جا سکتے ہیں تو کیا ایک ایم پی اے کو اس کا کوٹا نہیں دیا جا سکتا تھا کہ وہ اپنے حلقے کے لوگوں کو حج پر بھیج سکتا؟ پھر پیسے دے کر جانا تھا کوئی مفت نہیں لے جانا تھا۔ میں صرف یہ اس لئے کہنا چاہ رہا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملہ کو انا کا مسئلہ بنا لیا گیا، MNAs اور Senators کو کوٹا دیا گیا، MPAs کو کوٹا نہیں دیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ہمیں احتجاج کرنا چاہئے اور آج بھی جو drop out ہے، drop out اس کو کہتے ہیں جو لوگ کسی

وجہ سے حج پر نہیں جا سکتے۔ ہمیں drop out میں بھی کوئی کوٹا نہیں دیا جا رہا حالانکہ drop out میں بھی بہت سے لوگوں کی adjustment ہو رہی ہے تو میں اپنے سب معزز بھائیوں سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اپنی acknowledgement کی بھی کوئی بات کرنی چاہئے، آخر یہ اسمبلی پارلیمنٹ کا حصہ ہے اور اگر ہمیں حج کوٹا میں بھی حصہ نہیں دیا جا رہا تو اور پھر ہمیں کیا سمجھا جاتا ہے؟ یہ انتہائی اہم issue ہے میں آپ کے علم میں لا رہا ہوں کہ آپ نے کمیٹی مقرر کی تھی تو اس کی کوئی meeting تو ہوتی لیکن اس کی کوئی meeting ہی نہیں بلائی گئی اور جب اس کی meeting ہی نہیں ہوئی تو میرا آپ سے اور اس معزز ایوان کے سامنے یہی سوال ہے کہ private Haj operators کو extensions کیوں دی گئیں؟

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں شیخ صاحب کی بات کی تائید کرتے ہوئے ان کی بات کو آگے بڑھاؤں گا کہ یہ ہاؤس کی عزت کا مسئلہ تھا اور آپ کی ruling بھی تھی۔ ہمارے مذہبی امور کے منسٹر اور جو کمیٹی تھی میرے خیال میں انہوں نے اس میں کوئی دلچسپی نہیں لی اور اس میں، میں ایک بات یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جو کچھ حاجیوں کے ساتھ ہو رہا ہے یا جو کچھ کوٹے میں اس دفعہ ہوا ہے اور سعودی گورنمنٹ کے جو اس پر بیانات آئے ہیں یا ان کی جو reservation ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے اور جو کچھ اس کوٹے میں جیسی قینچی چلی، ہمارے حاجی جس طرح رسوا ہو رہے ہیں اس مقدس فریضہ کو جو انسان اور مسلمان کی زندگی کی آخری آرزو ہوتی ہے اس کو پاکستان میں اتنا رسوا کیا گیا ہے۔ وزارت مذہبی امور کی طرف سے جو حاجیوں کو CDs دی گئی ہیں اور جن CDs میں لبیک اللھم لبیک تھا اس کے آخر میں ایشوریہ رائے کے dances بھی اسی CDs میں تھے۔ یہ بات آپ کے سامنے آئی ہے اور آپ کے علم میں بھی ہو گی تو یہ ہمارے لئے کتنے شرم کی بات ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر انڈیا میں چلے جائیں وہاں انہوں نے مسلمان حاجیوں کے لئے سبسڈی دی ہے اور یہ مسلمانوں کا ملک ہے اور جو ایک قومی نظریہ پر بننے والا ملک ہے، جس کی اساس اور جس کی بنیاد اسلام پر تھی، اس ملک کے حاجی کے ساتھ کیا ہو رہا ہے تو اس پر بھی تھوڑی سی نظر کی جائے۔ شکریہ

رانا محمد ارشد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وفاق میں ہماری صوبائی اسمبلی کی کوئی حیثیت نہیں ہے تو ہمیں اس بارے میں بھی clear کیا جائے۔ وہ کوئی بھی کام

ایم پی ایز کے بغیر نہیں کر سکتے۔ جب اس floor پر ایک فیصلہ ہوا تھا اور ایک کمیٹی بنی تھی تو اب اس کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے کہ اس کمیٹی نے ہمارے behalf پر کیا میٹنگ کی اور ان کو اس بارے میں کیا comments ملے اور اب اس کا کیا status ہے؟ جہاں تک حاجیوں کے ساتھ ناروا سلوک کی بات ہوئی ہے میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حاجیوں کے پاسپورٹ مکمل نہیں ہو رہے اور پی آئی اے کا بھی مسئلہ ہے۔ بطور مسلمان اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے گھر جانا چاہتا ہے تو یہ اس کا مذہبی معاملہ ہے اس میں کوئی سیاسی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! پلیز، تشریف رکھیں۔ آپ کی بات بالکل درست ہے کہ اس کے لئے راجہ ریاض صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی form کی گئی تھی اور انھوں نے کہا تھا کہ میں وفاقی حکومت سے بات کر کے بتاؤں گا۔ چونکہ وہ آج ہاؤس میں موجود نہیں ہیں لہذا راجہ صاحب جمعرات کو کمیٹی کی تجاویز ایوان میں پیش کریں۔ جہاں تک ممبران صوبائی اسمبلی کی بات ہے ان کا حق بھی اتنا ہی ہے جتنا ممبران قومی اسمبلی کا ہے لہذا کوٹے کے حوالے سے بھی تجاویز تیار کر کے اور وفاقی حکومت سے بات کر کے جمعرات کو ایوان میں پیش کریں۔ جب راجہ صاحب اس بارے میں کمیٹی کی رپورٹ پیش کریں گے تو پھر ہم اگلی بات کریں گے۔ بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! چونکہ معزز ممبران سن رہے ہیں اس لئے میں صرف ایک بات add کر کے ان کو food for thought دینا چاہتا ہوں اور جب پرسوں اس پر بات ہو گی تو میں اپنی گزارشات کروں گا۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حج صوبائی معاملہ ہے اور اسے صوبوں کو دے دیا جائے۔ ہم ان سے بہت بہتر manage کر سکتے ہیں۔ الحمد للہ میں گارنٹی دیتا ہوں کہ میں پنجاب کے حاجیوں کو ان سے بہت بہتر manage کر سکتا ہوں۔ ہم نے پرسوں اس point پر بات کرنی ہے کہ پنجاب کی حد تک حج معاملات حکومت پنجاب کے حوالے کر دیئے جائیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر! میں ایک بہت اہم مسئلے کی طرف جناب کی توجہ چاہتا ہوں۔ میرے حلقہ پی پی۔145 میں چار پانچ سالوں سے صحافی کالونی بن رہی ہے۔ بد قسمتی سے تین چار ماہ سے دو آدمیوں کو اس کا ڈائریکٹر بنایا گیا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ بیوروکریسی اس معاملے کو settle نہیں کرنا چاہتی اور ابھی تک اس معاملے پر کوئی proper meeting call نہیں ہو سکی تاکہ صحافی کالونی کا مسئلہ حل کیا جا سکے اور صحافیوں کو ان کا حق دیا جا سکے۔ یہ کالونی جیسے

ہماری حکومت آنے سے پہلے تھی اب بھی اسی حالت میں ہے- لہذا میری humble submission ہے کہ بیوروکریسی اس معاملے میں جو create problems کر رہی ہے اس پر proper action لیا جائے تاکہ ہم انھیں ان کے حقوق دلا سکیں۔

جناب سپیکر! میرے علاقے میں دوسرا مسئلہ pollution کا ہے، وہاں پر موجود فیکٹریاں ٹائر جلاتی ہیں-ابھی میری ایک بہن نے اس معزز ایوان میں بوتل کا مسئلہ اٹھایا ہے یہ تو دیکھ کر ہی پتا چلتا ہے کہ وہ گندی ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: نوید انجم صاحب! آپ کے علاقے کے مسائل کے حل کے لئے rules of procedure میں ایک طریق کار موجود ہے-

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ پورے لاہور کا مسئلہ ہے-وہ لوگ فیکٹریوں میں ٹائر جلاتے ہیں اس لئے وہاں کے رہائشی ٹائروں کے دھوئیں کی حالت میں آلودہ سانس لے رہے ہیں-لہذا استدعا ہے کہ اس کے تدارک کے لئے Environmental Court کو direction دی جائے چونکہ وہ فیکٹریاں گیس اور بجلی استعمال کرنے کی بجائے ٹائر استعمال کر رہی ہیں اور معزز وزیر صاحب سے بھی کہا جائے کہ وہاں یہ practice بند کرائی جائے-

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس سلسلے میں متعلقہ منسٹر صاحب سے مل کر ساری بات انھیں بتائیں تو انشاء اللہ اس کا حل نکلے گا۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں-سب سے پہلی تحریک استحقاق نمبر 13 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی طرف سے ہے-یہ 2008-8-19 کو پیش ہوئی تھی اور اس اجلاس کے لئے pending ہوئی تھی- سردار خالد سلیم بھٹی صاحب تشریف نہیں رکھتے لیکن یہ ایسا issue ہے کہ پہلے بھی یہ تحریک استحقاق دو دفعہ pending ہو چکی ہے لہذا اسے کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے-اگلی تحریک استحقاق نمبر 24 لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان کی طرف سے ہے، یہ بھی 2008-9-5 کو move ہوئی تھی اور اس اجلاس کے لئے pending ہوئی تھی-اس کا جواب آنا تھا۔

سی۔پی۔او راولپنڈی کا اڈیالہ جیل میں عمر قید کے مجرموں کو اپنے حقیقی بھائی کی نماز جنازہ میں شرکت کی اجازت نہ دینا

(۔۔۔جاری)

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں نے لاء منسٹر صاحب کے پاس سے وہ جواب پڑھا ہے That is not a satisfactory answer اس نے stereotype جواب دے دیا ہے۔ میرا point of view یہ تھا کہ government is the DCO جب ڈی سی او نے ایک permission دے دی ہے تو پھر CPO کو ان قیدیوں کو روکنے کا کوئی حق نہیں بنتا تھا۔ میں دوسری یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب ڈی سی او نے تین گھنٹے لگانے کے بعد اس کی permission دے دی تو درمیان میں گارڈ کا مسئلہ تھا I spoke to CPO and he had provided the guard لیکن جب وہ قیدی تین چار کلومیٹر سفر کر کے آئے and suddenly they came dangerous مجھے معلوم نہیں کہ CPO کو کس نے approach کیا۔ یہی قیدی پہلے بھی تین چار بار اپنے بچوں کی شادیوں پر parole پر جا چکے تھے اور ایک بار وہ پانچ دن بھی گھر پر رہے ہیں۔ اس دن ان کے بڑے بھائی کا جنازہ تھا and this basic right had been denied میری استدعا ہے کہ آپ مہربانی کر کے یہ تحریک کمیٹی کے حوالے کریں تاکہ CPO صاحب یہاں پر آئیں and he should explain his position why he has done it?

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو اپنی تحریک استحقاق پیش کی ہے اس کا operative portion اس طرح سے ہے کہ:

> The CPO Rawalpindi has not only denied a basic human right to the prisoners to attend Namaz-e-Jinaza of their real brother.

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ کسی بھی prisoner کے لئے چاہے اس کا offence heinous ہو یا نہ بھی ہو basic right نہیں بنتا کہ اسے نماز جنازہ یا for any purpose اجازت دی جائے۔ پھر معزز ممبر نے فرمایا کہ CPO نے کوئی ایسا کردار ادا کیا ہے کہ ان

قیدیوں کو نماز جنازہ میں شرکت کی اجازت ہونے کے باوجود نہیں آنے دیا۔اس میں حقائق بالکل برعکس ہیں۔ان ملزمان نے بازار میں فائرنگ کرکے تین آدمیوں کو قتل کیااور ان کا صرف یہ جرم تھاکہ وہ ایک کیس میں ان کے خلاف گواہی دینے کے لئے پیش ہوئے تھے۔انھوں نے صرف اتنے رنج کی بنا پر ان لوگوں کو بھرے بازار میں فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔اس کے بعد مقدمہ چلا اور ان کو different سزائیں ہوئیں۔ جن لوگوں کا ذکر ہے غالباًان کو عمر قید کی سزا ہوئی تھی۔جب DCO نے allow کر دیا کہ یہ نماز جنازہ میں آ جائیں تو سپرنٹنڈنٹ جیل نے ان ملزموں کے متعلق لکھا کہ:

> They are highly dangerous convicted persons required to be release on temporary parole today. The safety and security of the petitioners will be entire responsibility of the Police. The undersigned will not be responsible for any mishap escape. The petitioners in question are dangerous and their escape from escort or from the out side the jail can not be ruled out.

جب DCO نے ان کو allow کر دیا تواس کے بعد سپرنٹنڈنٹ جیل نے یہ لیٹر لکھا۔سپرنٹنڈنٹ جیل کے اس خط کے بعد ڈی سی او نے اپنا آرڈر واپس لے لیااور لیٹر لکھا جو ساتھ لگا ہوا ہے انھوں نے کہا ہے کہ:

> The permission granted vide this office order so and so dated so and so to convicts prisoners Abdul Qayum and Haji Muhammad Yaqoob is hereby cancelled.

جناب سپیکر!اس میں CPO کا کوئی کردار نہیں ہے، DCO نے ان کو allow کیا تھا،اس کے بعد سپرنٹنڈنٹ جیل نے اس permission کی مخالفت کی بلکہ اس نے یہ کہا کہ اگر کل کو کوئی mishap ہوتا ہے تو میں ذمہ دار نہیں ہوں پھر لازمی بات ہے کہ اس پر پولیس بھی تھوڑا conscious ہوئی ہوگی اور ڈی سی او صاحب نے ہی وہ recall order کر لیا۔لہذا میں سمجھتا ہوں

کہ اگر ان کا کوئی گلہ بنتا بھی ہے تو وہ سپرنٹنڈنٹ جیل یا ڈی سی او کے خلاف بنتا ہے لیکن CPO کے خلاف کوئی گلہ نہیں بنتا کیونکہ جس اتھارٹی نے آرڈر کیا تھا بعد میں اس نے اپنا وہ آرڈر withdraw کر لیا۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے نہیں پتا کہ کس rules کے تحت DCO کو powers ہیں کہ وہ کسی قیدی کو parole پر allow کرے۔ جو مجھے پتا ہے اس کے مطابق قیدی کو parole پر بھیجنے کی power ہوم سیکرٹری کی ہے۔ اگر کسی rules کو violate کیا گیا ہے پھر تو definitely کسی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا وزیر قانون thrash out کر لیں کہ کیا DCO کے پاس powers ہیں؟ اگر کوئی practice چل رہی ہے تو مجھے اس کا پتا نہیں لیکن rules میں DCO کی یہ powers نہیں ہیں۔ اگر rules and procedures میں کسی کو یہ powers ہیں کہ وہ کسی قیدی کو parole پر کسی جنازے یا شادی پر allow کر سکتا ہے تو وہ صرف ہوم سیکرٹری کو ہیں۔ لہذا اس کو بھی دیکھ لیا جائے کہ کوئی آدمی misuse of powers تو نہیں کر رہا؟

LT COL (RETD) MUHAMMAD SHABBIR AWAN: Sir! Law Minister should check up his record. I spoke to the Home Secretary and this power even today is with the D.C.O. He has designated this power to the D.C.O to allow prisoners on parole. And secondly, I fail to understand that why Law Minister is pleading the case of a C.P.O. My privilege has been breached. I have been insulted. I have been embarrassed there.

میرے سامنے وہ بات ہوئی ہے۔ لاء منسٹر صاحب تو یہاں پر بات کر رہے ہیں۔ وہاں میرے سامنے ڈی۔سی۔او نے جیل سپرنٹنڈنٹ سے بات کی ہے۔ I was sitting in his office. اور اس کے بعد یہ جو آج انھوں نے کہا ہے کہ ڈی۔سی۔او نے permission cancel کی ہے I have come to know today. اس سے پہلے مجھے کوئی پتا نہیں تھا۔ and look at the attitude of C.P.O. جب قیدی کچہری راولپنڈی، ڈسٹرکٹ کورٹس آپ نے دیکھی ہوں گی وہاں پر پہنچے تو اس کے بعد I spoke to him اور اس نے کہا کہ میں چیک کر کے آپ کو بتاتا

He switched off his mobile telephone. He has caused ہوں۔ insult of an MPA. کہ وہ آگے سے جواب دینے کی تکلیف گوارا نہیں کرتا کہ بھئی یہ ہوا ہے۔ دوسری بات میں آپ کو guarantee سے on oath کہتا ہوں کہ This fellow میں اسی گاؤں کا ہوں۔ He was politically motivated, implicated in 302. cross جہاں پر murders ہوئے ہیں اور was sitting 5minutes yards away firing پر ہوئے تھے۔ دوسرے ملزم چونکہ بااثر تھے اس لئے انھوں نے ان کے خلاف cross پرچہ نہیں ہونے دیا۔ This is may be irrelevant. لیکن زیادتی تو نہیں ہونی چاہئے۔ جب پہلے یہ تین چار بار parole پر جا چکے ہیں تو ابھی یہ suddenly dangerous کیسے ہو گئے؟

This is all politically motivated and I will request that C.P.O should come here and explain why he has done it and why he has embarrassed me in front of 4/5 people and I will also request Law Minister.

I would like to ask him کہ جب وہ C.P.O آئے گا تو آپ ان کے سامنے بیٹھیں three four questions. میری اس کے ساتھ کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے۔ اگر وہ میرے سوالات پر مجھے satisfy کرتا ہے تو I am satisfied میری اس کے ساتھ کوئی ایسی enmity نہیں ہے۔

Why should Law Minister plead his case? Thank you very much.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے اس میں بڑی وضاحت سے بات کی ہے اور مجھے سمجھ نہیں آئی کہ معزز ممبر کس طرح سے گلہ کر رہے ہیں؟ جس بات کا وہ گلہ کر رہے ہیں کہ C.P.O ان ملزموں کو لے کر نہیں آیا۔ C.P.O کے پاس تو کوئی اختیار نہیں ہے۔ اگر فرض کر لیں کہ D.C.O کے پاس اختیار تھا یا ہوم سیکرٹری نے اس کو delegate کیا ہوا تھا تو اس نے orders کئے کہ ان کو نماز جنازہ کے لئے لے آئیں۔ اس کے بعد اس کے پاس جیل سپرنٹنڈنٹ کی رپورٹ گئی۔ یہ اس کی discretion ہے یعنی وہ اس کو exercise کر بھی سکتا ہے، نہیں بھی کر سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ privilege ہو یا otherwise اس سے وہ right arise ہی نہیں ہوتا۔

اس نے اپنی discretion کو exercise کیا جب بعد میں تمام حالات سامنے آئے تو اس نے کہا کہ میں اس کو withdraw کرتا ہوں۔ اگر محترم کو اس بات کا گلہ ہے کہ اجازت دینے کے بعد ان کو نہیں لایا گیا تو پھر گلہ تو D.C.O کے خلاف بنتا ہے۔ اس میں C.P.O یا پولیس کا تو کوئی role نہیں ہے۔ میں تو ان facts کی بنیاد پر بات کر رہا ہوں جو آپ نے اپنی تحریک میں لکھے ہیں۔ دیکھیں، بات یہ ہے کہ ہمیں اپنے معاملات میں بھی fair ہونا چاہئے یعنی اس ہاؤس میں بیٹھ کر اگر ہم اپنے معاملات میں دوسروں کے ساتھ انصاف نہیں کریں گے تو پھر ہم کس طرح سے یہ ذمہ داری پوری کریں گے کہ ہم نے اس صوبے کے آٹھ کروڑ عوام کے ساتھ انصاف کرنا ہے۔ یہاں پر یہ ریکارڈ موجود ہے کہ یہ orders ڈی۔سی۔او نے کئے ہیں، یہ واپس بھی ڈی۔سی۔او نے لئے ہیں۔ جیل سپرنٹنڈنٹ کی رپورٹ ہے کہ یہ dangerous criminals ہیں اور ان کے خلاف تین لوگوں کو murder کرنے کا پرچہ تھا، پھر یہ عدالت سے گناہ گار ثابت ہوئے ہیں۔ ان کو life imprisonment ہوئی ہے۔ اگر یہ ریکارڈ نہ ہوتا اور میں کہتا کہ ٹھیک ہے ڈی۔سی۔او کا آرڈر legal تھا یا illegal، with discretion تھا یا without discretion اگر انھوں نے پاس کیا ہے تو سی۔پی۔او کو قطعی طور پر کوئی حق ہی نہیں پہنچتا کہ وہ اس پر عمل نہ کرتا لیکن یہاں پر تو معاملہ ہی اور ہے۔ اگر انھوں نے اس بات کو contest کرنا ہے کہ ڈی۔سی۔او نے جو آرڈرز کئے تھے وہ اس نے واپس کیوں لئے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اپنی اس تحریک کو amend کریں یا ایک نئی تحریک استحقاق لے آئیں اور وہ ڈی۔سی۔او یا جیل سپرنٹنڈنٹ کے خلاف لائیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! اگر مجھے اس وقت یہ معلوم ہو جاتا کہ D.C.O has cancelled his orders. تو معاملہ ہی ختم ہو جاتا۔ مجھے تو آج لاء منسٹر کے ذریعے سے معلوم ہو رہا ہے کہ That order had been cancelled. مجھے آج یہ معلوم ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اب آپ کو بتاؤں، جو میں نے پڑھا ہے اور وزیر قانون صاحب نے جو explanation دی ہے اس کے اندر C.P.O frankly کا تو مجھے کوئی قصور نظر نہیں آتا۔ مجھے تو ڈی۔پی۔او کا قصور نظر آتا ہے، ڈی۔سی۔او کا قصور نظر آتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جب آپ نے ایک آرڈر کر دیا تو you must have the courage کہ اس پر stand کریں تو میں اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کر دیتا ہوں۔ آپ وزیر قانون صاحب کو مل لیں۔ ممبران کی

عزت اور ممبران کو پوراaccommodateکرنا ہماری ذمہ داری ہے لیکن جو اس کے اندر بات آئی ہے اور جس طرح ان کاpoint of viewسامنے آیا ہے اس حوالے سے آپ وزیر قانون صاحب سے مل لیں۔ میں اس تحریک کو کل تک کے لئےpendingکرتا ہوں اور کل اس پر بات کر لیں گے۔

جناب عبدالوحید چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اس تحریک کو کل تک کے لئےpendingکر دیا ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! کیا وزیر قانون صاحب فرمائیں گے کہ یہ powers ڈی۔ سی۔ او کے پاس ہیں یا ہوم سیکرٹری کے پاس ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کل اس بارے میں فرما دیں گے۔ تشریف رکھیں۔ بہت شکریہ۔ اب اگلی تحریک استحقاق نمبر26، سردار شہزاد رسول خان جتوئی صاحب کی ہے۔ اس تحریک کو2008-9-5 کوmoveکیا گیا تھا اور یہ اس اجلاس تکpendingہوئی تھی۔ چونکہ ان کا اپناpersonal matter ہے اس لئے میں اس کو کل تک کے لئےpendingکر رہا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ توmoveہو چکی ہے، یہ اب ہاؤس کیpropertyہے۔ اس کا تو اب فیصلہ ہونا ہے۔ اس کے لئے concern mover کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میرا خیال ہے کہ .Let him be hereتاکہ وہ موجود ہوں اور پھر اس پر بات کی جائے۔ میں اس کوdispose ofنہیں کر رہا۔ یہ کل تک کے لئےpendingہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ایک معاملہ یہ بھی ہے کہ جب ممبران کیsatisfactionکے مطابق ان کی تحریک استحقاق پر کارروائی ہو جاتی ہے تو پھر وہ اس کو pursueنہیں کرتے۔ چونکہ یہ ذاتی معاملہ ہوتا ہے اس لئے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ان کو پتا نہ ہو کہ اس نے آجtake upہونا ہے۔ یہ جو پہلی تحریک آپ نےpendingکی ہے اس میں بھی mover میرے چیمبر میںsatisfyہو چکے ہیں۔ محترم شہزاد رسول خان جتوئی صاحب کی تحریک میں جو متعلقہ آفیسر ہیں، جن کے خلاف معزز رکن کو شکایت تھی ان کو وہاں سے ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے لیکن چونکہmoverکا اپناmatterہے تو میں چاہتا ہوں کہ وہ خودon the floor of the Houseآکر کہہ دیں کہ میں اس تحریک کوpress

نہیں کرنا چاہتا۔ اب اگلی تحریک استحقاق نمبر 27، ملک محمد جاوید اعوان صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ بھی 2008-9-5 کو move ہوئی تھی اور till this session pending ہوئی ہے۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ یہ بھی کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 29، چودھری عبداللہ یوسف صاحب، حاجی محمد قمر حیات کاٹھیا، ڈاکٹر سامیہ امجد اور محترمہ آمنہ الفت کی طرف سے ہے۔

میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹی ٹیوٹشنز کی رپورٹ برائے سال 2007 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ The Punjab Medical and Health Institutions Act,2003 Section 16(2) کی requirements کے مطابق مذکورہ ایکٹ کے تحت سالانہ رپورٹ اسمبلی میں پیش کرنا حکومت پر لازم ہے۔ متذکرہ رپورٹ اسمبلی میں برائے سال 2007 ابھی تک پیش نہیں کی گئی جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز ارکان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو چھ institutions ہیں ان میں پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹیٹیوٹ ہے، SIMS سروسز ہسپتال ہے۔ نشتر میڈیکل کالج ملتان ہے، راولپنڈی میڈیکل کالج، الائیڈ ہسپتال راولپنڈی ہے، شیخ زید میڈیکل کالج ہسپتال رحیم یار خان ہے اور پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور ہے۔ ان کی رپورٹیں پیش ہو چکی ہیں اور یہ چار institutions جن میں علامہ اقبال میڈیکل کالج، قائد اعظم میڈیکل کالج، فاطمہ جناح میڈیکل کالج اور ملتان انسٹیٹیوٹ آف

کارڈیالوجی ہیں۔ ان کی رپورٹیں printing process میں ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہفتے کے اندر پیش کر دی جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں بنیادی مقصد تو یہ ہے کہ ان کی رپورٹیں پیش ہونی چاہئیں۔ جب وزیر موصوف on the floor of the House یہ assurance دے رہے ہیں تو then this is disposed of. Thank you. اب اگلی تحریک استحقاق نمبر 30 ہے رائے فاروق عمر خان کھرل صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے disposed of۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 31 ہے جناب محمد محسن خان لغاری صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب والا! اس کو pending کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک استحقاق نمبر 32 ہے۔ چودھری محمد طارق گجر صاحب!

ایڈیشنل رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی گوجرانوالہ کیمپس کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

چودھری محمد طارق گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 24- ستمبر 2008 کو بوقت 11:00 بجے دن اپنے حلقے کے دو بچوں کے داخلے کے سلسلے میں جناب احمد علی چٹھہ، ایڈیشنل رجسٹرار، پنجاب یونیورسٹی گوجرانوالہ کیمپس گیا۔ میں نے اپنا تعارف کروایا اور ایڈیشنل رجسٹرار سے request کی کہ یہ بچے میرے حلقے کے ہیں۔ ان کو ایوننگ شفٹ کی بجائے صبح کی شفٹ میں ٹرانسفر کر دیا جائے کیونکہ یہ غریب گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، یہ ڈبل فیس afford نہیں کر سکتے۔ رجسٹرار صاحب نے فرمایا کہ سیٹیں ختم ہو گئی ہیں۔ میں نے دوبارہ اُن سے استدعا کی کہ جناب مہربانی فرمائیں، یہ میرے حلقے کے بچے ہیں۔ میں عوام کا نمائندہ ہوں، ان کی خدمت کرنا میرا فرض ہے۔ اس پر رجسٹرار صاحب نے فرمایا کہ آپ کو خدمت کرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو اپنی جیب میں سے ان کی فیس ادا کریں۔ میں نے دوبارہ استدعا کی کہ جناب کوئی راستہ نکالیں اور ان کو accommodate کریں۔ اس پر رجسٹرار صاحب آگ بگولہ

ہو گئے اور فرمانے لگے کہ آپ ایم پی اے ہوں گے تو گھر پر ہوں گے۔ آپ جیسے کئی ایم پی ایز، منسٹر آئے روز یہاں پر آتے ہیں۔ آپ ایک بات ذہن نشین کر لیں کہ ہمارے وائس چانسلر صاحب بڑے پاور فل آدمی ہیں۔ اُن کے اختیارات چیف منسٹر سے بھی زیادہ ہیں۔ وہ آپ جیسے ایم پی ایز کو کچھ نہیں سمجھتے۔ اس کے علاوہ ذو معنی الفاظ بیان کئے۔ رجسٹرار کے اس بیان سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس کو pending فرمالیں کیونکہ اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔ Let the answer come. Thank you۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 33، جناب اللہ وسایا صاحب کی ہے اور ان کی طرف سے گزارش کی گئی ہے کہ اس کو pending کیا جائے۔ اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 34 ہے۔ جناب شاہ رخ ملک صاحب!

ایک آواز: ابھی آجائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بنیادی طور پر مسئلہ یہ ہے کہ جن کی تحریک ہوتی ہے ان سب کو پتا ہوتا ہے کہ ہماری تحریک استحقاق ہے۔ اگر تو کسی کی طرف سے in writing آیا ہوتا ہے وہ تو ٹھیک ہے اب چونکہ معزز رکن موجود نہیں ہیں اس لئے اس کو disposed of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 35 ہے۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

پرنسپل کوئین میری کالج لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 20- ستمبر 2008 کو مفاد عامہ کے حوالے سے ایک ضروری کام کے سلسلہ میں،

میں نے ڈاکٹر نسرین پرنسپل کوئین میری کالج لاہور سے بات کرنا چاہی اور اپنے PA کے ذریعے پرنسپل صاحبہ کو ان کے دفتر میں فون کیا تو ان کے اعجاز نامی PA نے کہا کہ میڈم مصروف ہیں فی الحال ان سے بات نہیں ہو سکتی تاہم اس نے میرا فون نمبر نوٹ کر لیا اور کہا کہ فارغ ہونے پر میڈم سے ایم پی اے صاحبہ کی بات کروا دوں گا۔ مگر دوبارہ کال کرنے پر ان کے PA نے بتایا کہ میڈم کو آپ کا پیغام دیا تھا مگر انہوں نے مجھے فون ملانے کا نہیں کہا۔ اس کے بعد میں پھر مورخہ 22۔ستمبر 2008 کو پرنسپل صاحبہ کو ملنے کے لئے تقریباً 10:00 بجے دن کوئین میری کالج گئی اور اپنا وزیٹنگ کارڈ پرنسپل صاحبہ کے آفس میں بھجوایا تو مجھے تھوڑی دیر کے بعد جواب موصول ہوا کہ آپ تشریف رکھیں، میڈم راؤنڈ پر ہیں۔ میں نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد پوچھا کہ میڈم راؤنڈ سے فارغ ہوئی ہیں یا نہیں تو مجھے بتایا گیا کہ میڈم دفتر سے جا چکی ہیں، آپ پھر کسی دن تشریف لانا۔ میں پھر دوبارہ مورخہ 7۔اکتوبر 2008 کو پرنسپل صاحبہ کو ملنے کے لئے ان کے دفتر گئی مجھے پھر بتایا گیا کہ پرنسپل صاحبہ راؤنڈ پر ہیں آپ انتظار کریں میں نے تقریباً 2 گھنٹے انتظار کیا، بعد میں پرنسپل صاحبہ کے PA اعجاز سے پوچھا کہ میڈم راؤنڈ سے کب واپس آئیں گی؟ اس نے کہا کہ میں نے میڈم کو آپ کے آنے کی اطلاع دے دی ہے، آتی ہوں گی۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ پرنسپل صاحبہ چلی گئی ہیں اور میری ملاقات نہیں ہوئی۔ آج مورخہ 18۔اکتوبر 2008 کو میرے PA نے پرنسپل کے آفس فون کیا تو ان کے PA کے فون attend کرنے پر اسے بتایا گیا کہ محترمہ نگہت ناصر شیخ ایم پی اے نے پرنسپل صاحبہ سے ملنا ہے تو ان کے PA نے بتایا کہ میڈم راؤنڈ پر ہیں آپ ایم پی اے صاحبہ 15 منٹ تک آ جائیں میں میڈم کو بتا دوں گا اور ملاقات ہو جائے گی۔ میں جب مذکورہ وقت کے مطابق پرنسپل آفس پہنچی تو معلوم ہوا کہ پرنسپل صاحبہ چلی گئی ہیں جبکہ مذکورہ PA سے معلوم ہوا کہ اس نے پرنسپل صاحبہ کو میرے آنے کا بتا دیا تھا اور انہوں نے کہا کہ میرے پاس کسی ایم پی اے سے ملاقات کا وقت نہیں ہے۔ میں اس معزز ایوان کی ممبر ہوں اور مفاد عامہ کے سلسلے میں ایک ضروری اور اہم کام کے لئے پچھلے چند ہفتوں سے پرنسپل کوئین میری کالج سے ملاقات کرنا چاہ رہی ہوں لیکن وہ دانستہ طور پر ملنا نہیں چاہتی، میں نے انہیں فون کیا، وزیٹنگ کارڈ بھجوایا، خود ملنے کے لئے گئی لیکن اس نے کسی طور پر مثبت جواب نہ دیا۔ اس نے ایک عوامی نمائندے سے ملاقات کرنا تو درکنار بات کرنا بھی گوارا نہ کیا۔ پرنسپل مذکورہ کے بارے میں اس کے علاوہ بھی عوام کو بے شمار شکایات ہیں جو گاہے بگاہے قومی اخبارات میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ پرنسپل صاحبہ کے اس ناروا سلوک کے باعث میرا استحقاق مجروح

ہوا ہے۔ گزارش ہے کہ پرنسپل مذکورہ کے غیر اخلاقی رویہ کے خلاف فوری ایکشن لیا جائے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کسی بھی government functionary کا اس قسم کا جو attitude ہے وہ قطعی طور پر برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اس سلسلے میں سیکرٹری ہائر ایجوکیشن نے تھوڑا سا time مانگا ہے to resolve and answer the matter. اس لئے اس کو آپ دو دن کے لئے pending فرما دیں تو انشاء اللہ یا تو یہ معاملہ resolve ہو جائے گا یا پھر ہم اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک دو دن کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب تحریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے جو باقی رہ گئی ہیں وہ ساری carry forward کر جائیں گی۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک التوائے کار take up کی جاتی ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 545، جناب خلیل طاہر سندھو صاحب!

ایل ڈی اے کا واجبات وصول کرنے کے باوجود کرسچئن کمیونٹی کو حقوق ملکیت نہ دینا

جناب خلیل طاہر سندھو: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور نزد سائنس کالج کرسچئن کمیونٹی کے 24 گھرانے عرصہ دراز سے رہائش پذیر ہیں۔ حکومت نے کچی آبادی پالیسی کے تحت 1994 میں مذکورہ آبادی کو کچی آبادی ڈکلیئر کیا تو متعلقہ محکمہ ایل ڈی اے نے مذکورہ آبادی کے مکینوں کو فی گھرانہ 3 مرلہ کے پلاٹ الاٹ کرنے کے لیٹر جاری کئے۔ مذکورہ الاٹمنٹ لیٹر کے تحت محکمہ نے الاٹیز کو قیمت اراضی اور ترقیاتی چارجز

42,220روپے فی پلاٹ جمع کروانے کی ہدایت کی تو مذکورہ آبادی کے الاٹیز نے محکمہ کی ہدایت پر 1998 میں مطلوبہ رقوم محکمہ کے اکاؤنٹ میں بذریعہ چالان جمع کروادیئے۔ مذکورہ الاٹیز نے متعدد بار ایل ڈی اے کے افسران سے درخواست کی کہ ہم نے واجب الادا تمام رقوم محکمہ کے اکاؤنٹ میں جمع کروادی ہیں لہذا اب ہمیں مالکانہ اور قبضہ کے حقوق کے احکامات جاری فرمائے جائیں۔ مذکورہ محکمہ الاٹیز سے قیمت اراضی اور ترقیاتی چارجز وصول کرنے اور اپیل نمبر 06/23 پر سپریم کورٹ آف پاکستان کی واضح ہدایت کے باوجود مالکانہ اور قبضہ حقوق دینے میں لیت ولعل سے کام لے رہا ہے۔ مذکورہ محکمہ کی جانب سے تمام واجب الادا رقوم وصول کرنے کے باوجود الاٹیز کو مالکانہ حقوق نہ دینے کی وجہ سے علاقہ کے مکین حکومت کے خلاف سخت غم وغصہ اور شدید نفرت کا اظہار کر رہے ہیں اور سراپا احتجاج ہیں اور حکومت وقت سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ جب تک ہمیں مالکانہ حقوق نہیں دیئے جاتے احتجاج جاری رہے گا اور حکومت کو اپنا کیا ہوا وعدہ یاد دلاتے رہیں گے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر متعلقہ اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! یہ Christian Community کے 24 گھرانے ہیں جن کے proprietary rights کا معاملہ ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ بحث سے تو نہیں سلجھے گا اور نہ ہی اس کا کوئی حل سامنے آئے گا۔ ڈی جی، ایل ڈی اے کو میں کل بلوا لیتا ہوں اور mover کے ساتھ بیٹھ کر اس کا کوئی حل نکالتے ہیں۔ جمعرات تک آپ اس کو pending فرمالیں، کل ہم اس کو بیٹھ کر resolve کروادیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں better option ہے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک جمعرات تک pending کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 551 ہے۔ شیخ علاؤالدین!

جناب شاہ رخ ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب۔

جناب شاہ رخ ملک: جناب سپیکر! میں نے تحریک استحقاق نمبر 34 پیش کی تھی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے میرا نام announce ہوا تھا تو میں تھوڑا سا باہر گیا ہوا تھا تو میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان سے اجازت چاہوں گا کہ اس کے لئے دوبارہ موقع دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، اس کو pending کر لیتے ہیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب!

گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کی چوری کی روک تھام کے لئے ٹریکر سسٹم اپنانے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں چوری شدہ گاڑیوں کی بازیابی نہ ہونے کے برابر ہے۔ لاہور کے علاوہ صوبے کے ہر چھوٹے بڑے شہروں میں روزانہ بے شمار گاڑیاں چوری یا چھینی جاتی ہیں۔ یہ امر بھی کوئی پوشیدہ نہ ہے کہ بہت سی گاڑیاں افغانستان سمگل کر دی جاتی ہیں اور بہت سی گاڑیاں dismantle کر کے parts کی شکل میں فروخت کی جاتی ہیں۔ اگر نئی یا دس سال تک پرانی کاروں کا accidental rate نکالا جائے تو یہ کباڑ مارکیٹوں میں دستیاب پرزہ جات کی بھرمار سے کسی صورت مطابقت نہیں رکھتا۔ یہ وہ نکتہ ہے جس میں ارباب اختیار کو سمجھ کر نا سمجھی کا سامنا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ فوری طور پر پنجاب میں تمام گاڑیوں، موٹر سائیکلوں کو ایک ٹریکر سسٹم کے تحت منسلک کر دیا جائے جس کے لئے ایکسائز ڈیپارٹمنٹ میں بہت کم سرمائے سے حکومت کو اپنا ٹریکر سسٹم شروع کرنا چاہئے اور جس کو بہت تھوڑے معاوضے پر ٹوکن ٹیکس کے ساتھ وصول کیا جائے۔ یہ سارا کام پولیس کے anti-car lifting department پر اخراجات کے مقابلہ میں بہت کم سرمائے سے مکمل ہو سکتا ہے جس کا بڑا حصہ بھی انشورنس کمپنیوں سے وصول ہو سکتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے یہ جو تحریک دی ہے اس میں محکمے کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے اور حکومت بھی یہ چاہے گی کہ گاڑیوں کی چوری کا یہ دھندہ

ختم ہونا چاہئے کیونکہ گاڑیاں جب چوری ہو کر علاقہ غیر چلی جاتی ہیں تو انہیں واپس لانا بالکل ناممکن ہو جاتا ہے تو میں اس سلسلے میں mover سے یہی کہوں گا کہ وہ practical form میں کوئی تجویز ڈیپارٹمنٹ کو دیں اور ہم محکمے کو پابند کریں گے کہ محکمہ آپ کی اس تجویز سے فائدہ اٹھائے اور لوگوں کی گاڑیاں محفوظ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ کی suggestion تو بہت اچھی ہے اور منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے وہ اس سے بھی بہتر ہے کہ آپ سمجھتے ہیں کہ یہ کس طرح ہونا چاہئے وہ بنا کر آپ discuss کر لیں اور اس وقت تک ہم اس کو pending کر دیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے۔ آپ اس کو pending کر دیں، میں ان کو باقاعدہ سارا بنا کر دے دوں گا کہ کیسے ہو گا اور ٹریکر سسٹم کمپنی بھی دے دیتا ہوں جو بہت تھوڑے پیسے پر ان کا یہ کام کر دے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک اگلے session تک pending کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 553۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

جعلی ٹریڈنگ کمپنیوں کا انعامی سکیم کے ذریعے عوام الناس کو لوٹنا

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر مورخہ 2۔ستمبر 2008 کے مطابق جعلی ٹریڈنگ کمپنیاں سادہ لوح شہریوں سے کروڑوں روپے بٹور کر غائب، آپ کا انعام نکل آیا، لوٹنے کا نیا انداز۔ تفصیل یہ ہے کہ فون یا لیٹر کے ذریعے قرعہ اندازی میں نقد انعام، موٹر سائیکل، عمرے کا ٹکٹ، کار اور مفت پلاٹ کی خوش خبری سنا کر ممبر شپ فیس جمع کرانے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ ممبر شپ فیس جمع کرانے کے بعد انعام تو نہیں ملتا البتہ پہلے کمپنی کے فون اور موبائل نمبرز اور بعد میں دفتر بند ملتا ہے تو شہری کو اپنے لٹ جانے کا پتا چلتا ہے۔ اس گروہ نے ملک کے تمام بڑے شہروں لاہور، کراچی، گوجرانوالہ، ملتان، راولپنڈی، سرگودھا، چیچہ وطنی سمیت دیگر شہروں میں مختلف ناموں سے جعلی ٹریڈنگ کمپنیاں کھول رکھی ہیں۔ شاہدرہ موڑ لاہور پر قائم الرحمٰن ٹریڈنگ کمپنی نے NTN #2875136-1 درج کیا ہوا ہے۔ اس گروہ نے جعلی رسیدیں اور لیٹر پیڈ چھاپے ہوئے ہیں اور جعلی مہریں بنوا رکھی ہیں۔ بعض جعل ساز کمپنیوں

نے خواتین کی خدمات بھی حاصل کر رکھی ہیں۔یہ کمپنیاں مختلف موبائل کمپنیوں کی sims استعمال کرتی ہیں اور فراڈ کے بعد یہ sims پھینک دیتی ہیں۔اس تمام صورتحال کے پیش نظر پنجاب کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جس مسئلے کی طرف توجہ دلوائی ہے in general terms تو یہ بالکل درست بات ہے کہ اس قسم کے لوگ دھوکہ دہی کے کاروبار میں ملوث ہیں اور شہریوں کو لوٹتے ہیں لیکن اس میں کسی کے خلاف کارروائی کرنے سے پہلے specific information and complainant کا ہونا بڑا ضروری ہے۔ اس تحریک میں انہوں نے شاہدرہ موڑ لاہور پر الرحمٰن ٹریڈنگ کمپنی کا ذکر کیا ہے تو اس کے متعلق ضلعی انتظامیہ لاہور نے پوری پتاجوئی کی ہے اور اس کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ الرحمٰن بلڈرز کے نام سے پراپرٹی ڈیلر کا دفتر بنایا ہوا ہے جو گورنمنٹ آف پاکستان سے منظور شدہ ہے اور عرصہ قریب 12 سال سے وہ سالانہ ٹیکس بھی ادا کر رہا ہے۔آج تک تھانہ میں الرحمٰن ٹریڈنگ کمپنی کی کوئی تحریری و زبانی شکایت وصول نہ ہوئی ہے، اگر کوئی شکایت موصول ہوئی تو فوری کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔یہ ہو سکتا ہے کہ محترمہ نے اس ٹریڈنگ کمپنی کے متعلق بات کی ہے، یہ بات درست ہو لیکن اس کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کے لئے کسی complainant کا ہونا بڑا ضروری ہے تو اگر محترمہ کو اس کمپنی یا کسی اور کمپنی کے خلاف کوئی specific information ہے، کوئی complainant ہے کسی کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے یا کسی کے ساتھ اس قسم کا فراڈ ہوا ہے تو میں محترمہ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ وہ complaint لاہور سے متعلقہ ہے یا کسی اور ضلع سے متعلقہ ہے وہ میرے علم میں لائیں، اس complainant کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ اپنا کیس اتھارٹی کے سامنے لائے تو جو بھی ضابطہ کی کارروائی ہوگی وہ انشاء اللہ کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کی بات اپنی حد تک درست ہے لیکن آپ جانتے ہیں سادہ لوح لوگ جو اس فراڈ کا شکار ہوتے ہیں ان کے اندر اتنی capacity اور اتنی سکت نہیں ہوتی کہ وہ کچہریوں کے چکر میں پڑ سکیں۔اس پورے incident کے بارے میں مجھے ذاتی طور

پر یہ information ملی تھی۔ میں convince کرنے کی کوشش تو ضرور کروں گی لیکن ہاؤس میں adjournment motion لانے کا مقصد حکومت کی attention draw کرنا ہوتا ہے تو حکومت کے پاس تمام مشینری اور تمام ذرائع موجود ہیں اور یہ کسی ایک شہر کا معاملہ نہیں ہے، یہ پورے پنجاب میں exist کرتا ہے اس لئے لاء منسٹر صاحب سے میری گزارش ہو گی کہ میں personally convince کرنے کی کوشش کرتی ہوں، چونکہ میرا تعلق وکالت کے پیشے سے ہے، میں جانتی ہوں کہ اس پورے process میں ایک سادہ لوح آدمی کو کتنا رلنا پڑے گا، اس کا اندازہ میں لگا سکتی ہوں، میں convince کرنے کی کوشش کرتی ہوں لیکن government machinery اپنے طور پر اس پر کام کرے اور اس دھوکہ دہی کو پکڑنے کی کوشش کرے۔ جیسے لاء منسٹر صاحب نے خود اپنے جواب میں کہا کہ بلڈرز کے نام پر ایک آفس موجود ہے اور اس کا NTN# 2875136-1 بلڈنگ کے شعبے کے متعلق ہے، اس کا ٹریڈنگ کمپنی سے کوئی لینا دینا نہیں ہے لیکن اسی آفس میں جعلی ٹریڈنگ کمپنی کا کام بھی ہو رہا ہے اس لئے میں نے ایک specific نام بھی لیا تھا، میں سمجھتی ہوں کہ اس پر government machinery کو effectively کام کرنا چاہئے، rather یہ کہ ہم کسی عام آدمی کو اس میں involve کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس کے اندر جنرل بحث نہیں ہو سکتی، adjournment motion کا اپنا ایک طریق کار ہے۔ محرک نے short statement دینی ہے، منسٹر صاحب نے اس کا جواب دینا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ واقعی یہ بڑا ہی ایک valid point ہے جس طرح رانا صاحب! آپ نے بھی پڑھا ہے کہ وہاں پر ٹریڈنگ کمپنی رجسٹرڈ نہیں ہے لیکن ٹریڈنگ کمپنی کھلی ہوئی ہے تو اس پر کارروائی ہونی چاہئے۔ وہاں سے جو رپورٹ آئی ہے اس کے اندر انہوں نے بڑی conveniently یہ لکھا ہے کہ وہاں پر پراپرٹی کا دفتر ہے لیکن پراپرٹی کے دفتر میں جو ٹریڈنگ کمپنی کھلی ہوئی ہے وہ کس طرح کھلی ہوئی ہے؟ لاء کے کس شیڈول کے تحت رجسٹرڈ ہے یا وہ ٹریڈنگ کمپنی نہیں ہے تو اس matter پر کچھ آنا چاہئے تو میرا خیال ہے کہ ہم یہ بھی جمعرات تک pending کر دیتے ہیں تاکہ آپ یہ چیز دیکھ لیں کہ ٹریڈنگ کمپنی کے حوالے سے وہاں پر کیا بات ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو جمعرات تک کے لئے pending کر لیں یا next session تک pending کر لیں، ضابطہ فوجداری میں جب تک کوئی complainant نہیں ہو گا اس وقت تک آپ کارروائی کس طرح سے کر سکتے ہیں، کوئی نہ کوئی

complainant تو ہوگا۔ اب محترمہ نے اخبار میں یہ خبر پڑھی ہے اور اس خبر میں بھی کسی complainant کے متعلق کوئی نشاندہی نہیں ہے کہ فلاں آدمی کے ساتھ فراڈ ہوا ہے۔ اب اگر کوئی 420 یا 68/67 کا پرچہ دینا ہے تو اس کا complainant تو چاہئے۔ اگر محترمہ کے پاس کوئی ایسی specific complaint ہے تو میں نے تو کہا ہے کہ وہ application دیں، اس adjournment motion کے ذریعے سے یہ بات ہمارے نوٹس میں آئی ہے تو اس پر کارروائی ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ منسٹر صاحب کی بات میں وزن اس حد تک تو ہے کہ complainant موجود نہیں ہے، کارروائی نہیں ہو سکتی لیکن جواب میں ہے کہ وہاں ایک بلڈرز کا دفتر ہے، وہاں پر انہوں نے ٹریڈنگ کمپنی کی اجازت لی ہوئی ہے یا رجسٹریشن کروائی ہوئی ہے، یہاں پر وہ چیز موجود نہیں ہے۔ کیا قانون اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ایک دفتر جو specifically بلڈرز کے نام پر ہے وہاں پر ہی without رجسٹریشن ٹریڈنگ کمپنی کھل سکتی ہے یا نہیں، تو میرا خیال ہے ایک یہ point ہے اس کے اوپر complainant کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک تحریک آئی ہے اس پر آپ متعلقہ محکمہ سے کہیں کہ اس بات کو clarify کر دے in that said۔ یہ جمعرات تک pending کی جاتی ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گھرال صاحب!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 486 تھی جو اگلے اجلاس کے لئے pending کی گئی تھی۔ اب معلوم کیا تو پتا چلا ہے کہ وہ dispose of ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ریکارڈ دیکھ کر کل تک آپ کو بتا دیں گے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 566 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک دوبارہ پیش کر دیتا ہوں لیکن اس تحریک پر وزیر صاحب نے on the floor of House یہ کہا تھا کہ اس کلب کو جگہ مل چکی ہے لیکن انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کلب کو آج بھی کوئی جگہ نہیں ملی ہے۔ میرے خیال میں یہ بات آپ کے بھی علم میں ہوگی اور رانا مختار مارا مارا پھر رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر صاحب نے جب یہ بات کہی تھی تو اس بات کو بھی اڑھائی تین ماہ گزر گئے ہیں۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اس کو آج تک بھی

کوئی جگہ نہیں ملی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ پہلے یہ دیکھا جائے کہ جب وزیر صاحب نے کہا تھا کہ ہم نے جگہ دے دی ہے تو آج تین مہینے گزرنے کے باوجود اس کلب کو جگہ نہیں ملی۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں اس تحریک کو دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناح گارڈن لاہور میں عوام کو ہیلتھ کلب کی مفت سہولیات سے محروم کرنا

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ جناح گارڈن میں ایک Free Health Club جو مشکل سے 2 مرلے کے کھلے پلاٹ پر پچھلے 55 سال سے سیر کرنے والے لوگوں اور خاص طور پر نوجوانوں کو مفت Health Care Exercise کی سہولت فراہم کر رہا تھا کو Cosmopolitan Club کی انتظامیہ نے اپنے سرکاری اثر و رسوخ کو استعمال میں لاتے ہوئے ہیلتھ کلب کے منتظم رانا مختار اور اس کے بیٹے کے خلاف پرچہ کروا دیا ہے اور FIR میں انہیں قبضہ گروپ قرار دیا گیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ رانا مختار کو باقاعدہ سیکرٹری Agriculture نے تحریری اجازت دی ہوئی ہے۔ ہیلتھ کلب کا exercise کا تمام سامان اٹھا لیا گیا ہے اور لوگوں کو ایک اچھی exercise سے نہ صرف محروم کیا گیا بلکہ سالہا سال سے سیر و ورزش کرنے والے لوگوں میں اس مذموم کارروائی کی وجہ سے غم و غصہ اور نفرت پیدا ہو گئی ہے۔ ہیلتھ کلب کے خلاف اس ناجائز کارروائی کو فی الفور ختم کرنے کے ساتھ ذمہ داران کے خلاف کارروائی کی جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمے نے جو جواب دیا ہے وہ میں محرک اور ایوان کی satisfaction کے لئے پڑھ دیتا ہوں۔ اس کا جو جواب مجھے ملا ہے اس میں پہلے brief history لکھی ہے اور آخری حصے سے سارا معاملہ سامنے آ جائے گا کہ حکام بالا کی ہدایت پر

انتظامیہ باغ جناح لاہور نے رانا ہیلتھ کلب کو نئی جگہ پر ہیلتھ کلب بنانے کے لئے جگہ کا تعین کر دیا ہے نیز رانا مختار احمد کو نئی جگہ کا معائنہ بھی کروا دیا ہے جس کی بابت اس نے رضامندی بھی ظاہر کر دی ہے۔مزید یہ ہے کہ جناب چیف سیکرٹری حکومت پنجاب نے باغ جناح میں ہر قسم کی عارضی و مستقل تعمیر وغیرہ پر پابندی عائد کر رکھی ہے جس بابت سیکرٹری حضرات حکومت پنجاب نے جناب چیف سیکرٹری صاحب کو کیس بھجوایا ہے جس میں رانا ہیلتھ کلب کو نئی جگہ پر بحال کرنے کے لئے اجازت کی استدعا کی تھی جو کہ منظور ہو گئی ہے۔محکمہ قانون کے مطابق تفصیل کے بعد باقاعدہ معاہدے کو عملی شکل دی جا رہی ہے۔اب میرا خیال ہے کہ اس میں محکمے کی طرف سے کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔اگر شیخ صاحب اس بارے میں concern رکھتے ہیں تو جو متعلقہ آدمی رانا مختار احمد ہے یہ ان کو کل بلوالیں اور ہم محکمہ زراعت کے متعلقہ افسران کو بلا لیتے ہیں اور انھیں کہہ دیتے ہیں کہ اس معاملے کو ذرا expedite کر دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔میں اس کو کل بلا لیتا ہوں۔اس میں اصل مسئلہ یہ ہے کہ وزیر صاحب نے کہا تھا کہ اس کو جگہ دے دی گئی ہے۔آج بھی جیسے محترم ثناء اللہ صاحب نے کہا ہے کہ ابھی تک اس کو جگہ نہیں ملی، تین مہینے گزر گئے ہیں۔میں اسے کل بلا لیتا ہوں اور یہ محکمہ زراعت کے متعلقہ افسران کو بلالیں اور اس کو جگہ دے دی جائے۔یہ فری ہیلتھ کلب ہے۔آپ کو پتا ہے کہ وہاں پر یہ اچھا معاملہ تھا، اللہ کرے کہ یہ بن جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس میں تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے حیرت اس بات کی ہے کہ آج سے تین مہینے پہلے یہ تحریک التوائے کار آئی تھی اور اس وقت بھی محکمے نے یہ کہا تھا کہ ہم نے ان کو جگہ فراہم کر دی ہے لیکن انھوں نے ابھی تک اس کا کوئی حل نہیں نکالا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ parks میں جس طرح حکومت پنجاب نے ٹکٹ ختم کر دی ہے۔یہاں پر بھی غریب عوام کے لئے ہیلتھ سنٹر بنا ہوا تھا، میرے خیال میں اس کو ترجیح دینی چاہئے۔جناب وزیر قانون نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ کل آپ ان کو بلالیں اور وہ متعلقہ محکمے کو بلالیں گے اور اس مسئلے کو حل کریں گے۔رانا صاحب! اس تحریک کو کب تک pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس تحریک کو جمعہ تک pending کر دیں۔اس وقت تک اس مسئلے کو حل کر لیا جائے گا۔اس میں میری گزارش یہ ہے کہ جواب کا جو حصہ میں نے

نہیں پڑھا تھا اس میں ان کے درمیان litigation تھی اور فریقین کے درمیان پرچے درج ہوئے تھے جس کی وجہ سے یہ دیر ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ عوام کی خدمت ہے۔ جمعہ تک اس کی رپورٹ اسمبلی میں پیش کر دی جائے۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ آپ نے بہت مہربانی کی ہے اور خوش قسمتی ہے کہ آپ اس کی background بھی جانتے ہیں۔ وزیر قانون صاحب نے مہربانی کی ہے اور متعلقہ لوگوں کو بلا رہے ہیں تو میں آپ کے علم میں ایک اور بات لانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر جمعہ کی نماز کے لئے محکمہ زراعت سے اجازت لی گئی تھی کہ جناح باغ میں جہاں یہ کلب ہے وہاں گیٹ کھول دیئے جائیں گے۔ اب اپنے طور پر محکمہ زراعت کے لوگوں نے وہ گیٹ بند کر دیئے ہیں جس وجہ سے خواتین اور لوگوں کو اتنی تکلیف ہے کہ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ Cosmopolitan Club کے لئے گیٹ کھل جاتے ہیں۔ وہ اپنی گاڑیاں اندر لے جاتے ہیں اور دندناتے پھرتے ہیں، محکمہ زراعت کے افسران دندناتے پھرتے ہیں۔ یہ کل ان کو بلا رہے ہیں تو یہ معاملہ بھی ان کے سامنے رکھا جائے کہ نماز کے لئے گیٹ بند ہیں اور جوئے کے لئے گیٹ کھلتے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں کل جب بیٹھیں گے تو اس بارے میں بھی ساری بات ہو جائے گی۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 568/2008 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے۔ انھوں نے اس تحریک کو pending کرنے کے لئے لکھ کر بھیجا ہوا ہے اس لئے یہ تحریک التوائے کار 20۔نومبر تک pending کی جاتی ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے اور باقی تحاریک carry forward کریں گی۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

مخصوص نشستوں پر منتخب ہونے والی خواتین اراکین اسمبلی کے ترقیاتی فنڈز جاری نہ کرنا

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! جس دن اجلاس شروع ہوا تھا اس دن تمام خواتین نے احتجاج ریکارڈ کروایا تھا کہ ہمارے ترقیاتی فنڈز روک دیئے گئے ہیں انھیں بحال کیا جائے۔ جب اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران برابر ہیں تو پھر یہاں یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ مردوں کو ترقیاتی فنڈز دیئے جائیں اور خواتین کے ترقیاتی فنڈز روک لئے جائیں؟ ہمیں پہلے کہا گیا تھا کہ سکیمیں دی جائیں۔ ہم نے پہلے سکیمیں دیں تو اس کے بعد ہمیں کہا گیا کہ دوسری سکیمیں بھی دے دیں۔ مجھے تو اس بات پر افسوس اور حیرت ہے کہ لاء منسٹر صاحب جب اپوزیشن میں تھے تو ان کی آواز اس ایوان میں اس طرح گونجتی تھی کہ پتا لگتا تھا کہ ایک بہت طاقتور اپوزیشن لیڈر بول رہا ہے لیکن جب سے وہ وزیر قانون بنے ہیں میرا خیال ہے کہ یا تو قانون نے ان کی آواز دبا دی ہے یا سمجھ نہیں آتی کہ انھیں کیا ہوا ہے کہ اس قدر چپ کیوں ہو گئے ہیں؟ کیا واقعی یہ وہی رانا ثناء اللہ صاحب ہیں جو کبھی کسی بات پر اتفاق ہی نہیں کیا کرتے تھے اور ہر بات پر اپنے دلائل دیا کرتے تھے لیکن اب جو بھی بات کی جاتی ہے تو وہ اتنے دھیمے لہجے میں اس کو سن کر چپ ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! انھوں نے کہا تھا کہ میں اس پر بہتر لائحہ عمل اختیار کروں گا اور بتاؤں گا۔ میں نے ابھی ایک چٹ بھی لکھ کر انھیں بھیجی ہے کہ 11۔ جون کو میرے ایک عزیز کا قتل ہوا تھا۔ میں نے بارہا دفعہ انھیں بتایا بھی ہے اور مجھے دکھ بھی اسی بات کا ہے کہ یا تو لاء منسٹر صاحب کے بس میں کچھ نہیں ہے یا وہ کرنا ہی نہیں چاہتے۔ اگر وہ کرنا چاہتے تو ایسی کوئی بات نہیں تھی کہ اشتہاری دندناتے پھر رہے ہیں اور وہاں پولیس بھی کچھ نہ کرے۔ میں یہاں پر یہ بتانا چاہوں گی کہ شاید وہاں کے ایم این ایز اتنے طاقتور ہیں کہ DPO ان کے حکم کے بغیر اشتہاریوں کو نہیں پکڑتے اس لئے میں لاء منسٹر صاحب سے یہ عرض کروں گی کہ کم از کم اپنے اختیارات کا جن کا راجہ بشارت صاحب لاء منسٹر ہوتے ہوئے اس سے پورا فائدہ اٹھاتے تھے اور وہ اپنے ساتھیوں کو ہر وہ سہولت دیتے تھے جس کا ان کو حق پہنچتا تھا۔ میں کوئی غلط بات نہیں کہتی۔ سب سے پہلے جو خواتین کا ترقیاتی فنڈ روکا گیا ہے اس پر اگر آج انہوں نے کوئی بہتر فیصلہ نہ دیا تو پھر ہم تمام خواتین کا یہاں پر بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر ہم اس ایوان کا حصہ نہیں ہیں تو پھر ہم واک آؤٹ کر جائیں گی اور اسمبلی میں نہیں آئیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ جس وقت ہم اونچی آواز میں بولتے، گرجتے یا گونجتے تھے تو اس وقت ہم اونچی آواز میں اس لئے گونجتے تھے کیونکہ

حکومت غلط کام کرتی تھی۔ اب چونکہ حکومت صحیح کام کر رہی ہے تو اس لئے گونجنے یا گرجنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! محترمہ نے یہ فرمایا ہے کہ خواتین کو ترقیاتی فنڈ نہیں دیا جا رہا۔ دراصل معاملہ یہ ہے کہ یہ ترقیاتی فنڈز خواتین کو دیئے جاتے ہیں اور نہ ہی مرد حضرات کو دیئے جاتے ہیں بلکہ یہ حلقوں کو دیئے جاتے ہیں جن میں ترقیاتی کام ہونے ہوتے ہیں۔ یعنی ترقیاتی بجٹ مجھے نہیں ملتا بلکہ میرے حلقے کے لوگوں کو ملتا ہے تاکہ وہاں پر ان کے کام ہوں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ جب خواتین کی نمائندگی کو ان Houses میں لایا گیا جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک اچھا قدم ہے اور ہم اس اقدام کے مخالف نہیں ہیں لیکن اس میں کچھ اصول ہونے چاہیئں تھے۔ اب معاملہ یہ ہے کہ ایک ایک ضلع سے دس دس، بارہ بارہ ممبران ہیں جبکہ کچھ اضلاع ایسے ہیں جہاں سے کوئی بھی خاتون ممبر نہیں ہے۔ اب ان اضلاع سے elected ممبران کا یہ گلہ بنتا ہے کہ آپ اگر اس حساب سے کریں گے تو پھر مسئلہ بنے گا یا تو ان کو پابند کریں کیونکہ ان کا بجٹ پورے پنجاب کے اوپر محیط ہے اور پورا پنجاب ہی ان کا حلقہ ہے تو پھر یہ اپنے فنڈ کو ایک حساب سے خرچ کریں۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں argument کی ضرورت ہے۔۔۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میری بات تو مکمل ہو لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی بات مکمل ہو جائے پھر آپ کو ٹائم ملے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! موجودہ حکومت خواتین کو بالکل اس House کا حصہ سمجھتی ہے، ان کو برابر کا ممبر سمجھتی ہے اور برابر کا استحقاق دینا ضروری نہیں بلکہ ان کا حق سمجھتی ہے لیکن یہ ایک مسئلہ جو آ رہا ہے اس کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب نے ایک ٹیکنیکل کمیٹی بٹھائی ہے اور اس میں کچھ ممبران بھی ہیں تو اس میں ہم اس کا کوئی حل نکالنا چاہتے ہیں۔ جونہی وہ حل نکلے گا اس کے مطابق ہم کریں گے۔ مثال کے طور پر اگر ایک کروڑ 80 لاکھ روپے ایک ممبر کا بجٹ ہے تو ایک شہر میں دس خواتین ہیں تو پھر دس کروڑ روپے تو وہاں پر چلے گئے اور دوسرا ضلع وہاڑی یا کوئی اور ضلع جہاں پر ایک بھی خاتون ممبر نہ ہو تو پھر یہ disparity ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی درست نہیں ہے، اس کو دور کرنے کے لئے ہم کوئی نہ کوئی حل نکالیں گے۔ ہماری خواتین ممبران پوری طرح سے مطمئن رہیں، ان کا حق ان کو ضرور دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! محترمہ نے ایک ذاتی بات کی ہے کہ شیخوپورہ میں ان کے کوئی عزیز قتل ہو گئے تھے اور اس کے بعد یہ فرما رہی ہیں کہ میں نے اس پر کوئی نوٹس نہیں لیا۔ جب انہوں نے اجلاس میں point raise کیا تھا تو اس سے اگلے دن میں نے SSP (Investigation) اور DPO کو اپنے دفتر بلوایا تھا اور محترمہ کے ساتھ بٹھایا تھا۔ میں نے ان کو اس بات پر پابند کیا کہ وہ ان کی ذاتی سکیورٹی کا پوری طرح سے خیال کریں اور دوسرا اس بات پر پابند کیا کہ ان ملزمان کو فوری گرفتار کریں۔ ٹھیک ہے کہ وہ اشتہاری ہیں، ہو سکتا ہے کہ پولیس کی طرف سے کوئی کوتاہی بھی ہو رہی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ پوری طرح سے اپنی کوشش کر رہے ہوں لیکن اس میں کامیابی نہ ہو رہی ہو۔ میں نے ان کو کہا کہ آپ جو بھی کوشش کریں اس سے محترمہ کو آگاہ رکھیں۔ محترمہ سے بھی میں نے گزارش کی تھی کہ اگر آپ اس سلسلے میں ان کی طرف سے کوئی کوتاہی محسوس کریں تو آپ مجھے حکم فرمائیے گا۔ اب محترمہ مجھے تھوڑی دیر پہلے باہر بھی ملی ہیں تو یہ آج تک میرے نوٹس میں تو نہیں لائیں کہ وہاں پر ایسا کوئی عمل ہو رہا ہے لیکن میں اب بھی انہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ میرے پاس دفتر تشریف لائیں، جو متعلقہ تفتیشی افسران یا متعلقہ تھانہ ہے ان کو بلا کر نہ صرف گورنمنٹ ان کو ہدایات دے گی بلکہ یہ جو مناسب سمجھیں گی ان کے ذمہ لگائیں گے کہ وہ کوشش کریں اور کوشش کرنے کے بعد ملزمان کو گرفتار کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں نے معزز خاتون کی بات سنی ہے۔ میں لاء منسٹر صاحب کی بات میں اضافہ کرنا چاہوں گا کہ ہمیں کسی بھی demand سے پہلے بنیادی چیزوں کو مدنظر رکھ لینا چاہئے جیسے کہتے ہیں کہ first deserve then desire والی بات ہے۔ عرض یہ ہے کہ ہماری خواتین اس ایوان کی معزز ممبر ہیں لیکن انہوں نے مطالبہ for the second time کیا ہے کہ ان کو ترقیاتی فنڈز مہیا کئے جائیں۔ لاء منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے میں اس کو دوبارہ سے کہوں گا کہ ترقیاتی اخراجات حلقوں کے against ہوتے ہیں اور حلقوں سے جو لوگ elect ہو کر آتے ہیں definitely ان کو ترقیاتی فنڈز allocate کئے جاتے ہیں کہ وہ نگرانی کریں اور اس quantum کے against ان حلقوں میں کام ہو۔ اب خواتین کو بنیادی طور پر party pool سے جو نمائندگی دی گئی تھی اس میں خواتین کی promotion کے لئے اور ان کے مسائل کے حل کے لئے اس معزز ایوان

میں نمائندگی دی گئی ہے، یہ خواتین کی ویلفیئر اور فلاح و بہبود کے لئے یہاں پر بات کریں کیونکہ اس میں دو رائے نہیں ہیں کہ general contest میں خواتین کو اس حوالے سے بعض اوقات مقابلے میں آنا مشکل ہوتا ہے اور اس وقت کی گورنمنٹ نے یہ انتظامات کئے ہیں۔ جب یہ ایوان میں تشریف لے آئی ہیں تو اس طرح کا مطالبہ انہوں نے حکومت پنجاب کی فوڈ سپورٹ سکیم میں بھی کیا تھا، اس میں خواتین نے یہ کیا کہ ایک فارم راجن پور سے دے دیا، ایک لاہور سے دے دیا اور ایک فارم کسی اور ضلع سے دے دیا کیونکہ ان کا اپنا کوئی specific area نہیں ہے۔ ان کو 1500 فارم کی اجازت تھی کہ وہ submit کریں لیکن اس کی verification میں آج ٹاسک فورس کو جو مسائل سامنے آ رہے ہیں وہ اپنی جگہ پر ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں جہاں یہ point out کریں، ہمارے elected members کے ساتھ رابطے میں ہوں اور یہ point out کریں کہ یہاں پر کام ہونا چاہئے تو ممبرزان کی recommendations پر ترجیحات پر کام کروائیں۔ اگر فنڈز کی تقسیم اس انداز سے ہو جائے تو definitely لاء منسٹر صاحب نے صحیح بات کی ہے کہ اس سے بہت سارے اضلاع neglect ہو جائیں گے۔ لہذا فنڈز کا مطالبہ بغیر کسی حلقے کے قطعاً جائز نہیں ہے۔ ہم اپنی بہنوں سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ جائز مطالبے پر اکتفا کریں اور اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ (شیم، شیم)

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سب کو ٹائم دوں گا۔ پلیز! تشریف رکھیں اور ہاؤس کے discipline کا خیال کریں۔ میں آپ سب کی بات کرنے سے پہلے ایک بات عرض کرنا چاہوں گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ جو حلقوں سے انتخاب لڑ کر آتے ہیں ان کے حلقے ہوتے ہیں لیکن ووٹ ان کو خواتین بھی دیتی ہیں اور خواتین کے ووٹ کے بغیر اگر آپ کہیں کہ الیکشن لڑ لیں گے تو this is not possible اور اسی کو سامنے رکھتے ہوئے جو خواتین ممبران یہاں پر موجود ہیں ان کا اتنا ہی حق ہے جتنا elected members کا بنتا ہے۔ اس میں discrimination نہیں ہونی چاہئے۔ جب خواتین ممبرز ہاؤس کے اندر آ گئی ہیں تو جو ان کا حق ہے وہ ان کو ملنا چاہئے۔ اس میں ترقیاتی فنڈز دینے کا جو فارمولا ہے اس کی حد تک میں سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے جو بات کی ہے کہ آپ بیٹھ کر اپنا فارمولا بنا لیں۔ جہاں تک development funds کا تعلق ہے تو وہ آپ کو پورے کے پورے ملنے چاہئیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پہلے عظمیٰ بخاری صاحبہ بات کریں گی اس کے بعد آمنہ الفت صاحبہ کریں گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ آج تک شاید اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ممبران کو بھی clear نہیں ہے کہ reserve seats کا صحیح مطلب کیا ہے؟ میں اعجاز خان صاحب کی بڑی عزت کرتی ہوں، بڑے learned ساتھی ہیں لیکن ان کو بھی شاید reserve seats کے بارے میں misconception ہے۔ reserve seats for women صرف عورتوں کے لئے نہیں رکھی گئیں۔ عورتوں کے لئے مخصوص سیٹیں اس لئے رکھی گئی ہیں کہ صوبہ پنجاب اور اس ملک کے اندر جتنی پالیسیاں بنیں گی تو اس میں پاکستانی عورت جو کہ 52 فیصد ہے وہ اپنا role play کرے گی، یہ صرف women specific نہیں ہوتی۔ پہلی بات یہ clear کرنا چاہتی ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ میرے بھائی نے ابھی اپنی بات سے ہی contradiction کیا کہ فوڈ سٹیمپ سکیم میں خواتین نے ایک فارم راجن پور سے دے دیا، ایک لاہور سے دے دیا، ایک کہیں اور سے دے دیا تو میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ایک عورت چار مردوں پر بھاری ہے کیونکہ یہاں چار مرد ملیں تو ایک عورت بنتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہمیں underestimate نہ کریں کیونکہ قومی اسمبلی میں خواتین اراکین اسمبلی کو بھی فنڈز مل رہے ہیں۔ سندھ حکومت سندھ کی خواتین اراکین اسمبلی کو فنڈز دے رہی ہے جبکہ باقی صوبائی اسمبلیوں میں بھی تمام خواتین کو فنڈز مل رہے ہیں تو یہ سارا criteria اور سارے problems پنجاب میں ہی کیوں اکٹھے ہو گئے ہیں؟ پہلے بھی حکومتیں فنڈز دیتی رہی ہیں، پہلے تو ایسے کوئی problems نہیں تھے اور ساری technicalities مسلم لیگ (ن) کی حکومت میں کیوں پیدا ہو گئی ہیں؟ میں سمجھتی ہوں کہ یہ concept غلط ہے۔ اس کو break ہونا چاہئے کہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت anti women پالیسیوں پر کام کر رہی ہے، میں سمجھتی ہوں کہ یہ مسلم لیگ (ن) کے لئے بھی ٹھیک نہیں ہے اور خواتین کے لئے بھی اچھا image نہیں جاتا تو اس کو break ہونا چاہئے۔ چونکہ تمام صوبائی اسمبلیاں، قومی اسمبلی خواتین کو فنڈز دے رہی ہے تو پنجاب میں اچانک ایسے مسائل کہاں سے آ گئے ہیں کہ جہاں پہلی اسمبلیوں میں فنڈز ملتے رہے ہیں، اب وہ فنڈز نہیں مل سکتے اور اس لئے خواتین کو women specific کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہمارا کام یقیناً تمام policies پر کام کرنا ہے لیکن اس کے ساتھ

ساتھ ہمارا consideration اس طبقے پر ہونا چاہئے جو زیادہ down trodden ہے، جس کی زیادہ problem ہے اور یقیناً اس میں عورت بھی شامل ہے اس لئے ہمارا consideration عورت پر زیادہ focus ہوتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ جو صحت پر پالیسیاں بنیں گی اس میں خواتین کا کوئی contribution نہیں ہو سکتا۔ صحت کے متعلق جتنی پالیسیاں بنیں گی خواتین ان میں اپنا کردار ادا کریں گی۔ ایجوکیشن میں بننے والی پالیسیوں میں خواتین اپنا کردار ادا کریں گی اس لئے خواتین کو women specific کرنا اور اس خام خیالی میں رہنا کہ خواتین کا کام صرف خواتین issues سے باہر نکلنا نہیں ہے یہ women reserve seats کے concept کے خلاف ہے اور جن لوگوں کی اس پر study نہیں ہے تو میری گزارش ہے کہ women reserve seats کا ماڈرن ملکوں میں جو concept ہے وہ پڑھ کر آئیں اور اسے study کریں تو انہیں پتا چل جائے گا کہ women reserve seats کیوں رکھی جاتی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ بالکل صحیح بات ہے۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے فرمایا تھا کہ ترقیاتی فنڈز علاقوں کے حساب سے تقسیم ہو رہے ہیں اور شاید اس سلسلے میں انہوں نے کوئی پالیسی بھی واضح کرنے کی کوشش کی تو میں صرف ایوان کی توجہ دو تین پوائنٹس پر لانا چاہتا ہوں۔ نمبر ایک تو یہ سیاسی فنڈز نہیں ہونے چاہئیں بلکہ یہ ڈویلپمنٹ فنڈز ہونے چاہئیں اور جہاں پر ضرورت ہو وہاں پر خرچ ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ تمام ممبران کا اور اگر ان کی مشاورت سے یہ فنڈز لگنے ہیں تو قواعد و ضوابط کے مطابق ہونا چاہئے۔ قانون میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ خواتین کو مردوں سے مختلف treatment ملنی چاہئے۔ اس ایوان کے تمام ممبران کے برابر حقوق ہیں۔ اگر مرد حضرات کو ڈویلپمنٹ فنڈ کو spend کرنے کا اختیار ملتا ہے یا ان کی مشاورت ہوتی ہے تو خواتین کو بھی اتنا ہی حق ہے کیونکہ اس ایوان کے تمام ممبران برابر ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ اپوزیشن والے بھی عوام کے ووٹ لے کر اس ایوان میں آئے ہیں اور ہمارا بھی ان ترقیاتی فنڈز کی spending اور ان کی allocation میں اتنا ہی حصہ ہونا چاہئے جو کہ حکومتی پارٹی کے ممبران کا ہے۔ اس وقت عملی صورتحال یہ ہے کہ اگرچہ رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ

ضلع کی ڈویلپمنٹ کمیٹی ہے اور علاقہ کے حساب سے فنڈز تقسیم ہو رہے ہیں تو ضلع خانیوال میں (ن) لیگ کی ایک بھی سیٹ نہیں ہے تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ خانیوال ضلع کے 25 لاکھ لوگ ترقیاتی فنڈز سے محروم ہونے چاہئیں؟ کیا ان کو اس بات کی سزا ملنی چاہئے؟ وہاں سے ہماری خاتون ممبران بھی ہیں، ان کو بھی کوئی فنڈز نہیں ملے اور مجھے بھی کوئی فنڈز نہیں دیئے گئے اور اگرچہ ہمارے دو بھائی ایسے بھی ہیں جو کہ لوٹے بنے ہیں اور اگرچہ ان کی اصل جگہ تو Muslim showers کے پاس تھی۔ ان کو ایک ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کے اندر ڈال دیا گیا ہے جس کے باوجود بھی کوئی فنڈز نہیں دیئے گئے تو میں ایوان کے سامنے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ترقیاتی فنڈز کا حق لاہور والوں کا ہے تو وہ خانیوال والوں کا بھی اتنا ہی حق ہے۔ ہم لوگ اس صوبے کے رہائشی ہیں جس طرح لاہور والے ہیں اور اگر کوئی نواز شریف کو ووٹ نہ دے اور پیپلز پارٹی کو ووٹ نہ دے تو ان کا گلا دبا کر ان کو مار نہیں دینا چاہئے۔ ان کا بھی اس حکومت، اس صوبے اور اس صوبے کے resources پر اتنا ہی حق ہے جتنا دوسرے باشندوں کا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس پر صرف دو باتیں کرنا چاہوں گا کہ پچھلے پانچ سال جب ہم بھی ایم پی اے تھے اور ان سیٹوں پر بیٹھتے تھے تو یہ above board ہونا چاہئے، فنڈز ملنے چاہئیں لیکن پانچ سال پورے اسمبلی چلی اور مجھے فنڈز نہیں ملے تھے لیکن ہم اس بات کی مخالفت کرتے ہیں اور above board فنڈز سب کو ملنے چاہئیں۔ جی، لا منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں دو باتوں کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ ہماری محترم بہنوں نے اس بارے میں جو احتجاج کیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ انہیں بطور ممبر پنجاب اسمبلی ان کا حق ملنا چاہئے لیکن بات یہ ہے کہ خواتین کے فنڈز misuse ہوئے ہیں۔ یہ پورا ریکارڈ گواہ ہے کہ پچھلے پانچ سالوں میں برسر اقتدار پارٹی ان خواتین کا فنڈ لے کر ایک ضلع میں لگاتی رہی ہے اور یہ بات on record ہے۔ اس طرح کے معاملات جو ہیں تو اس وقت یہ خواتین کا right to choose کہاں گیا ہوا تھا۔ دوسرا یہ ہے کہ آپ بات خواتین کے حقوق کی کر رہی ہیں اور دوسری طرف آپ ڈویلپمنٹ سکیم کی بات کر رہی ہیں۔ اب کون سی سڑک پورے پنجاب میں خواتین کے لئے specific ہے اور وہ خواتین کو بنانی چاہئے۔ ڈویلپمنٹ سکیمیں ہر شہر اور ہر حلقے کی ہیں اور پورے صوبے کی ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان کو اس development کا جو پروگرام ہے اس مشاورت کے عمل میں پوری طرح سے ساتھ رکھیں اور ان کی discretion اسی

طرح سے رہے جس طرح ایک رکن کی ہوتی ہے کہ وہ ایک specific amount کے متعلق identify کر سکتا ہے، ہم ان کو بھی اسی طرح کا حق دینا چاہتے ہیں لیکن ہم چاہتے یہ ہیں، ہوتا یہ ہے کہ بعد میں پارٹی قیادت یا ساتھی رکن اس بات کو maneuver کر کے فنڈز اپنے حلقے یا اپنے ضلع میں لے جاتا ہے اور یہ ہوا ہے۔ اگر میری بہن چاہیں گی تو میں یہ ریکارڈ on the floor of the House پیش کر دوں گا کہ یہ ایسے ہوا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں اور موجوہ گورنمنٹ کی یہ intention ہے بالخصوص وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے کہا کہ یہ غلط ہے، یہ discrimination ہے، ہم اس کے لئے کوئی ایسا حل نکالیں گے کہ ان کو ان کا اختیار بھی حاصل ہو، ان کی مشاورت بھی ہو اور یہ identify بھی کریں لیکن اس میں ایسا نہ ہو کہ سارے فنڈز کسی ایک ضلع میں چلے جائیں یا کسی ایک طرف چلے جائیں۔ اصل چیز یہ ہے۔ میں نے آپ کے اختیار سے deny کیا ہے اور نہ ہی اس گورنمنٹ کی کوئی ایسی intention ہے کہ ہم deny کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم اس کو regularize کرنا چاہتے ہیں اور rationalize کرنا چاہتے ہیں تاکہ اس قسم کی قباحت یا اس قسم کا fault جو پہلے ہوا ہے وہ نہ ہو۔ دوسری بات ہراج صاحب نے کی ہے، انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہاں پر مشاورت کے عمل میں ہمیں بھی اسی طرح سے شامل ہونا چاہئے۔ دیکھیں! بات یہ ہے کہ جو Annual Development Programme ہے اس کو یہ ہاؤس pass کرتا ہے۔ حکومت کا یہ حق ہے کہ وہ پروگرام بنائے اور اپوزیشن کا حق یہ ہے کہ اس کی بہتری کے لئے اس پر تنقید کرے، اختلاف کرے اور تنقید کرے۔ اب اگر Annual Development Programme اپوزیشن نے چلانا ہے تو پھر اپوزیشن کون کرے گا؟ یعنی یہ بات سمجھنے کی ہے۔ رہی بات خانیوال کی تو آپ فکر نہ کریں، خانیوال وزیراعلیٰ پنجاب خود جائیں گے، وہاں کے مسائل کو وہاں پر بیٹھ کر دیکھیں گے اور جتنے funds کی ضرورت ہو گی انشاءاللہ تعالیٰ دیئے جائیں گے۔ اگر آپ اس وقت اپنی پارٹی سے اجازت لے کر آنا چاہیں گے تو آپ کو بھی most welcome کیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر ہاؤس میں کچھ معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: میری ایک عرض سن لیں۔ تمام ممبران میرے لئے بہت معزز ہیں۔ کلو صاحب، نوانی صاحب، آمنہ الفت صاحبہ، لغاری صاحب اور جتنے بھی معزز ممبران ہیں، بہت معزز ہیں۔ ہم نے اس پر کوئی general discussion نہیں کرنی ہے۔ آج کے اجلاس کا ایک specific ایجنڈا ہے، اس پر جو آپ کا point تھا وہ بڑا valid ہے، وہ اب نوٹ ہو چکا ہے اور اس پر وزیر صاحب کارروائی

کریں۔ یہ اجلاس چل رہا ہے، آپ سب ان کو جا کر ملیں اور ان سے بات کریں۔ اب اس ایوان کے اندر ہم نے وہ کام کرنا ہے جس کے لئے آج کا ایجنڈا ہمارے پاس موجود ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے ایک بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں، اب سوال ایک ہو گیا ہے۔ کیا یہ اس سے related ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جی، اس سے related ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ وزیر قانون نے فرمایا کہ اس سے پہلے گورنمنٹ میں یہ ہوا کہ ایک male member وہ female کے فنڈز لے گیا۔ بات یہ ہے کہ اب حکومت تو ان کی ہے۔ اب ان کو کس بات کا خطرہ ہے؟ یہ ایسا نہ ہونے دیں بلکہ قانون بنا دیں، اس پر implementation کر دیں کہ جو جس حلقے کا ہے، فنڈز اسی حلقے میں لگایا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ ہماری حکومت خواتین کو بالکل حصہ سمجھتی ہے۔ میں سمجھ رہی تھی کہ یہ، یہ کہنا چاہ رہے تھے کہ "ہماری حکومت خواتین کو اس ایوان سے بالکل نکالنا چاہتی ہے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جو آپ کی سمجھ ہے وہ آپ کی سمجھ ہے جو بات انہوں نے کی ہے---

محترمہ آمنہ الفت: بات یہ ہے کہ جو خواتین کے ساتھ سلوک ہو رہا ہے وہ ہمیں نظر آ رہا ہے تو کل کو آپ خواتین کی حمایت کیسے لیں گے؟ یہ تو ان کی اپنی حکومت کی خواتین ہیں، اپوزیشن تو پھر پرائی ہے۔ ہمارے ساتھ چلیں جو مرضی سلوک روا رکھیں لیکن اپنی عورتوں کو تو کم از کم oblige کر دیں، شکریہ

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں محترمہ! اس بات پر بڑی clear line آ چکی ہے--- چلیں، ٹھیک ہے، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تو discrimination ہے کہ آپ خواتین کو ہی سنتے جا رہے ہیں۔

محترمہ نرگس فیض ملک: شیخ صاحب! خواتین کو کیا مل گیا ہے جو آپ پریشان ہو گئے ہیں، کیا ہو گیا ہے آپ کو؟

جناب سپیکر! وزیر قانون نے جو وضاحت کی ہے میں اس کی بھرپور مذمت کرتی ہوں کیونکہ ہم خواتین کوئی خیراتی کوٹا مانگ رہی ہیں اور نہ ہم خیراتی طریقے سے آئی ہیں۔ ہم ایک جدوجہد، مسلسل جدوجہد، struggle کر کے، ماریں کھا کر اور کوڑے کھا کر آئی ہیں۔ جیلوں میں بھی ہماری ساتھی بہنوں نے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ اس کے صلے میں ہم اپنے لئے کچھ نہیں مانگ رہی ہیں، ہم بھی حلقے کی عوام کے لئے ہی فنڈز مانگ رہی ہیں۔ آپ ہماری ترقیاتی سکیموں کو چیک کروا سکتے ہیں اگر کوئی سکیم غلط ہو، غیر معیاری یا غیر ضروری ہو تو آپ اس کو بے شک cancel کر سکتے ہیں لیکن ہم نے کوئی غیر ضروری سکیم نہیں دی۔ اگر ہمارا مطالبہ منظور نہ کیا گیا تو آپ کی تجاویز آنے تک ہم اسمبلی کے باہر دھرنا دیں گی۔ یہ تمام خواتین کا اعلان ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

ڈاکٹر خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری خواتین کو یہ احتجاج کرنا پڑ رہا ہے کہ ہم کو فنڈز دیئے جائیں حالانکہ یہ فنڈز ان خواتین کی مشاورت کے ساتھ elected members کے حلقوں میں دینا ضروری ہے۔ مجھے اس پیمانے کی سمجھ نہیں آئی جس کے اندر یہ کہا گیا ہے کہ ایک عورت چار مردوں پر بھاری ہے۔ وہ کیا پیمانہ ہے،

What is the land math? I don't know. I am unable to understand and think.

دوسرے نمبر پر ہم elected لوگ ہیں، ہم نے حلقوں میں جا کر ایک ایک بندے کے پاؤں پکڑ کر ووٹ مانگے ہیں پھر اس جگہ پر آئے ہیں۔ ان لوگوں کی priority list بنتی ہے priority list کے اندر یہ خواتین elect ہو کر آتی ہیں۔ ہم ان کا حصہ ہیں، یہ ہمارے لئے ووٹ مانگتی ہیں اور پارٹی کے لئے ووٹ مانگتی ہیں مگر ایک بندے کو ایک female یہ کہے کہ وہ بات میں دوبارہ دہرانا نہیں چاہتا چاہے آپ اس کو حذف کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، وہ آپ رہنے دیں، پلیز!

DR. KHLID IMTIAZ KHAN BALOACH: Next time they should be careful about such remarks.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کلو صاحب! اس کے بعد یہ بحث ہم wind up کریں گے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ non issue ہے۔ یہاں development fund کی جو وضاحت ہو رہی ہے وہ بالکل غلط ہے۔ کسی ایم پی اے کو کوئی development funds نہیں ملتے، یہ گورنمنٹ کے ترقیاتی فنڈز ہیں، یہ بجٹ کے پیسے ہیں۔ ایم پی اے کے پاس صرف identification کا حق ہے اور یہ identification سرکاری بنچوں پر جو لوگ بیٹھے ہوتے ہیں انہوں نے کرنی ہوتی ہے۔ ان بہنوں کو بھی identification کا حق ملنا چاہئے، وہ ضرور ملے گا اور میں recommend کرتا ہوں کہ ضرور ملے۔

میری استدعا ہے کہ پچھلے اجلاس میں میری دو تحاریک التوائے کار تھیں۔ ایک کا نمبر 475 تھا جو فلیٹ ریٹ آبیانے پر تھی اور دوسرا نمبر 480 تھا یہ شوگر ملز کے حوالے سے تھی جو وہ زمینداروں کے ساتھ ظلم کر رہے تھے۔ ان دونوں تحریکوں پر سپیکر صاحب اور وزیر قانون نے مہربانی فرمائی تھی اور یہ طے ہوا تھا کہ اس پر اگلے اجلاس میں بحث کے لئے ٹائم رکھا جائے گا۔ یہ انتہائی اہم issue ہے کیونکہ پانی ہمارے پاس ہے نہیں۔ اس وقت پکڑ دھکڑ شروع ہے اور کسانوں کو اندر کیا جا رہا ہے۔ ان سے پانی کے بغیر ٹیکس لیا جا رہا ہے۔ دوسرا شوگر ملز والوں نے پچھلے سیزن کے جو پیسے ہیں وہ ابھی تک نہیں دیئے۔ شوگر ملز ایسوسی ایشن بن چکی ہے اور کاشتکار غریب ہیں وہ شوگر ملز مافیا سے مقابلہ نہیں کر سکتے اس کے لئے بھی بحث ہونی چاہئے۔ ان دونوں تحاریک التوائے کار کے لئے time fix کریں تاکہ اس بارے کوئی معاملہ طے ہو سکے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب پہلے فائزہ ملک صاحبہ بات کر لیں پھر نوانی صاحب کر لیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں یہاں تھوڑی سی توجہ چاہوں گی کہ پچھلے آٹھ ماہ سے خواتین کے ساتھ یہ problem چلی آ رہی ہے کہ خواتین کو کسی قسم کی بھی، یوں کہہ لیں کہ ہم اس ایوان کے ممبران بنے ہیں تو member کی حیثیت سے ہمارا جو prerogative بنتا ہے وہ نہیں دیا جا رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ جو آج احتجاج ہوا ہے یہ آٹھ ماہ یا سات ماہ کا عرصہ گزرنے کے بعد آج سامنے آیا ہے جو خواتین کو on the floor of the House ریکارڈ کروانا پڑا۔ میں لاء منسٹر صاحب کی تھوڑی سی توجہ چاہوں گی۔ انہوں نے ابھی فرمایا ہے کہ ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جو ایک لائحہ عمل طے کرے گی کہ خواتین کے فنڈز کو کیسے استعمال

کیا جائے۔ میری درخواست ہے کہ اس میں بھی فرق کیا گیا ہے کہ جو کمیٹی آپ نے ہمارے لئے بنائی ہے اس کمیٹی میں خواتین کی کوئی نمائندگی نہیں رکھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! دوسری بات میں آپ کی اجازت سے یہ کہنا چاہوں گی کہ میرے علاقے میں جہاں میں رہتی ہوں میرا خیال ہے وہ میرا حلقہ بنتا ہے کیونکہ میں وہاں پر رہ بھی رہی ہوں اور الیکشن کے دوران میرا وہاں پر اپنی پارٹی کی طرف سے ایک role رہا ہے تو وہاں کے علاقے کے مسائل کو میں نے ہمیشہ اہمیت دی ہے اور وہاں پر ان لوگوں کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش بھی کی ہے لیکن پچھلے دِنوں ہمارے علاقے ٹھوکر نیاز بیگ میں ایک flyover بن رہا ہے اس سلسلے میں چیف منسٹر صاحب کی طرف سے اس کو review کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے وہاں کے ایک ہزار دُکاندار اس flyover کی وجہ سے متاثر ہو رہے ہیں کیونکہ ان لوگوں کی طرف سے چیف منسٹر صاحب کو یہ احتجاج ریکارڈ کرایا گیا تھا کہ ان لوگوں کو ان کا حق صحیح طریقے سے نہیں دیا جا رہا ہے اور ان کی دُکانیں گرائی جا رہی ہیں تو میں یہاں پر یہ بھی request کرنا چاہوں گی کہ جب اس علاقے کے مسائل کے حل کے لئے میں پچھلے آٹھ ماہ سے کوشش کر رہی تھی کہ چیف منسٹر صاحب تک یہ بات پہنچ جائے تو جب چیف منسٹر صاحب تک یہ بات پہنچی ہے تو اس کے بعد مجھے اس کمیٹی میں نہیں رکھا گیا حالانکہ وہ میرا علاقہ ہے اس کمیٹی میں پتا نہیں کون لوگ ہیں جو اس علاقے کے مسائل کو review کر رہے ہیں؟

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ سارے میری بات سُن لیں۔ جی، شہزادی عمر زادی ٹوانہ صاحبہ!۔۔۔ اس کے بعد پھر میں ڈھکو صاحب آپ کو موقع دیتا ہوں۔ پھر آپ بات کر لیجئے گا۔ پلیز! پہلے ان کی بات سُن لیں۔

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: جناب سپیکر! وہ خواتین جو reserve seats پر آئی ہیں میں ان کے جذبات کا اندازہ لگا سکتی ہوں کیونکہ میں پچھلے tenure میں reserve seats پر MNA بن کر آئی تھی۔ پھر جو فنڈز ہمیں نیشنل اسمبلی میں دیئے گئے میں ان کی کارکردگی پر elections میں اس دفعہ MPA منتخب ہو کر آئی ہوں۔ میرے خیال میں خواتین کو فنڈز ضرور دیئے

جانے چاہئیں تاکہ ان کو بھی کام کرنے کا موقع ملے لیکن میں وزیر قانون رانا صاحب سے پورا اتفاق کروں گی کہ اس کی ایک پالیسی بنانی چاہئے۔ کافی اضلاع ایسے ہیں جن کے حلقوں میں سے کوئی عورت reserve seat پر نہیں آئی۔ زیادہ تر 60 کے لگ بھگ reserve seats پر عورتیں ہیں اور ان میں سے 30 کے قریب جو کہ نصف تعداد ہے وہ لاہور سے تعلق رکھتی ہے تو میرے خیال میں، جو میرے بھائی male ممبران ہیں وہ بھی اس بات پر اتفاق کریں گے کہ جو فنڈز ان کو پہلے ملے وہ بااثر سیاستدان اپنے حلقوں میں لے جاتے ہیں اور جو باقی ایم پی اے حضرات ہیں ان کے حلقوں میں فنڈز کی appropriate تقسیم نہیں ہوتی تو اس سلسلے میں جیسے سرگودھا، خوشاب اور بھکر سے شاید کوئی خواتین نہ ہوں تو کیا ہمارے اضلاع کو، ان reserve seats کی خواتین کے فنڈز میں سے کچھ نہیں ملے گا؟ میں یہ چاہوں گی کہ جو کمیٹی بنے اس میں اس طرح کی ایک پالیسی رکھی جائے کہ ان خواتین کو حلقے مختص کئے جائیں کیونکہ خواتین تو ہر حلقے میں ہیں، یہ نہیں ہے کہ یہ لاہور کی رہائشی ہیں تو لاہور میں ہی ان کے فنڈز جانے چاہئیں، ان کو لاہور کے ہی projects دیئے جانے چاہئیں۔ خواتین چونکہ پورے پنجاب میں ہر حلقے میں برابر کی موجود ہیں، ان خواتین کو ضلعے یا حلقے مختص کئے جائیں۔ اس کمیٹی میں، جہاں پر انہیں ایم پی اے، ایم این اے کی مشاورت سے یہ projects دیئے جائیں، ان کو فنڈز دیئے جائیں، وہ فنڈز تکمیل تک پہنچائیں اور اپنی کارکردگی دکھائیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میری اب باقی ممبران سے گزارش ہے کہ وہ بیٹھ جائیں کیونکہ ابھی تک ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع ہی نہیں کر سکے۔ جی، ڈھکو صاحب!

ملک جلال الدین ڈھکو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! ہم لابی میں اسی ضمن میں بات کر رہے تھے۔ عظمیٰ گیلانی صاحبہ بھی تشریف لے آئیں۔ وہاں دوستوں کے درمیان کافی discussion ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ آپ کے وقت کی تھیں عظمیٰ گیلانی۔ یہ عظمیٰ بخاری ہیں۔۔۔(قہقہے)

ملک جلال الدین ڈھکو: جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ۔ اس وقت میرے ساتھ چند دوست کھڑے تھے، ہم اکٹھے کھڑے تھے، جاوید علاؤالدین صاحب تھے، معین وٹو صاحب تھے، یاور صاحب تھے اور کئی دوست تھے۔ عظمیٰ صاحبہ نے ہمارے ساتھ ایک فیصلہ کیا اور فیصلہ یہ ہے کہ عظمیٰ صاحبہ نے کہا، میں نے بھی کہا، ہم سب دوستوں نے کہا کہ اگر کوئی فنڈز لینا چاہتا ہے تو اگلی دفعہ آپ general

seats پر آجائیں، ہمیں special seats دے دیں تو فنڈز آپ کے لئے کھلے ہیں۔ یہ بات وہ مان گئے انہوں نے کہا ہمیں منظور ہے۔

جناب محمد معین وٹو: ہمیں منظور ہے۔

میاں یاور زمان: پورے ایوان کو منظور ہے کہ ہم فنڈز نہیں لیں گے۔

ملک جلال الدین ڈھکو: ہمیں منظور ہے۔ یہ بات وہ مان گئے کہ ہم فنڈز نہیں لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ اس ہاؤس کی کارروائی کو اب آگے چلاتے ہیں۔ جی!

only one minute

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں موجودہ topic سے ذرا ہٹ کر بات کروں گی۔ یہ ہمارے دائرہ کار میں نہیں ہے کیونکہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کے دائرہ کار میں ہے، آئی ایم ایف کی جو شرائط دی گئی ہیں ان کو فیڈرل گورنمنٹ میں نہیں بتایا جا رہا اور نیشنل اسمبلی میں بھی زیر بحث نہیں لایا جا رہا لیکن چونکہ یہ پورا ایوان جانتا ہے کہ زیادہ تر ہمارے حلقے زرعی ہیں، کسانوں کے problems ہیں اور ہم زیادہ تر ان کی نمائندگی سے یہاں پر پہنچے ہیں تو میں یہ چاہوں گی کہ قرارداد اگلی دفعہ ضرور منظور کی جائے کیونکہ جو شرائط زمینداروں اور چھوٹے کسانوں پر عائد کی جائیں گی اس کا effect خاص طور پر ٹیکس کے حوالے سے پنجاب پر آتا ہے۔ شوکت ترین صاحب کے بیانات کی میں مذمت کرتی ہوں کہ specially small agriculturists پر farmers پر 18 فیصد ٹیکس کا جو وہ سوچ رہے ہیں ہمیں یہ بتایا جائے کہ کیا IMF کی شرائط میں زرعی ٹیکس موجود ہے یا نہیں ہے کیونکہ effectives جو ہوں گے وہ eventually پنجاب کا ایک چھوٹا زمیندار اور کسان ہوگا۔

I take it for granted that all the MPAs will stand by me in this that no agricultural tax should be imposed on the farmers. Thank you.

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی---

کرنل (ریٹائرڈ) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! بجٹ کو دیکھیں! funds allocation جو ہے یہ کسی ایک سیٹ کے لئے مختص نہیں ہے۔ بجٹ logical division of funds ہے، logical division کی جب ہم بات کرتے ہیں تو اس میں کوئی ایک سیٹ کی بات آتی ہے نہ کوئی

سپیشل سیٹ کی بات آتی ہے۔ ہم ایک ایسی بحث میں پڑ گئے ہیں کہ ہم نے ایک خواتین کی سیٹ اور دوسری سیٹ کو الگ الگ کر دیا ہے، basically یہ ہے کہ logical division ہے، logical division میں اگر ہم دیکھیں تو South 16 districts ہیں، باقی 19 districts ہیں اگر ہم ابھی تک انہی کی funds allocation دیکھیں تو South تو پہلے ہی بہت پیچھے ہے۔ اگر ہم خواتین کو special یا الگ فنڈز دے دیں گے تو خواتین کی majority پہلے ہی 19 districts سے ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اپر پنجاب کو اور فنڈز مل جائیں گے، جنوبی پنجاب تو پہلے ہی غربت میں پس رہا ہے۔ آپ دیکھیں! ساؤتھ کو جس وقت سیٹیں دی گئیں اس وقت بھی ساؤتھ کی بات نہیں کی گئی۔ آج اگر دیکھیں کہ 172 ملین کا ہمارا بجٹ ہے اس میں سے ساؤتھ کو کتنے پیسے دیئے گئے ہیں؟ بات یہ ہے کہ ہم نے آگے بڑھنا ہے تو اس چیز کو دیکھنا ہے کہ logical division ہے؟ logical division کے لئے یہ ہے کہ ADP بننے سے پہلے ہم projects دیتے ہیں۔ جب ہم نے projects دیئے تو ان کو consider نہیں کیا گیا اور بعد میں چار چار کروڑ روپیہ دے دیا گیا تاکہ اس طرح کی چیزوں کو cover کر دیا جائے۔ logical division کے حساب سے اگر کیا جائے گا تو یہ جو بحث ہم آج کر رہے ہیں کہ یہ فنڈز مردوں کے لئے ہونے چاہئیں یا عورتوں کے لئے ہونے چاہئیں یہ بحث ہی ختم ہو جائے گی۔ کھوسہ صاحب موجود ہیں، میں ان کی وساطت سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مہربانی کر کے south کو دیکھا جائے، غربت کو اوپر لایا جائے تاکہ غریب آدمی کی بھی بہتری ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ نجمی سلیم صاحبہ!۔۔۔جی، لاء منسٹر صاحب بات کر لیں۔ لاء منسٹر صاحب کھڑے ہیں اس کے بعد پھر میں آپ کو بلا رہا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! آپ نے لاء منسٹر کو floor دیا ہے، ان کے بعد مجھے اجازت دیجئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس point پر کافی بات ہو گئی ہے، اس میں سے ایک تو میں شہزادی عمر زادی ٹوانہ صاحبہ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس side پر بیٹھ کر بھی ایک بڑی logical اور reasonable بات کی ہے۔ اس میں بات وہی ہے جو دوسرے بھائی کر رہے ہیں حالانکہ اس میں اگر آپ دیکھیں تو کوئی لیڈر کتنا ہی بڑا کیوں نہ

ہو لیکن اس کا آخر کوئی ایک اپنا گھر ہوتا ہے، محلہ ہوتا ہے، شہر ہوتا ہے، ضلع ہوتا ہے اور اسے وہ باقی لوگوں کی طرح عزیز ہوتا ہے اگر اس بات کو پیش نظر رکھا جائے تو اس لحاظ سے یہ بات میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کو suit کرتی ہے۔

جناب سپیکر! اگر یہ special fund خواتین کو ملیں اور وہ اپنے ہی رہائشی کے حلقے میں ان کو خرچ کریں لیکن اس سے discrimination بنتی ہے اور disparity بنتی ہے، ہم اس چیز کو دور کرنے کے لئے ان خواتین بہنوں سے بھی مشورہ کریں گے، باقی ڈھکو صاحب کو بھی اس میں شامل رکھیں گے کہ اگر ان کی بات طے ہو جائے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اس بارے میں خواتین ممبران بالکل ناراضگی کا اظہار نہ کریں اور protest نہ کریں اس کا ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا جو بھی فیصلہ ہو گا ان کی مشاورت، consensus کے ساتھ ہو گا اور کوئی یک طرفہ فیصلہ نہیں ہو گا تو اس لئے وہ اطمینان رکھیں۔ انشاء اللہ جونہی چیف منسٹر صاحب واپس آتے ہیں تو ان کے ساتھ بیٹھ کر debate اور consensus کے ساتھ فیصلہ کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں، میرا جواب آ چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نجمی سلیم صاحبہ!

محترمہ نجمی سلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے موقع فراہم کیا ہے۔ سب سے پہلے تو میں اس ایوان کے اندر جو کہ اب جمہوری ایوان ہے اور جمہوریت کے اندر equality کی بات کی جاتی ہے اور اس ایوان کے اندر جتنے بھی خواتین اور مرد ہیں وہ سب فاضل رکن اور ممبر ہیں اور وہ سب محترم ہیں اس لئے جو discrimination کی بات وزیر قانون صاحب کر رہے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ وہ خود ہی deny کر رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ خواتین کے ساتھ جو بھی behave کیا گیا اور ذکر ہو رہا ہے، جمہوریت کے اندر یہ انتہائی غیر مہذب behaviour ہے جو کہ ہم خواتین کے ساتھ ہو رہا ہے اور خواتین کے ساتھ ہی ساتھ minorities سے بھی اسی طرح کا سلوک کیا جا رہا ہے کیونکہ اقلیتوں کا جو فنڈ تھا، خواتین کے ساتھ ساتھ اقلیتوں کا 2007 اور 2008 کا فنڈ تھا اس کو بھی cancel کر دیا گیا ہے لہذا میں اس ایوان کے اندر نہ صرف یہ کہ خاتون رکن ہوتے ہوئے اور minorities کا رکن ہوتے ہوئے بھی میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے ساتھ انتہائی زیادتی ہو رہی ہے جبکہ ہمارے جو 35 اضلاع ہیں ان کے اندر 10 سے 15 ہزار تک ووٹر موجود ہیں لہذا میں بھی اپنی

معزز خواتین سے جنہوں نے ابھی واک آؤٹ کیا ہے ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے واک آؤٹ کروں گی کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس سے ایوان کے اندر آج یہ ظاہر ہوا ہے کہ خاص طور پر خواتین اور minorities کے حوالے سے بہت سارے ہمارے فاضل رکن اور وزیر قانون صاحب کی بھی کیا thinking ہے۔ شکریہ

ملک محمد عباس راں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عباس صاحب!

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ سب سے پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ جب ایوان میں اذان سنائی دیتی ہے تو یہ ایک مسلمان ملک کی اسمبلی ہے، اذان کے وقت ہم تھوڑی دیر کے لئے اسمبلی میں خاموشی اختیار کرتے ہیں اور اس کے بعد ہاؤس کی کارروائی جاری رہتی ہے اصولاً یہ چاہئے کہ اذان کے بعد سپیکر اپنی Chair چھوڑ دیں اور پندرہ بیس منٹ کا وقفہ نماز ضرور ہونا چاہئے تاکہ جو بھی نماز پڑھنا چاہتا ہے، وہ نماز پڑھے اور جو نہیں پڑھنا چاہتا وہ باہر لابی میں بیٹھ کر چاہے گپیں لگائے یا جو بھی کام کرنا چاہتا ہے کرے لیکن یہاں پر ہمیں بیٹھنا پڑتا ہے کہ اگر ہم نماز پڑھنے چلے جائیں تو کہیں پیچھے سے عورتوں کو فنڈ نہ مل جائیں اور ہم رہ نہ جائیں اس لئے ہماری نماز بھی رہ جاتی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس پر بہت بحث ہو چکی ہے اور میں مختصر عرض کرتا ہوں کہ جو خواتین جنرل الیکشن لڑ کر آئی ہیں ان کو فنڈ دیا جائے وہ ہمیں compare کرتی ہیں اور جو reserve seats پر آئی ہیں وہ اگر فنڈ لینا چاہتی ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں، اگر وہ چاہتی ہیں تو میں اپنی سیٹ چھوڑتا ہوں اور وہ وہاں پر جنرل الیکشن لڑیں پھر وہاں سے فنڈ لے لیں اور مجھے آپ reserve seat پر ممبر بنا دیں اور جو میرے allowances ہیں بلکہ میں ہاؤس کے تمام allowances کے بارے میں کہوں گا کہ تمام مردوں کو آپ reserve seats دے دیں اور ہم 1/3 حصہ اپنے جو allowances ہیں وہ development میں دے دیں گے، یہ ان کو ہم اپنا اختیار دے رہے ہیں اور ہراج صاحب نے سوال کیا اور میں ان کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ خانیوال میں (ن) لیگ کو ووٹ نہیں پڑے یا پیپلز پارٹی کو ووٹ نہیں پڑے تو میں حیران ہوں کہ یہ بات جب وہ کہہ رہے تھے تو پتا نہیں کہ ان کو یہ بات کہتے ہوئے شرم محسوس نہیں ہوئی کہ جب ان کی حکومت تھی، میرا بھائی ملک ارشد راں اس ہاؤس کا ممبر تھا اور پانچ سال اس ہاؤس کا

ممبر رہا ہے اور میں تحصیل ناظم ملتان تھا، میرے بطور تحصیل ناظم فنڈ بند کئے گئے اور میرے بھائی کو بھی فنڈ نہیں ملا۔ مجھے اور میرے چھوٹے بھائی کو بھی ہراج صاحب کی پارٹی سے فون آتے تھے کہ آج پیپلز پارٹی کو چھوڑ دیں، (ق) لیگ join کر لیں، آپ فنڈ بھی لیں اور فنڈ کے علاوہ اور بھی جو کچھ آپ مانگنا چاہتے ہیں ہم آپ کو دیں گے۔ grade-16 کی نوکریاں بھی دیں گے تو آج یہ کس میرٹ کی بات کرتے ہیں؟ اس وقت ان کا میرٹ کہاں گیا تھا؟ خانیوال میں وزیر اعلیٰ صاحب خود تشریف لے جائیں گے، وہ خانیوال کا فنڈز خانیوال میں ہی استعمال کریں گے لیکن وہ (ق) لیگ کی صوابدید پر نہیں ہو گا بلکہ اس خانیوال کی غریب عوام کی صوابدید پر ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محمد یار ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے floor دیا اور ایک گزارش کروں گا کہ آپ ہم اپوزیشن والوں کو بھی بولنے کا موقع دیں۔ آپ سارا وقت خود ہی حکومت بن جاتے اور خود ہی اپوزیشن بن جاتے ہیں، ڈبل مزے میں ہیں تو جب ہماری طرف سے کوئی ممبر اٹھتا ہے تو ہمیں بھی بولنے کا موقع دیں۔ میرا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس issue پر بہت بحث ہو چکی ہے اگر آپ کوئی general day مخصوص کرتے ہیں کہ جس میں یہ فیصلہ ہو جائے تو اس کے لئے بھی ہم حاضر ہیں، اگر آپ اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اپوزیشن کے اس صوبے میں کوئی حقوق ہیں یا نہیں ہیں تو ہم اس پر بھی بحث کرنے کے لئے حاضر ہیں، اگر یہ بات کرتے ہیں کہ ملتان میں یہ ہوا، وہ ہوا تو آج وہی کام DCOs کر رہے ہیں جو اس وقت ہو رہا تھا تو آپ کی حکومت نے عوام کو دو روپے کی روٹی کے پیچھے بھیک منگوانے کے علاوہ تو ہم سے کوئی مختلف کام نہیں کیا۔ میں صرف آپ سے گزارش کروں گا کہ اگر کسی چیز کا آپ کو کوئی حل چاہئے تو ہم حاضر ہیں، ہمارے ساتھ constructive debate کریں، اگر کسی چیز کو discuss کرنا ہے تو ہم حاضر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ ہراج صاحب! بہت شکریہ۔ ساجدہ میر صاحبہ! جو خواتین باہر واک آؤٹ کر کے گئی ہوئی ہیں ان کو واپس لانے کے لئے فاروق یوسف گھرکی صاحب، غزالہ سعد رفیق صاحبہ اور فائزہ ملک صاحبہ کے ساتھ جائیں اور حکومت کے behalf پر ان کے ساتھ بات کر کے آئیں۔

رانا محمد ارشد: پوائنٹ آف آرڈر۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

جناب ڈپٹی سپیکر: غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع ہونی تھی لیکن ابھی تک ہم اس کو شروع نہیں کر سکے۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں، پھر اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں، آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے۔ مسودات قانون جو پیش کئے جائیں گے، مفاد عامہ کے متعلق قراردادیں، متفرق تحریک اور عام بحث ہے تو سب سے پہلے مسودات قانون پیش کئے جائیں گے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میری تحریک کا جواب کہاں گیا ہے؟

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے سیکرٹری صاحب سے کہہ دیا ہے کہ وہ ریکارڈ چیک کر کے کل ہمیں بتائیں گے پھر ہم ہاؤس کے اندر بتائیں گے۔ پلیز! تشریف رکھیں۔ ابھی بہت زیادہ business پڑا ہے لہذا میں مسودات کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ سب سے پہلے چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ) کی طرف سے ہے:

The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 14 of 2008)

بسرا صاحب موجود نہیں ہیں لہذا this is disposed of

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2008

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا بل چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

Ch. Aamar Sultan Cheema may move the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 15 of 2008)

CH. AAMAR SULTAN CHEEMA: I move:

> ‘‘That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008.’’

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> ‘‘That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2008’’.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it Sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس بل میں کوئی خاص چیز تو demand نہیں کی گئی بلکہ اس میں صرف یہی ہے کہ ممبران اسمبلی کو استحقاق حاصل ہونا چاہئے کہ وہ جا کر ان اداروں کا visit کریں اور ان کی کارکردگی کی رپورٹ ایوان میں پیش کر سکیں تاکہ ان اداروں کی کارکردگی بہتر ہو سکے۔19- اپریل 2006 کو اسمبلی میں قانون پاس کیا گیا تھا اور ان اداروں کا قیام عمل میں آیا تھا۔ اب دو سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے لیکن ابھی تک ان کی کوئی رپورٹ ایوان میں نہیں آئی۔ لہذا استدعا ہے کہ ان اداروں کی کارکردگی کو monitor کرنے کے لئے یہ ترمیم کی جائے تاکہ ہم دیکھ سکیں کہ یہ ادارے کس طرح کام کر رہے ہیں اور لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے کیا طریق کار اپنا رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ پرائیویٹ ممبرز بل، ممبرز کا بالعموم اور اپوزیشن کا بالخصوص right ہے کہ وہ اس سلسلے میں معاملات دیکھے اور contribute کرے۔ میں اس سلسلے میں محکمے کی طرف سے ارسال کردہ جواب پڑھ دیتا ہوں۔

> " مجوزہ ترمیم کے ذریعے محرک مذکورہ ادارے کو استحقاقات کے قانون کی دفعہ 17 میں ترمیم کے ذریعے شامل کروانا چاہتے ہیں اس سلسلے میں گزارش ہے کہ پنجاب میں اسی نوعیت کے ادارے سینکڑوں کی تعداد میں ہیں جو مختلف

> قوانین کے تحت قائم شدہ ہیں۔اگر اس طرح دفعہ 17 میں ترمیم کی جاتی رہی تو یہ دفعہ کئی صفحات پر بن جائے گی۔حکومت اس ترمیم اور اس طرح کی دوسری ترامیم کا جائزہ لے کر از خود ترامیم قانون ہذا میں اگر ضروری ہوا تو ایوان میں پیش کرے گی۔"

آج میں حکومت کے اس gesture کو اپوزیشن کی طرف extend کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب محکمہ اس میں ترامیم کی ضرورت محسوس کرتا ہے تو بجائے اس کے کہ ہم اس کو صرف اپنے تک محدود رکھیں کہ ہم ہی اس کا جائزہ لیں گے اور اس کے بعد اس میں ترامیم ہوں گی۔میں نے صرف یہ بات on record لانے کے لئے اسے oppose کیا تھا۔ میں اپنے اس جواب کے بعد اسے oppose نہیں کرتا لہذا یہ leave grant کی جائے۔یہ اپنی تحریک پیش کریں پھر اس میں contribute کریں،اس میں ترامیم لائیں اور ہم accept کریں گے۔

MR.DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> ''That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008.''

(The motion was carried)

MR. DEPUTY SPEAKER: Mr. Aamar Sultan Cheema may introduce the Bill.

CH. AAMAR SULTAN CHEEMA: I introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008, has been introduced in the House under Rule-90(4) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. Under Rule-94. It is referred to the existing Special Committee with the direction to submit its report up to 31st December 2008.

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی مصدرہ 2008

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, The Punjab Irrigation & Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 16 of 2008). Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari may move the Punjab Irrigation & Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008.

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

> "That leave be granted to introduce the Punjab Irrigation & Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008.''

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That leave be granted to introduce the Punjab Irrigation & Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008.''

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker, Sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ مجوزہ پیڈا (PIDA) اتھارٹی ترمیمی بل (Bill No.16 of 2008) اتھارٹی کے اگلے منعقدہ اجلاس بتاریخ 25-نومبر 2008 میں پیش کیا جارہا ہے-اس کے کسان ممبران کی اکثریت بھی صوبائی اسمبلی کے معزز ممبران ہیں۔ اتھارٹی اس بل پر غور و خوض کے بعد جو بھی فیصلہ کرے گی اس بابت مطلع کر دیا جائے گا۔ میں محرک کو یقین دلاتا ہوں کہ انھوں نے جو ترمیم پیش کی ہے ہم اتھارٹی کے اس اجلاس میں اسے carry کر لیں گے-

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس میں law is very much clear اگر آپ نے کوئی short statement دینی ہے تو فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اتنا عرصہ گزر گیا ہے لیکن ابھی تک اس کے objective achieve کیوں نہیں ہو رہے؟ آپ کا دور بھی گزر رہا ہے اور ہمارا بھی گزرا ہے لیکن اس کے objective meet نہیں ہو رہے لہذا یہ مسئلہ حل ہونا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس ترمیم میں صرف اتنی سی بات ہے کہ اس ترمیم کے ذریعے سالانہ رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کا پابند بنانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ آج اس بل کو سپیشل کمیٹی کو refer کرتے ہیں تو اس پر وہاں کمیٹی میں کافی عرصہ تک discussion ہونے کے بعد ایوان میں آئے گا پھر جا کر یہ amendment ہو گی چونکہ اب اس بارے میں محکمے کا اجلاس ہو رہا ہے ہم آپ کی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں اور شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے اس بات کی نشاندہی کی ہے اور محکمہ اس ترمیم کو carry کر لے گا لیکن اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ نے کمیٹی میں ہی بیٹھ کر اس پر غور و خوض کرنا ہے تو اس پر بھی حکومت کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ بیٹھیں اور حکومت کو کوئی اچھی suggestion دینا چاہتے ہیں تو most welcome.

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! فاریسٹ کے بارے میں ہمارا ایک بل تھا، رانا صاحب نے اس سلسلے میں بھی کہا تھا کہ ہم اگلے اجلاس میں لے آئیں گے تو اس وقت ہم نے وہ withdraw کر لیا تھا لیکن اب تیسرا اجلاس آ گیا ہے اور وہ بل ابھی تک ایوان میں پیش نہیں کیا گیا ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Right now, I think he is opposing that Bill.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر رانا صاحب agree کر گئے ہیں تو پھر اسے کمیٹی کو refer کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لغاری صاحب نے کس بل کا ذکر کیا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: وہ فاریسٹ کا بل تھا جس میں ہم نے ترامیم دی تھیں، اس میں 8 آنے، 4 آنے جرمانہ اور ہاتھی کے آنے سے جو نقصان ہے۔ ہم نے کہا تھا کہ اس کو update کر کے لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی زیر بحث بل پر بات کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): لغاری صاحب! شاید آپ اس وقت ایوان میں موجود نہیں تھے۔ میں نے اس کے متعلق عرض کیا ہے کہ اس وقت وہ بالکل final stage پر ہے اور آپ نے جن معاملات کی نشاندہی کی تھی ان کا احاطہ وسیع کر کے ہم نے اور بہت ساری چیزیں لی ہیں اور میری کوشش ہے کہ اسی اجلاس میں اسے لے آئیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: تو کیا اس کو introduce کر لیں تاکہ اس میں کچھ ہماری input بھی ہو جائے گی ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر آپ چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے، most welcome ان کو allow کر دیں۔

MR.DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That leave be granted to introduce the Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008."

(The motion was carried)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Mr. Aamar Sultan Cheema may introduce the Bill or Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari may introduce the Bill.

MR. MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I introduce the Punjab Irrigation & Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Punjab Irrigation & Drainage Authority(Amendment) Bill, 2008 has been introduced in the House Under Rule-90(4) of the Rules of Procedure of the

Provincial Assembly of the Punjab 1997. Under Rule-94, it is referred to the existing Special Committee with the direction to submit its report upto 31st of December 2008.

مسودہ قانون(ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2008

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, the next one is the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 17 of 2008) and the mover is Ch. Zahir-ud-Din.

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس کو move کروں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ کا نام اس میں ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جی ہاں۔

MR. PEPUTY SPEAKER; Amna Ulfat may move the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008.

MRS. AMNA ULFAT: Sir,I move:

> "That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved:

> "That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008."

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس amendment کے ذریعے گداگروں کے لئے جو قائم شدہ ادارے اور homes welfare ہیں ان کے visit کے متعلق یہ

ترمیم کرنا چاہتے ہیں تو ہم ان کی اس تجویز کو welcome کرتے ہیں۔ آپ ان کو اس کی اجازت دے دیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008."

(The motion was carried)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج چار مسودات قانون سازی کے لئے ایجنڈے پر تھے اور ان میں سے صرف ایک اس وجہ سے رہ گیا ہے کہ وہ آج پیش نہیں ہو سکا۔ غالباً اس کے mover آج یہاں پر موجود نہیں تھے۔ تین مسودات آج پیش ہوئے ہیں اور یہ تینوں مسودات اپوزیشن کی طرف سے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ "سند رہے تاکہ بوقت ضرورت کام آئے" تو یہ بات سند رہے کہ ہم نے ان کو accept کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اپوزیشن کا اصل یہ کام ہے۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ آپ اس میں contribute کریں ہم آپ کو more than welcome کریں گے۔

MR. DEPUTY SPEAKER Amna Ulfat may introduce the Bill:

MRS. AMNA ULFAT: I introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008.

MR. DEPUTY SPEAKER: The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 has been introduced in the House under the Rule 90(4) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. Under Rule 94, it is referred to the existing Special Committee with the direction to submit its report up to 31st of December 2008.

اب مسودات قانون مکمل ہو گئے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ جب سے میاں شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب بنے ہیں تو لوگوں کی بڑی expectations ہیں کہ اب merit پر عمل ہوگا اور جو لوگ کرپشن کر رہے ہیں وہ ڈریں گے۔ کافی حد تک معاملہ کنٹرول بھی ہو گیا ہے لیکن ابھی تک ہمارے ضلع ملتان میں یہ کام جاری ہے۔ وہاں ایک ٹاؤن شاہ رکن عالم ہے جہاں پر پچھلے تین سالوں میں انتہا کی کرپشن ہوئی ہے۔ ابھی حال ہی میں، پرسوں ایک property tax کے ٹھیکے کی بولی 2 کروڑ 63 لاکھ پر گئی تھی، اس کو انھوں نے مل ملا کر ایک کروڑ 61 لاکھ روپے میں declare کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاہ رکن عالم ٹاؤن کے عوام اس سے suffer کر رہے ہیں۔ عوام کے مفاد عامہ کے لئے جو پیسا اکٹھا ہونا ہے وہ ٹاؤن کی انتظامیہ اور ٹاؤن ناظم مل کر کھیلے کر کے خورد بُرد کرنے کے چکر میں ہیں۔ میری اس ایوان کی وساطت سے گزارش ہے کہ اس ٹھیکے کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے۔ اس ٹھیکے کی دوبارہ شفاف طریقے سے بولی ہو تاکہ عوام کا پیسا عوام پر استعمال ہو سکے، نہ کہ ٹاؤن انتظامیہ یا ٹاؤن ناظم اس کو اپنے ذاتی استعمال میں لے جائے۔ میری یہی گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ بڑا important matter ہے۔ آپ اس میں concern minister سے مل لیں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر اس issue پر بات کر لیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ اس پر ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ اس طرح پچھلے تین سالوں میں انھوں نے جو کرپشن کی ہے وہ بھی سامنے آ سکے گی۔ میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ پنجاب میں کرپشن کے حوالے سے اگر کوئی سب سے آگے ہے تو وہ شاہ رکن عالم ٹاؤن ملتان ہے۔ لازمی طور پر اس نے کرپشن میں پنجاب میں top کیا ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس حوالے سے already ایک audit ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے آپ متعلقہ وزیر صاحب سے مل لیں اور جمعہ تک آپ ہمیں یہاں پر اسی ہاؤس میں بتا دیں۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ وہ جو ٹھیکہ ہے اس کے لئے فوری طور پر کچھ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ سے یہی تو کہہ رہا ہوں کہ آپ منسٹر صاحب کو ملیں۔ چلیں کل تک آپ ہاؤس کے اندر ہمیں پوائنٹ آف آرڈر پر inform کر دیں۔ آپ آج ہی منسٹر صاحب سے مل لیں اور اس کے بعد اس کا update جواب ہمیں دیجئے گا۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ہراج صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں حکومتی بنچز اور خاص کر وزیر قانون کا شکریہ ادا کروں گا کہ جو آج تین بل introduce ہوئے ہیں وہ تینوں اپوزیشن کے ہیں۔ میں شکریہ ادا کروں گا کہ وزیر قانون صاحب نے ان کو accommodate کیا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ اگر آپ ہمیں وقت دیں گے تو ہم positive role ہی play کرنا چاہیں گے۔ اگر آپ ہمیں bulldoze کریں گے، ہمیں بولنے کا موقع نہ دیں گے اور اپنے ہی بنچز میں سے اپوزیشن کو ڈھونڈتے رہیں گے تو شاید ایوان کی کارروائی اتنی smoothly نہ چل سکے تو آپ کا بھی بہت بہت شکریہ کہ آپ نے ہمیں وقت دیا اور ہماری خواہش ہے کہ ہم اپنا role بہتر سے بہتر play کریں۔ شکریہ

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب ہم مفاد عامہ کی قرار دادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرار داد شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں ہراج صاحب کو بڑے مؤدبانہ الفاظ میں کہوں گا کہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ آج ممبران کا یہ right, prerogative ہے۔ آج اپوزیشن یا حکومتی بنچز کا کوئی concept نہیں ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میرا بھائی اپنی تصحیح فرما لے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

عوام کی جمع شدہ رقوم پر بنکوں کو افراط زر کی سالانہ شرح سے 2 فیصد زائد سالانہ منافع دینے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ معزز ایوان مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بنکوں میں عوام کی جمع رقومات پر بنکوں کو کم از کم منافع افراط زر کی سالانہ شرح سے 2 فیصد زائد سالانہ دینے کا پابند کیا جائے اور بنکوں کا عوام کش (cartel) ختم کرایا جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس قرارداد کے ذریعے سے جو معاملہ اس معزز ایوان کے نوٹس میں معزز رکن شیخ علاؤالدین صاحب لائے ہیں اس کی اہمیت سے بالکل انکار نہیں ہے۔ میں اس کو oppose نہیں کرتا لیکن میں اس سلسلے میں اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ معاملہ صوبائی حکومت سے متعلق نہیں ہے۔ یہ سٹیٹ بنک اور وفاقی حکومت سے متعلقہ ہے۔ ہم اس قرارداد کو وفاقی حکومت اور سٹیٹ بنک کے متعلقہ حکام کو refer کر سکتے ہیں اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کا شکر گزار ہوں۔ میں نے اسی لئے یہ قرارداد move کی ہے کہ یہ وفاقی حکومت اور سٹیٹ بنک کا معاملہ ہے لیکن میں تھوڑی سی اس ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ پوری دنیا میں depositor اور lender کا فرق تمام بنکوں کا 3 فیصد سے زیادہ نہیں ہوتا۔۔۔ میں جناب کی توجہ چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اصل میں ہمارے ممبران نے جو walk out کیا ہوا ہے وہ معاملہ بھی ساتھ ساتھ چل رہا ہے، sorry.

شیخ علاؤالدین: نہیں، کوئی بات نہیں۔ مجھے پتا ہے کہ وہ معاملہ بھی چل رہا ہے۔ خیر میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پوری دنیا میں depositor اور lender کا فرق تمام بنکوں کا تین سے ساڑھے تین فیصد ہوتا ہے جو کہ پاکستان میں 15 سے 16 فیصد تک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سال جو financial year

ختم ہوا ہے اس میں بنکوں کا منافع سوا کھرب روپے ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ عوام کا جو پیسا ہے اس کے اوپر کم از کم ان کو اتنا پیسا تو مل جائے کہ وہ افراط زر سے 2 فیصد زیادہ ہو۔

جناب سپیکر! آپ خود بھی فنانس کو سمجھتے ہیں کہ جن لوگوں نے ڈالروں میں پیسا رکھا ہوا ہے ان کو ایک طرف 6 فیصد مل رہا ہے، دوسری طرف ان کو withdrawal پر کوئی ٹیکس نہیں دینا پڑ رہا جبکہ جو بندہ روپے میں پیسا رکھ رہا ہے اسے 3 فیصد بھی دینا پڑ رہا ہے، اس کو devaluation کی بھی تقریباً 25 فیصد مار پڑ رہی ہے اور اوپر سے بنک بھی اس کو کچھ نہیں دے رہے تو میری استدعا ہے کہ اس قرارداد کو پاس کیا جائے اور یہ ایوان پرزور مطالبہ کرے کہ کم از کم افراط زر سے 2 فیصد ریٹ depositor کو زیادہ دیا جائے اور بنکوں کا جو difference rate ہے between lending and depositing وہ بھی 3 فیصد سے زیادہ نہ ہو۔ شکریہ

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں بھی اس بارے میں چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہراج صاحب! رولز کے مطابق صرف mover of the resolution اور متعلقہ وزیر صاحب بات کر سکتے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے صرف ایک منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! ایک منٹ بات کر لیں۔ but that is against the rule.

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! federal funds rates اور سٹیٹ بنک کے جو ریٹس ہوتے ہیں یہ ہر جگہ دنیا میں centrally ہی determine ہوتے ہیں لیکن یہ جو consumers کو ریٹس ملتے ہیں ان کے deposits پر اس کو consumers' rights کے مطابق گنا جاتا ہے لہٰذا وہ federally regulate نہیں ہوتے۔ امریکہ کی مثال لے لیں وہاں پر ایک بہت strong central bank ہے اور اس کی ہر ریاست اپنے consumers کے benefits کے ریٹس خود set کرتی ہے اور ان کی limit خود set کرتی ہے تو اس کو ہم ایک وفاقی معاملہ کہہ کر write off نہ کریں۔ یہ consumers' rights کا issue ہے۔ یہ federal funds as such کا issue نہیں ہے حالانکہ federal fund وہاں سے set ہوتا ہے لیکن یہ پنجاب کی عوام کا issue ہے۔ اگر اس کو ہم نے ملاحظہ کرنا ہے اور اس کو سمجھنا ہے تو ہمیں اس بات کو بھی دیکھنا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ یہ بڑی specific سی قرارداد ہے اور اس پر لاء منسٹر صاحب نے بھی کہا ہے کہ چونکہ یہ مرکزی حکومت سے مطالبہ ہے اور قرارداد کی شکل میں ہے۔ انھوں نے اس کو oppose نہیں کیا ہے۔ اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ معزز ایوان مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بنکوں میں عوام کی جمع رقومات پر بنکوں کو کم از کم منافع افراط زر کی سالانہ شرح سے 2 فیصد زائد سالانہ دینے کا پابند کیا جائے اور بنکوں کا عوام کش (cartel) ختم کرایا جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب دوسری قرارداد چودھری ظہیر الدین صاحب، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب، جناب محمد محسن خان لغاری صاحب، حاجی محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت۔ محترمہ آمنہ الفت اسے پیش کریں گی۔

سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دینے کا مطالبہ

محترمہ آمنہ الفت: میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں سرکاری رہائش گاہیں محکمہ S&GAD(Welfare Wing) الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے سرکاری ملازمین کو الاٹ کرتا ہے۔ سرکاری رہائش گاہوں کی تعداد انتہائی قلیل ہونے کے باعث ہزاروں ملازمین اپنی آدھی سے زیادہ تنخواہ پر مہنگائی کے تناسب سے بڑھے ہوئے کرائے/مہنگے گھروں پر رہنے پر مجبور ہیں جبکہ حکومت پنجاب کی طرف سے ملنے والا ہاؤس رینٹ ناکافی ہے جس سے پرائیویٹ رہائش نہیں ملتی۔ سرکاری رہائش گاہوں کے حصول کے لئے الاٹمنٹ کروانے کے Load/پریشر کو کم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں پہلے مرحلہ پر سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ

اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے سرکاری ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دی جائے جیسا کہ پنجاب یونیورسٹی پہلے ہی اپنے ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دے رہی ہے۔ صوبائی دارالحکومت لاہور میں سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن ملنے سے محکمہ S&GAD ریلیف محسوس کرے گا۔ نیز محکمہ خزانہ پر کم سے کم مالی بوجھ پڑے گا۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں سرکاری رہائش گاہیں محکمہ S&GAD(Welfare Wing) الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے سرکاری ملازمین کو الاٹ کرتا ہے۔ سرکاری رہائش گاہوں کی تعداد انتہائی قلیل ہونے کے باعث ہزاروں ملازمین اپنی آدھی سے زیادہ تنخواہ پر مہنگائی کے تناسب سے بڑھتے ہوئے کرائے / مہنگے گھروں پر رہنے پر مجبور ہیں جبکہ حکومت پنجاب کی طرف سے ملنے والا ہاؤس رینٹ ناکافی ہے جس سے پرائیویٹ رہائش نہیں ملتی۔ سرکاری رہائش گاہوں کے حصول کے لئے الاٹمنٹ کروانے کے Load / پریشر کو کم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور میں پہلے مرحلہ پر سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے سرکاری ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دی جائے جیسا کہ پنجاب یونیورسٹی پہلے ہی اپنے ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن کی سہولت دے رہی ہے۔ صوبائی دارالحکومت لاہور میں سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے ملازمین کو ہاؤس ریکوزیشن ملنے سے محکمہ S&GAD ریلیف محسوس کرے گا۔ نیز محکمہ خزانہ پر کم سے کم مالی بوجھ پڑے گا۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کسی شاعر نے کہا ہے کہ "بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے" یہی قرارداد پچھلے پانچ سالوں میں اس وقت کی اپوزیشن کی طرف سے دو مرتبہ پیش ہوئی، آج یہ پیش کر رہے ہیں اور جب وہ پیش ہوئی تو اس طرف یہی ہمارے بھائی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے یہی جواب دیا جو آج جواب میرے ہاتھوں میں ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! لیکن میں یہ جواب نہیں دینا چاہتا اور نہ ہی اسے پڑھنا چاہتا ہوں۔ میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ اس میں گورنمنٹ کا view یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم اس طرح سے ایک ایک ڈیپارٹمنٹ کو pick کریں اور جیسے اب پنجاب یونیورسٹی مثال بن رہا ہے، پھر اس کے بعد دوسرا مثال بنے، پھر تیسرا مثال بنے۔ ہم اس میں کوئی uniform policy لانا چاہتے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ لاہور میں بلکہ کم از کم جو میٹروپولٹین شہر ہیں جہاں پر واقعی problems ہیں اور جو problems ملازمین کے لاہور میں ہیں، فیصل آباد میں، ملتان میں اور راولپنڈی میں اس سے ملتے جلتے ہیں اس سے کم نہیں ہیں تو اس پر ہم ایک uniformity policy پر غور کر رہے ہیں۔ اگر میرے بھائی اس بات پر رضامند ہو جائیں اور اس میں تھوڑی سی amendment کر لیں اور اس amendment میں یہ پورا concept جو ہے وہ clear ہو جائے تو بہتر ہے۔ میں اسے oppose نہیں کرنا چاہتا، آپ اسے pending فرما لیں اور next private member's day میں تھوڑا سا اس کے scope کو وسیع کرنے کی جو میں بات کر رہا ہوں اس کو بھی ساتھ سمو لیں تو اس کے بعد اس کو House میں پیش کریں تاکہ House بہتر form میں اس کو پاس کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں شکریہ ادا کرتی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ پانچ سالہ ان کے دل کی جو آواز تھی اور آج ball انہی کے کورٹ میں ہے۔ میرے خیال میں جیسا کہ انہوں نے فیصلہ کر دیا ہے تو اس پر کمیٹی بن جائے گی۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب والا!میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن بات یہ ہے کہ یہ ہمارے دل کی بات ہمارے سے ہی پوری ہو رہی ہے،کاش!ان کے ہاتھوں سے پوری ہوئی ہوتی۔(قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: بات صرف اتنی سی ہے کہ دونوں طرف سے اس قرار داد کو pending کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔اس قرار داد کو pending کیا جاتا ہے۔اس پر مل بیٹھ کر بات کر کے amendment کے ساتھ دوبارہ لے آئیں۔ اگلی قرارداد take up کرنے سے پہلے فاروق یوسف گھرکی صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ جو کمیٹی باہر گئی تھی۔۔۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب والا! اس سلسلے میں گزارش کروں گی کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ غزالہ سعد رفیق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جو میری خواتین بہنیں احتجاج کر کے باہر گئی تھیں۔ احتجاج تو فنڈز پر ہو رہا تھا لیکن اس House کا ہمیشہ سے یہ طریقہ رہا ہے کہ جب بات خواتین اور مردوں کے درمیان چل پڑتی ہے تو میرے بھائی مرد حضرات جو ہیں وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ ہمارا تعلق مسلمان گھرانوں سے ہے۔ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور انہوں نے عورتوں کی تکریم اور عزت کس طرح کی ہے تو اسی سنت اور روایت کو برقرار رکھتے ہوئے یہ جو احتجاج ہوا تھا اس بات پر ہوا تھا کہ یہاں پر عورتوں کی تذلیل کی گئی ہے اور نامناسب الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جس کی وجہ سے انہوں نے احتجاج کیا ہے اور ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ کارروائی سے یہ نامناسب الفاظ حذف کروائے جائیں اور اس فاضل ممبر جس نے یہ الفاظ ادا کئے ہیں ان سے معذرت کروائی جائے اور آئندہ کے لئے میری یہ سب سے درخواست ہے کہ یہ issues جو ہیں خواتین اور مردوں کے اس کے اندر آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ اسی طرح لمبے ہو جاتے ہیں please اور ہم انہی بحثوں میں پڑ جاتے ہیں اور وقت ضائع کرتے ہیں تو آئندہ کے لئے اس کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔میں خواتین کے دوبارہ House میں آنے پر انہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔اب تیسری قرار داد محترمہ فرح دیبا کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

فلم انڈسٹری، ٹی۔وی سٹیج اور دیگر فن سے وابستہ افراد کے لئے آرٹسٹ ہاؤسنگ کالونی کا قیام

محترمہ فرح دیبا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o۔

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فلم انڈسٹری سمیت ٹی۔وی سٹیج اور دیگر فن کے شعبہ سے وابستہ افراد کے لئے "آرٹسٹ ہاؤسنگ کالونی" کے قیام کے لئے اہتمام کرے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فلم انڈسٹری سمیت ٹی۔وی سٹیج اور دیگر فن کے شعبہ سے وابستہ افراد کے لئے "آرٹسٹ ہاؤسنگ کالونی" کے قیام کے لئے اہتمام کرے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر تنویر اسلام!

وزیر کھیل اور امور نوجوانان وثقافت (ڈاکٹر تنویر اسلام): جناب سپیکر! فلم ریڈیو، ٹی وی، سٹیج کے جو فنکار ہیں وہ ہمارے معاشرے کا ایک بہترین حصہ ہیں۔ وہ جہاں پر اپنی محنت سے اپنی عوام کو تفریح مہیا کرتے ہیں وہاں عوام کے دلوں کی دھڑکن بھی بن جاتے ہیں لیکن بد قسمتی سے حالات ایسے ہیں کہ کبھی بھی کسی حکومت نے ان کی حوصلہ افزائی کی ہے اور نہ ہی ان کو وہ عزت اور مقام دیا گیا ہے جو معاشرے میں ان کو دیا جانا چاہئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس حکومت نے جس نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ ہم نے اس معاشرے میں بسنے والے ہر انسان کی خدمت کرنی ہے اور یہ بھی ہمارے وہی بہن بھائی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ اجازت دیں تو حکومت پنجاب کے پاس زمین بھی ہے اور ان کے لئے کالونی بھی بن جائے۔ جس طرح ڈاکخانہ، سوئی گیس وغیرہ سب محکموں کے لئے کالونیاں بنی ہیں تو میں اس کی حمایت کرتا ہوں کہ ان کے لئے کالونی ضرور بنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا مطلب ہے آپ اس قرارداد کے حق میں ہیں۔

وزیر کھیل اور امور نوجوانان وثقافت (ڈاکٹر تنویر اسلام): میں اس قرارداد کے حق میں ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ کالونی بننی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فلم انڈسٹری سمیت ٹی۔ وی، سٹیج اور دیگر فن کے شعبہ سے وابستہ افراد کے لئے آرٹسٹ ہاؤسنگ کالونی کے قیام کے لئے اہتمام کرے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

چودھری عامر سلطان چیمہ: ابھی منسٹر صاحب نے بات کی ہیں، جتنی بھی کالونیاں بنی ہیں وہ لوگوں نے خود بنائی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! You are not a mover, you are not a mover. اس میں "ناں" یا "ہاں" کی حد تک آپ کا اختیار تھا وہ آپ نے کر لیا۔ پلیز! تشریف رکھیں، اس پر ہم بعد میں بات کریں گے۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ! (قطع کلامیاں)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ جو قرارداد آئی ہے اگر ہم اس طرف توجہ کریں کہ فلم انڈسٹری، ٹی وی یا اس سے related شعبوں کی تمام برائیوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے ان لوگوں کی طرف دیکھیں جو اس میں creative کام کر رہے ہیں اور وہ بیرونی دنیا میں پاکستان کی popularity میں بڑے اچھے طریقے سے حصہ بنے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ وہ بھی اسی ملک کا حصہ ہیں اور وہ اس وقت بڑے بُرے حالات میں ہیں۔ اس حوالے سے میں بھی تھوڑا سا جانتی ہوں کہ انڈسٹری پر ایک بحران کی سی کیفیت ہے تو اس کو سامنے رکھتے ہوئے ان لوگوں کا کوئی اور ذریعہ معاش ہے، نہ وہ کوئی اور کام کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے لیکن rules permit نہیں کرتے ہیں۔ اس پر آپ ایک علیحدہ قرارداد لے آئیں۔ اب چوتھی قرارداد حاجی ذوالفقار علی صاحب کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

صوبہ کی جیلوں میں مقررہ قید ختم ہونے اور جرمانہ ادا نہ کر سکنے والے قیدیوں کی رہائی

حاجی ذوالفقار علی: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت پنجاب کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ کی تمام جیلوں میں بند ایسے قیدی جن کی مقررہ قید ختم ہو چکی ہے مگر جرمانہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند ہیں، کو فوری رہا کرنے کا حکم صادر فرمائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت پنجاب کو اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ کی تمام جیلوں میں بند ایسے قیدی جن کی مقررہ قید ختم ہو چکی ہے مگر جرمانہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے بند ہیں، کو فوری رہا کرنے کا حکم صادر فرمائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو اس بنیاد پر oppose کرنا چاہتا ہوں کہ حاجی صاحب نے یہ جو قرارداد پیش کی ہے اس میں انہوں نے پورے معاملے کو cover کیا اور اس میں کوئی تخصیص نہیں کی۔ اس میں ہوتا یہ ہے کہ ایک تو وہ جرمانہ ہوتا ہے جو قیدی سے وصول کر کے گورنمنٹ کے حق میں forfeit ہوتا ہے لیکن کچھ جرمانے ایسے ہوتے ہیں کہ عدالت حکم دیتی ہے کہ مجرم سے اتنا جرمانہ وصول کر کے victim کی فیملی کو دیا جائے تو اس میں پھر victim کا right بن جاتا ہے کہ وہ اس کو معاف کرے یا نہ کرے۔ موجودہ حکومت اور بالخصوص وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا خود اس بارے میں بڑا concern ہے اور اس مرتبہ عید کے موقع پر تقریباً ساڑھے تین کروڑ روپیہ ان قیدیوں کے جرمانے ادا کرنے کے لئے دیا ہے جن کی سزا ختم ہو چکی تھی اور وہ جیل میں تھے اس طرح ان کی رہائی ممکن ہوئی۔ اس میں تقریباً دو کروڑ کی رقم ایسی تھی جس کا انتظام privately مخیر حضرات سے کیا گیا اور اس میں ایک خطیر حصہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اپنی جیب سے دیا تو میں حاجی ذوالفقار صاحب کی سوچ کو appreciate کرتا ہوں اور ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو pending کروالیں اور اس میں ایک category جس میں حکومت کا اختیار ہے اس کو differentiate کر کے اس قرارداد کو دوبارہ پیش کریں ہم اس بات سے بالکل متفق ہیں کہ جہاں پر حکومت کا اختیار ہے اس حد تک

گورنمنٹ کو اپنا جرمانہ چھوڑ کر ان قیدیوں کی رہائی کا بندوبست کرنا چاہئے اور جو ایسے قیدی ہیں جن کا جرمانہ کسی مظلوم کے پاس جانا ہے تو وہ اختیار گورنمنٹ کے پاس نہیں ہے اس کو علیحدہ کر دیا جائے اور حاجی صاحب اس قرارداد کو amend کر کے اس form میں next private member's days پر لے آئیں اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو favour کر کے پاس کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مطلب یہ کہ آپ اس قرارداد کو اس شکل میں oppose کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگر حاجی صاحب اپنی قرارداد کو pending کر کے اس میں جو legal and technical رکاوٹ ہے اس کو دور کر لیں، میں ان کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا تو اس کو next time لے آئیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میرا خیال ہے جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے ان کے ساتھ بیٹھ کر اس میں amendment کر لیں لہذا اس چوتھی قرارداد کو اس وقت تک pending کیا جاتا ہے۔

لاء منسٹر صاحب! مجھے پہلے بھی اطلاع آئی تھی اور اب بھی آئی ہے کہ صحافی کالونی کے حوالے سے بہت زیادہ anxiety ہے، اس پر قبضہ گروپوں کی وجہ سے اور allotment letters نہ ملنے کی وجہ سے بھی anxiety ہے۔ میرا خیال ہے on the floor of the House بھی پہلے یہ بات ہو چکی ہے۔ گورنمنٹ آف پنجاب بھی جو کوشش کر رہی ہے تو میرے خیال میں ان کی anxiety کو ہمیں redress کرنا چاہئے کیونکہ یہ ہمارے سوشل سیکٹر کا بڑا important factor ہے تو اس وقت تک گورنمنٹ آف پنجاب نے اس پر کیا کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو ہمارے صحافی بھائیوں کا مسئلہ ہے۔ یہ ہمارا اپنا مسئلہ ہے اور غالباً اس سے پہلے session میں انہوں نے یہ بات اٹھائی تھی تو اس کے حل کے لئے ایک کمیٹی قائم ہوئی تھی اور اس کمیٹی کی میٹنگ میں ڈی سی او لاہور، سی سی پی او لاہور اور سیکرٹری اطلاعات کو بلایا گیا اور یہاں پر بیٹھ کر ہم نے پورا طریق کار طے کیا اور according to the satisfaction of President and Secretary of our Press Gallery Committee. اس کے بعد پھر ہم نے ایک طریق کار بھی طے کیا کہ ہم نے اس طرح سے قبضہ گروپوں کو defeat دینی ہے۔ اس کے بعد ایک واقعہ ہوا اور وہ واقعہ بھی یہ ہوا کہ وہاں پر ایک مجسٹریٹ ایک پلاٹ پر قبضہ کر رہے تھے تو میں اس دن فیصل آباد میں تھا تو راجہ ریاض صاحب

جو ایک بڑے اچھے صحافی ہیں وہ telephonically میرے علم میں لائے۔ میں نے اس وقت پوری کوشش کر کے اس بات کو manage کیا، وہاں سے مجسٹریٹ صاحب اور ان کے باقی ساتھیوں کا قبضہ رکوایا گیا اور ان کے خلاف باقاعدہ فوجداری مقدمہ درج ہوا اور اس کے بعد قبضہ گروپ کا یہ معاملہ کافی کنٹرول ہوا۔ اب اگر تو قبضہ گروپ کا کوئی معاملہ ہے تو وہ آج یا کل ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں، میں دوبارہ اس بات کا اہتمام کرتا ہوں کہ ڈی سی او، سی سی پی او اور اس کے علاوہ جو Information Department کے حکام ہیں یا جنہیں بھی وہ چاہیں انہیں ان کے ساتھ یہاں کمیٹی روم میں بٹھا کر administration کی طرف سے جو کمی سمجھتے ہیں اس کو بھی پورا کروا دیں گے، باقی allotment orders سے متعلقہ جو معاملہ ہے وہ Information Department سے پوچھ لیتے ہیں اور اگر اس سے higher level پر بات کرنے والی ہوئی تو میرا خیال ہے کہ اس ہفتے کے آخر میں میاں محمد شہباز شریف چائنہ کے دورے سے تشریف لے آئیں گے تو ان کے ساتھ بھی ان دوستوں کی ایک میٹنگ رکھوا کر اس مسئلے کا بھی حل کروا دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اس بارے میں قطعی طور پر بالکل نہیں سوچنا چاہئے کہ ہم اس میں کوئی کوتاہی کریں گے۔ ان کی ہاؤسنگ کالونی کا معاملہ بالکل اپنا معاملہ ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس کو حل کیا جائے اور انہیں پلاٹس کی نشاندہی ہو، وہ اپنے گھر بنائیں اور وہاں پر اپنے بچوں کے ساتھ آباد ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب 22 تاریخ کو واپس آ رہے ہیں اس لئے اجلاس کے ختم ہونے سے پہلے اسمبلی میں بتا دیجئے گا۔ اب پانچویں قرارداد محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔۔۔ وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، حاجی صاحب!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! بہاولپور میں بھی ایک پریس کلب ہے۔ اس کی عمارت نہیں ہے۔ پچھلے دور حکومت میں ان سے متعلقہ فنڈ کو بند کیا گیا تھا۔ اس پر میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ بہاولپور کے صحافیوں کے مسئلے کو بھی دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا حلقہ پی پی۔165 جو کہ دریائے راوی کے پار سے شاہدرہ کی جانب شروع ہو جاتا ہے۔ میں ایک اہم point کی طرف جناب کی وساطت سے حکومت پنجاب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ لاہور سے باہر شیخوپورہ وغیرہ جانے کے لئے دو راوی کے پل ہیں۔ ان میں ایک سگیاں پل ہے اور ایک راوی کا پرانا پل ہے۔ سگیاں پل پر ٹال ٹیکس معاف کر دیا گیا ہے اور شاہدرہ کی طرف پل پر لوگوں کو بے دردی سے لوٹا جاتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ شاہدرہ جو لاہور کا حصہ ہے ان کے لوگوں سے ٹیکس وصول کرنا سراسر ناانصافی ہے، کم از کم شاہدرہ کے رہائشیوں اور جو لوگ adjusting لاہور ہیں ان کو اس ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب سپیکر! ریٹائرڈ فوجیوں نے LAFCO بنائی جو BOT کا ایک منصوبہ شیخوپورہ روڈ پر شروع کیا اور غریب عوام کو لوٹنے کا ایک راستہ بنا کر کوٹ عبدالمالک سے پہلے ٹال پلازہ بنا کر فی کار 26 روپے اور بڑی گاڑی سے 200 روپے تک ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ یہ غریب عوام پر ظلم ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس پر ایک کمیٹی تشکیل دے کر یہ ٹیکس معاف کیا جائے اور شاہدرہ اور شاہدرہ سے ملحقہ علاقوں جس میں میرا حلقہ بھی شامل ہے وہاں کے رہنے والے لوگوں کو اس ٹیکس سے جلد بچایا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں متعلقہ منسٹر سے بات کر لیں اور اس کے بعد جو چیز بھی ہے اسے ہاؤس کے سامنے لے کر آئیں۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم متفرق تحاریک کو لیتے ہیں۔ سب سے پہلے محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے:

Notice of Motion to Amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 under Rule 244-A of the said rules.

Now, we take up the motion for leave to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997.

Mrs Samina Khawar Hayat has given notice of motion for leave to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. The proposed amendment is as under that in sub rule 1 of rule 13 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 for the word “four” the word ”six” be substituted. Mrs Samina Khawar Hayat may move the motion for leave of the Assembly.

MRS. SAMINA KHAWAR HAYAT: Thank you Mr. Speaker. I move:

> ‘‘That leave be granted to move the proposed amendment to the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997.’’

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> ‘‘That leave be granted to move proposed amendment to the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997.’’

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah): I oppose it.

MR. DEPUTY SPEAKER: Mrs. Samina Khawar Hayat!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہاں کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کو oppose کیا جائے کیونکہ اگر آپ ممبران کی تعداد کو دیکھیں تو یہ بڑھ چکی ہے۔ کیا یہ اچھا نہیں ہے کہ ہمیں موقع ملے گا کہ ہم groom بھی کر سکیں گے اور responsibility بھی بڑھے گی۔ یہ بہت اچھی ترمیم ہے اور اس کو oppose کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترمہ ثمینہ خاور حیات سے معذرت کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ There is no reason to amend this rule. اس میں انھوں نے کہا ہے کہ ابPanel of Chairmen میں چار ممبران کو مقرر کیا جاتا ہے۔ مجھے اور کئی دوسرے ممبران کو بھی کوئی پچھلے 20 سال سے اس ہاؤس کے رکن بننے کا بار بار موقع ملا ہے۔اس میں ہوتا یہ ہے کہ چار میں سے تین رکن حکومتی بنچوں سے ہوتے ہیں اور ایک رکن جس کا نمبر 4 ہوتا ہے وہ اپوزیشن سے ہوتا ہے۔آج تک کبھی بھیPanel of Chairmen کے چوتھے رکن کو اجلاس preside کرنے کا موقع نہیں ملا۔اس میںrational amendment تو یہ ہونی چاہئے کہ اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کو برابر کر دیا جائے اور دو دو کر دیئے جائیں یا اس میں کوئی اس قسم کیamendment ہو کہ اپوزیشن کے کسی ممبر کو بھی اور کسی دن نہیں تو private member's day پر ہی موقع ملے کہ وہ بھیHouse preside کرے۔میں سمجھتا ہوں کہ جب چوتھے نمبر والے کو کبھی موقع نہیں ملا تو اس طرح یہamendment بالکل بے معنی ہو گی۔اس کے علاوہ سینیٹ میں Panel of Chairman کی تعداد 3 ہے، قومی اسمبلی میں 4 ہے، سندھ میں 4 ہے، بلوچستان میں 4 ہے، سرحد میں 4 ہے اور پنجاب میں بھی 4 ہے۔اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ There is no need to amend this rule.

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> ''That leave be granted to move proposed amendment to the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997.''

(The motion was lost)

عام بحث کی تحاریک

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے ایجنڈے کا اگلا آئٹم عام بحث ہے۔ عام بحث کی پہلی تحریک ڈاکٹر سامیہ امجد، چودھری عبداللہ یوسف، محترمہ آمنہ الفت، جناب محمد محسن خان لغاری، محترمہ آمنہ جہانگیر، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ عائشہ جاوید، محترمہ خدیجہ عمر، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، سیدہ ماجدہ زیدی اور سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کی جانب سے ہے۔ جی، محسن لغاری صاحب!

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: I move that:

> The Policy of the Government in the Health Department with particular reference to quacks responsible for spreading contagious diseases e.g. Hepatitis, Aids, Dingy fever, Cancer etc with particular reference to performance of enforcement staff, be discussed.

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> The Policy of the Government in the Health Department with particular reference to quacks responsible for spreading contagious diseases e.g. Hepatitis, Aids, Dingy fever, Cancer etc with particular reference to performance of enforcement staff, be discussed.

جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں شاید اس کے بعد انھیں اس پر argument کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ ہم بالکل اس پر بحث کے لئے وقت مختص کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میری اس میں یہ گزارش ہوگی کہ آپ اس معاملے کو

بزنس ایڈوائزری کمیٹی کو refer کر دیں، وہاں پر مختلف محکموں پر بحث کرانے کے لئے دنوں کا تعین with the consultation of Opposition ہوتا ہے۔اس اجلاس میں بھی ہمارا پروگرام ہے کہ ہم health پر بحث رکھیں لیکن ان میں زراعت کے علاوہ اور موضوع بھی ہیں اس لئے جب بھی میٹنگ ہو گی تو اس میں یہ اپنی ترجیح کا تعین کر لیں تو ہم اس موضوع پر بحث کرانے کے لئے تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں This is very valid and it has been referred to the Business Advisory Committee. اب عام بحث کے لئے دوسری تحریک سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی طرف سے ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کی دوسری تحریک آٹے کے بحران اور مہنگائی پر عام بحث، تیسری خطرناک عمارات سے متعلق ہے اور اس سے اگلی تحریک زکوٰۃ کمیٹیوں سے متعلق عام بحث ہے۔ میں سمجھتا ہوں اور موجودہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ ہم ہر issue کو اس معزز ایوان میں discuss کرنا چاہتے ہیں اور consensus کے طور پر اس کو آگے لے کر چلنا چاہتے ہیں جو اس معزز ہاؤس میں پیدا ہو۔ان موضوعات کو آپ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کو refer کریں اور with the guidance of the Opposition اس پر جو وقت مقرر ہو گا اس کا ہم تعین کرنے کے لئے تیار ہیں اور اس پر عام بحث ہو گی لیکن میں اپنے Opposition کے بھائیوں سے بھی اور حکومتی بھائیوں سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ جب بحث کے لئے دن کا تعین ہو تو پھر اس دن حاضری آج جیسی نہیں ہونی چاہئے بلکہ بھرپور حاضری بھی ہو اور سارے دوست اس میں حصہ لیں تاکہ گورنمنٹ کو اس سے guidance ملے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ میرے خیال میں بڑی اچھی تجویز ہے۔اس میں آٹے سے متعلقہ سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی تحریک ہے۔ چودھری ظہیرالدین صاحب، جناب محمد یار ہراج صاحب، میاں شفیع محمد صاحب اور جناب محمد اعجاز شفیع صاحب کی جانب سے خطرناک بلڈنگ کے حوالے سے تحریک ہے اور اس کے بعد محترمہ نسیم لودھی صاحبہ کی طرف سے Constitution of Zakat Committee سے متعلقہ ہے، یہ ساری بزنس ایڈوائزری کمیٹی کو refer کی جاتی ہیں۔اس کے بعد اب عام بحث کے لئے پانچویں تحریک شیخ علاؤالدین صاحب کی جانب سے ہے۔ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

قادرپور گیس فیلڈ کی فروخت پر بحث

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک میں پیش کرتا ہوں کہ:

"قادرپور گیس فیلڈ جو کہ قوم کا ایک بہت بڑا اثاثہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے، کی فروخت کے معاملے کو فوری طور پر اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قادرپور گیس فیلڈ جو کہ قوم کا ایک بہت بڑا اثاثہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے، کی فروخت کے معاملے کو فوری طور پر اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے۔"

جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کو with this submission oppose کرتا ہوں کہ یہ معاملہ ایک تو وفاقی گورنمنٹ سے متعلقہ ہے اس پر پنجاب حکومت کا کسی طرح سے کوئی اختیار نہیں ہے۔ دوسرا میں سمجھتا ہوں کہ اس بحث میں معاملات confusion کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اس حوالے سے بہترین حل یہ ہے کہ معزز محرک خود بھی اس بات کو سمجھتے ہیں کہ وہ اس پر ایک قرارداد لے آئیں تاکہ یہ ہاؤس ان کی feelings کو وفاقی حکومت کو اچھے انداز سے convey کر دے کیونکہ اس معزز ہاؤس کے پاس اس قسم کی feelings کو convey کرنے کا طریق کار قرارداد ہے اور ہم اس معاملے پر عام بحث نہیں کر سکتے جو ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں آتا۔

چودھری عبداللہ یوسف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ rules اس کی اجازت نہیں دیتے۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! یہ بھی اسی سے متعلقہ ان کی information کے لئے ہے۔ لاء منسٹر صاحب کو بھی پتا ہو گا اور شاید دوسروں کو بھی پتا ہو کہ گیس کی sale کو روک دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ ابھی تو صرف ایک statement ہے but that is not in black and white. جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اپنے معزز بھائی سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے علم میں سب کچھ ہے۔ میرے علم میں یہ بھی ہے کہ اس پر statement آ گئی ہے لیکن ابھی بھی آئی ایم ایف کا پریشر ہے کہ اس کو بیچ دیا جائے۔ میں صرف معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ پوری دنیا میں اس قسم کے reserves کہیں نہیں پائے جاتے۔ میں اس پر قرارداد لے آؤں گا کیونکہ میرے اور بھی ساتھی ہیں جو اس میں میرا ساتھ دینا چاہتے ہیں۔ شکریہ

چوہدری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! Check کر لیں۔ اگر روک دیا گیا ہے تو پھر یہ unnecessary exercise ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک قومی اثاثوں کا مسئلہ ہے اور اس کے اندر اس اسمبلی کو اپنے حقوق اور تمام چیزوں کے لئے vigilant ہونا پڑے گا۔ اس میں شیخ صاحب کی طرف سے جو تحریک آئی ہے وہ یہ ہے کہ:

> "قادر پور گیس فیلڈ جو کہ قوم کا ایک بہت بڑا اثاثہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے، کی فروخت کے معاملے کو فوری طور پر اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے۔"

اب یہ رک گیا ہے یا ہونا ہے تو it will be decided in the resolution. جو قرارداد آئے گی اس حساب سے اس پر بات ہو جائے گی۔ میرے خیال میں شیخ صاحب کی تحریک dispose of ہو چکی ہے اب وہ اس پر قرارداد لے کر آئیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! واقعی اس معاملے کی اہمیت اسی طرح سے ہے جس طرح سے آپ نے فرمایا ہے۔ قرارداد لانے کا ایک طریق کار ہوتا ہے کہ ممبر نے پہلے اپنی قرارداد جمع کروانی ہوتی ہے اس کے بعد اس کی balloting ہوتی ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ اگر آپ اس سلسلے میں یہ فرما دیں کہ شیخ صاحب اس معاملے پر قرارداد اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر لے آئیں تاکہ وہ take up ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں بہت شکر گزار ہوں کیونکہ مجھے پتا ہے کہ آپ نے اور لاء منسٹر صاحب نے اس کی gravity کو محسوس کیا ہے۔ انشاء اللہ میں اس کو اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر لے کر آؤں گا۔

پوائنٹ آف آرڈر

چک نمبر 39/4L بھوجوآنہ (اوکاڑہ) کے رہائشی پر تشدد کرنے والے ملزموں کو پولیس کا گرفتار نہ کرنا

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے التماس کرنا چاہتی ہوں کیونکہ لاء منسٹر صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ میں ایک اہم واقعہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ چک نمبر 39/4 L بھوجوآنہ ضلع اوکاڑہ کا رہائشی مہر حاکم اپنے گھر بیٹھا تھا کہ اس کے چند رشتہ دار اس کے گھر پر قبضہ کرنے کے لئے آئے اور اس کو ڈنڈوں سے اتنا مارا پیٹا کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ گئیں اور وہ اس وقت ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ تھانہ شبھور ضلع اوکاڑہ میں پرچہ تو درج ہو گیا ہے لیکن پچھلے دس بارہ دن سے ملزموں کو نہیں پکڑا گیا بلکہ اس کے گھر پر باقاعدہ ان ملزموں کا قبضہ بھی ہے۔ لاء منسٹر صاحب اس پر اپنے خصوصی احکامات جاری کر دیں اور ویسے بھی وہ ہمیشہ ہی اس سلسلے میں بہت زیادہ تعاون فرماتے ہیں۔ ایف آئی آر نمبر 328/08 ہے اور مدعی فاروق ولد حاکم علی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سلسلے میں ان کی رہنمائی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو تحریری نوٹ محترمہ کے پاس ہے یہ میرے حوالے کر دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کل ہی اس پر جو ضابطے کی کارروائی ہے وہ کروا کر میں کل ادھر ہاؤس میں inform کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میں آج تمام ممبران کا بھی شکر گزار ہوں کہ آج جس طرح ہم نے کارروائی کو چلایا ہے۔ ہم نے کارروائی بھی مکمل کر لی ہے اور تین بجے کے ٹائم سے پہلے ہاؤس کا پورا ایجنڈا مکمل کر لیا ہے۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 19۔نومبر 2008 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔